جزائرِ انڈمان و نکوبار:
ماضی تا حال
ایم احمد مجتبیٰ (علیگ)

جزائرِ انڈمان و نِکوبار :
ماضی تا حال

ایم احمد مجتبیٰ (علیگ)

Insha Publications
25-B, Zakaria Street, Kolkata - 700073

ISBN : 978-81-86346-69-3

نام کتاب : جزائر انڈمان و نِکوبار : ماضی تا حال

"JAZAAIR-E-ANDAMAN-O-NICOBAR"

1st Edition : 2016

Price : Rs.400/-

Pages : 368

Author : M. Ahmad Mujtaba (Alig)
C/o Zakaria Traders
Gafoor Manzil
Aberdeen Bazar
Port Blair (Andaman & Nicobar Islands)

Phone : 03192-231518

Mobile : 9531862919

Laser compose, setting, cover design and printing: Insha Publications, 25-B, Zakaria Street, Kolkata-700073 ● Phone: 91-33-2235-4616
Email : inshapublications@yahoo.co.in

ناشر : انشاء پبلی کیشنز، کلکتہ۔700073

انتساب

اپنے ابّا ایم عبدالغفور فرزندِ نظیر محمد (پنڈت اجودھیا رائے)

اور اپنی امّاں حفیظ النساء دخترِ شیخ مسعود کے نام

صفحہ

فہرست

دوسرا حصہ (ب)

تیسرا حصہ

چوتھا حصّہ

پانچواں حصّہ

چھٹا حصّہ

ساتواں حصّہ

آٹھواں حصّہ

دیباچہ

انڈمان سے میرا تعلق اب مجھے بھی متوجہ کرتا ہے۔ کئی سال پہلے افسانہ نگار جوگندر پال نے دو بار براہ کلکتہ دہلی سے انڈمان کا سفر کیا۔ انڈمان کے پس منظر میں وہ ایک ناول لکھ رہے تھے۔ تب زیرِ تحریر ناول کا ایک باب ماہنامہ انشاء میں شائع ہوا۔ پھر تقریباً تین برس بعد جوگندر پال صاحب نے اطلاع دی کہ ناول تیار ہوگیا ہے، مسودہ بھیج رہا ہوں۔ آپ اسے چھاپ دیجئے۔ لہٰذا 'پار پرے' ناول اہتمام سے شائع کر دیا گیا۔ انڈمان کی فضا سے مانوس کرنے والے اُس ناول کے واقعات اور کردار اردو ادب میں ایک اضافہ تھے۔ ناول سے انڈمان کے ساحل، راستوں، جیلوں اور قبائلی زندگی کے چند اساطیر کا علم ہوا۔ پیشتر کلکتہ کی ایک افسانہ نگار خاتون کے کئی افسانے انشاء میں چھپ چکے تھے۔ محترمہ کا آبائی تعلق پورٹ بلیئر سے ہے۔ ان کی بعض کہانیوں میں بھی انڈمان کے کچھ رسوم اور توہمات نظر آئے تھے۔ پھر ایک اتفاق ہوا۔ سُنامی سے کچھ پہلے کی بات ہے۔ پورٹ بلیئر سے ایک صاحب ملنے آئے۔ اردو شاعر گوونڈا راجو راز انڈمانی۔ وہاں کے ایک مقامی انگریزی ہفت روزہ میں کوئی کالم لکھتے تھے۔ انہوں نے انشاء پبلی کیشنز سے اپنا اوّلین شعری مجموعہ 'کھارا پانی' شائع کروایا۔ چند سال بعد ساہتیہ اکادمی کی جانب سے پورٹ بلیئر میں ایک سیمینار، مشاعرہ اور افسانوں کا پروگرام ہوا جس میں میں بھی شریک تھا۔ اور اکادمی کے اردو مشاورتی بورڈ کی میٹنگ بھی وہاں طے تھی جس میں ہمارے ساتھ راز انڈمانی بھی ممبر کی حیثیت سے شریک تھے (افسوس راز انڈمانی اب دنیا میں نہیں رہے)۔ انڈمان کے ساحلی اور بالائی جنگلی علاقے، سیلولر جیل اور سیاسی اہمیت کے اہم مقامات مثلاً وہ جگہ جہاں شیر علی نے لارڈ میو کا قتل کیا سب بہت دلچسپی سے دیکھا۔

مولانا فضل حق خیر آبادی کے مزار پر بھی ہم نے حاضری دی۔ کلکتہ لوٹ کر میں نے وہاں کا ایک سفرنامہ لکھا۔ پورٹ بلیئر میں ہمارے قیام کی آخری رات میں ہوٹل میں ہمارے دو خاص میزبانوں یعنی سماجی شخصیت اور معزز تاجر شیخ فاروق عالم اور راز انڈمانی کے ساتھ ایک بزرگ ایم۔ احمد مجتبیٰ صاحب، رٹائرڈ پرنسپل تشریف لائے اور جامع مسجد ابرڈین کے تعلق سے ایک اردو انگریزی کتاب ہمیں دی اور جامع مسجد، ابرڈین کے دورے کی دعوت دی۔ میں نے، پروفیسر گوپی چند نارنگ (صدر ساہتیہ اکادمی) اور چندربھان خیال صاحب نے تنگیِ وقت کی بنا پر معذرت کرلی کہ اس بار نہیں اگلی بار۔ کیونکہ اگلی صبح ہی ہماری واپسی تھی۔

کچھ عرصہ بعد احمد مجتبیٰ صاحب کلکتہ تشریف لائے۔ فرمایا راز انڈمانی کی کتاب مجھے بہت اچھی لگی۔ انڈمان اور نِکوبار کے تعلق سے میری دو تحقیقی کتابیں اشاعت کے لئے تیار ہیں۔ اردو اور انگریزی میں انہیں اپنے طریقے سے شائع کردیں۔

ایم۔ احمد مجتبیٰ صاحب نے انڈمان اور نِکوبار کی تاریخ، جغرافیہ اور ماحولیات کے حوالے سے ابتک کئی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ انڈمان میں ایکتا کے تعلق سے اردو اور ہندی میں کتابیں لکھی ہیں۔ انگریزی میں 'انڈمان کی یادیں' ایک ضخیم دستاویز مرتب کی۔ ویر ساورکر پر انگریزی کتاب لکھی۔ حال میں انڈمان اور نِکوبار میں اسکولی تعلیم کی تاریخ پر ان کی ایک اور انگریزی کتاب شائع ہوئی ہے۔ پورٹ بلیئر کے مختلف طبقات اور سرکاری شعبہ ہائے اندراجات اور پریس نے مجتبیٰ صاحب کی ان کاوشوں کو بہت سراہا۔ کیونکہ ان میں صحیح تاریخی حقائق اور اعداد وشمار دستیاب ہیں۔ اور یہ اپنی نوعیت کی الگ کتابیں ہیں۔

انگریزوں کے دورِ استبداد میں جس کسی کو کالا پانی کی سزا دی جاتی تھی وہ بہت بدنصیب سمجھا جاتا تھا (ہرچند کہ ہموطنوں کی نظر میں وہ شہید یا ہیرو کا مقام پاتا تھا)۔ سزا ایک ناقابل آباد دور اُفتادہ جزیرے انڈمان کے ساحلی شہر پورٹ بلیئر میں دی جاتی تھی۔ اہل وطن پر انگریزوں کے بدترین ظلم وستم کے علاوہ جب 1942 میں جاپانیوں نے انڈمان کا محاصرہ کرلیا تو انہوں نے بھی انڈمان کے اُن قیدیوں پر زبردست ظلم ڈھائے۔

گرم مسالوں کی پیداوار کے لئے مشہور یہ جزیرے چند سال قبل سُنامی میں

تہِ آب ہونے کے بعد سے برّی و بحری زلزلوں کی مسلسل زد میں آتے رہتے ہیں۔ لیکن خود انڈمان و نِکوبار کی سیاسی تاریخ میں اتنے تیز گرم مسالے پڑے ہوئے ہیں کہ اب تک اس کے بیان سے مورخوں کا منہ جلتا ہے اور آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں۔ ایم۔ احمد۔ مجتبیٰ صاحب کی اس تازہ ترین تصنیف ''جزائرِ انڈمان و نِکوبار'' جیسی دوسری کتاب اردو میں نہیں ملتی جس میں علامہ فضل حق خیر آبادی، مولانا جعفر تھانیسری، شیر علی کے علاوہ 1857 کی جنگ آزادی کے سیکڑوں مجاہدین آزادی کے مُفصّل یا مختصر تذکرے، تاریخی دستاویزات اور جغرافیائی نقشوں کے عکس شاملِ اشاعت ہیں۔ جدید ترین مردم شماری حتیٰ کہ اعداد و شمارِ حیوانات تک کے مختصر ریکارڈ مصنف نے بڑے جتن سے حاصل کئے ہیں۔

جذبۂ حرّیت کے احترام میں پُر خلوص کوشش کی گئی ہے کہ اردو قارئین کے لئے اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ وقیع بنایا جاسکے۔ یوں تو انشاء پبلی کیشنز سے مشکل سے مشکل ترمسوّدوں کی اشاعت کو ممکن بنایا ہے لیکن اس کتاب کی پیشکش بڑی آزمائش طلب تھی جبکہ مصنف کی اپنی ترجیحات کا بھی پورا خیال رکھنا لازم تھا۔

ایم احمد مجتبیٰ کے دادا پنڈت اجودھیا رائے (نظیر محمد) نے بھی انگریزوں کے ستم جھیلے تھے۔ اُن کی المناک داستانِ حیات بھی اس کتاب میں موجود ہے۔ مجتبیٰ صاحب کے چھوٹے بھائی محمد یمین مرتضیٰ ایک اونچے سِول عہدے سے سبکدوش ہوئے ہیں۔ معروف اور بہت مصروف سماجی شخصیت ہیں۔ کارِ خیر کے لئے مشہور ہیں۔ اِن دونوں کی بہن امّ سلمیٰ اردو افسانہ نگار ہیں۔ اب شاید نہیں لکھ رہی ہیں۔ انشاء میں ان کے دو افسانے چھپ چکے ہیں۔

اسے میں اپنی سعادت سمجھتا ہوں کہ احمد مجتبیٰ صاحب نے انڈمان و نِکوبار کے تعلق سے جو کتابیں لکھیں سب انشاء پبلی کیشنز سے شائع کروائیں۔

ف۔س۔اعجاز

مدیر ''ماہنامہ انشاء''

کلکتہ

یکم دسمبر 2016

پیش لفظ

ٹورسٹ یا تبلیغی جماعت کے ساتھی یا میرے ملنے والے، جب کبھی کتابوں کی باتیں ہوتی ہیں، اکثر مجھ سے پوچھ لیتے ہیں کہ میں نے اب تک انڈمان و نِکوبار کے بارے میں مجاہدین آزادی کے حوالے سے اردو میں کوئی کتاب کیوں نہیں لکھی جبکہ انگریزی میں کئی کتابیں لکھیں۔

مجھے ندامت کا احساس ہوتا کہ واقعی سب سے پہلے مجھے اردو میں ہی ایسی کتاب لکھنی چاہئے تھی جو کہ میری اپنی زبان ہے۔

آخر اپنی کوتاہی کے احساس نے اردو میں انڈمان و نِکوبار پر کچھ لکھنے پر آمادہ کیا۔ سو یہ کتاب حاضر ہے۔

اس کتاب کو آٹھ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1- پہلے حصہ میں عبدالسبحان کا 1935 میں لکھا ہوا تیسری جماعت کے بچوں کے لئے جزائر انڈمان و نِکوبار کا جغرافیہ ہے۔ اس نایاب کتاب کا زندہ رہنا ضروری ہے۔

2- دوسرے حصہ میں مجاہدین آزادی کا ذکر ہے جو انڈمان لائے گئے۔ یہ نامکمل ہے۔ بہت سارے نام باقی ہیں۔ مکمل کرنے کی کوشش جاری ہے۔ امید ہے کہ اللہ ہماری مدد فرمائینگے۔ کچھ عرصہ قبل گجرات کے ایک بزرگ انڈمان تشریف لائے تھے۔ شیخ

الاحادیث کے خلیفہ مولانا فقیر محمد کی خانقاہ میں ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے جب سنا کہ میں مجاہدین آزادی پر کچھ کام کر رہا ہوں تو مجھ سے فرمایا کہ ہمارے مجاہدین آزادی کا نام زندہ رکھنا ثواب جاریہ ہے۔ بس تب سے دل و دماغ میں بہت بے چینی رہی۔ اس لئے کوشش کی ہے کہ انکے ہر پہلو کو اجاگر کیا جاسکے۔

دوسرے حصہ (ب) میں مجاہدین آزادی کے اُن کاموں کا تذکرہ ہے جو انہوں نے انڈمان میں قید کے دوران انجام دئے۔ کتابوں کا لکھنا۔ ترجمہ کرنا۔ تعلیم اور میل ملاپ کے بیج بونا۔ مسجدوں کی بنیاد رکھنا وغیرہ۔ انہوں نے ہی آج کے انڈمان کی بنیاد 1858 میں رکھی۔ اس حصہ میں جامع مسجد ابرڈین، ملٹری پولیس مسجد، زلزلہ، مسافرخانہ اور شیرعلی کا ذکر بھی شامل ہے۔

3- تیسرے حصہ میں ایک مختصر تاریخ قلمبند کی گئی ہے تاکہ یہ جاننے میں دشواری نہ ہو کہ انڈمان کیسے کیسے بڑھتا گیا۔ کون کون لوگ کب کب باہر سے لائے گئے اور یہاں کب بسائے گئے۔

4- چوتھے حصہ میں جاپانیوں کے مختصر سے دور کے ظلم و ستم کی مختصراً نشاندہی کی ہے۔ نیتاجی سبھاش چندربوس کا ذکر بھی شامل ہے۔

5- پانچویں حصے میں 2011 کے مطابق الگ الگ محکموں کی موجودہ صورت حال پر ایک نظر۔

6- چھٹے حصہ میں مسلمانوں سے متعلق معلومات انڈمان و نِکوبار میں۔

7- ساتویں حصہ میں موجودہ جزائر انڈمان و نِکوبار کے جغرافیائی حالات نقشہ کے ساتھ تاکہ آسانی سے سمجھ آسکے۔

8- آٹھویں حصہ میں انڈمان و نِکوبار کی تاریخ میں گمنام مگر چند اہم ہستیوں کے تذکرے ہیں جن کو یاد کئے بغیر یہ کام ادھورا رہ جاتا۔

اس چھوٹی سی کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں یہ فیصلہ آپ پر ہے!۔

احمد مجتبیٰ

تشکّر

میری جتنی کتابیں انشاء پبلی کیشنز کلکتہ سے شائع ہوئی ہیں سبھی کتابوں کو کتابیں بنانے کا سہرا محترم جناب ف۔س۔اعجاز کے سر جاتا ہے۔ میں تو بس کچھ باتوں کو یکجا کر کے ان کے پاس بھیج دیتا ہوں اور وہ اپنا قیمتی وقت میرے ان بکھرے ہوئے پنّوں کو قابل اشاعت بنانے اور سنوارنے میں لگا دیتے ہیں جسے دیکھ کر یقین کرنا میرے لئے مشکل ہو جاتا کہ یہ میری لکھی ہوئی کتاب ہے۔ یہ ہنر صرف جناب ف۔س۔اعجاز صاحب کے حصہ میں آیا ہے۔

''جزائر انڈمان و نِکوبار : ماضی تا حال'' کا پیتل جیسا مسودہ بھی ان کے ہاتھوں سے سونا بن گیا۔ آج جس مقام پر وہ بیٹھے ہیں ایسا کام ان کے لئے گھاٹے کا سودا ہی ہے۔ پیتل لے کر سونا دیتے ہیں۔ ان کا شکریہ' بہت شکریہ۔

احمد مجتبیٰ

مٹی انڈمان کی

کبھی وقت ملے
تو سونگھ کر دیکھ
مٹی انڈمان کی
مہک آئے گی
آدی واسیوں کی
مجاہدین آزادی کی
ہمارے آبا و آجداد کی

کبھی وقت ملے
تو سونگھ کر دیکھو
مٹی انڈمان کی
مہک آئے گی
قربانی کی
ایمانداری کی
سچائی کی

کبھی وقت ملے
تو سونگھ کر دیکھو
مٹی انڈمان کی

مہک آئے گی

میل ملاپ کی
بھائی چارہ کی
ایکتا کی

پہلا حصہ

جغرافیہ۔ جزائر انڈمان و نِکو بار۔ 1935

1935 میں عبدالسبحان بن نظیر محمد (پنڈت اجودھیا رائے) سینئیر مڈل اسکول ٹیچر نے جماعت سوم کے بچوں کے لئے جغرافیہ جزائر انڈمان و نِکو بار لکھا تھا۔

حصہ اول کے طور پر اس کتاب کو شامل کیا جا رہا ہے تا کہ ان جزائر کا ابتدائی دور کا مکمل خاکہ آسانی سے سمجھ میں آجائے اور ماضی کے کئی بکھرے ہوئے سوالوں کے جواب بھی مل جائیں۔

اس نایاب تاریخی کتاب کی قدامت کو محفوظ کرنے کی غرض سے اسے یہاں ازسرنو شائع کیا جا رہا ہے۔ مولف نے اسے فیروز پرنٹنگ ورکس، لاہور سے چھپوا کر پورٹ بلئیر سے شائع کیا تھا۔

جغرافیہ

جزائر انڈمان و نکوبار

مؤلفہ

عبد السبحان

جغرافیہ

جزائر انڈمان و نکوبار

برائے

جماعت سوم

گورنمنٹ ہائی سکول پورٹ بلیئر

مؤلفہ

عبدالسبحان سینیئر مڈل سکول ٹیچر - پورٹ بلیئر

جسے مؤلف نے

فیروز پرنٹنگ ورکس ۱۱۹ - سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام
عبدالحمید خاں منیجر چھپوا کر پورٹ بلیئر سے شائع کیا

۱۹۳۵ء

قیمت سہ؍ چار آنے تین پائی

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلطی	صحیح
8	6	سببب	سبب
10	6	تھا	تھے
12	17	ہے	ہیں
15	6	کلوچ	کلونچ
16	1	ریٹھڑہ	ریٹھا
16	4	چوتھائی سے بھی	بہت
16	10	ہروھانی	دھانی
18	17	رومگس	اونگس
22	6	کوکلابنگ	گوکلابنگ
〃	10 و 16	قلاٹ	فلاٹ
23	4	اسٹواٹ	رسٹورنٹ
〃	15	چاول ہر جہاز میں چاول کے	چاول کے ہر جہاز میں
24	4	بہت سے	بہت سے تو
27	2	ڈائرکٹر	ڈاکٹر
32	20	زمین کے چکر	زمین کے گرد چکر

فہرست مضامین

دیباچہ

یہاں قریبًا پندرہ سال پیشتر سے سکول کے اعلیٰ افسروں کی یہ رائے ہے کہ تیسری جماعت کے بچّوں کو بجائے جغرافیۂ ہندوستان پڑھانے کے جغرافیہ پورٹ بلیئر پڑھانا بہت بہتر ہوگا۔ اُستادان اپنے اپنے طرز پر کچھ کچھ بتاتے تھے۔ مگر پھر بھی ضرورت پوری نہ ہوتی تھی۔ کیونکہ دیکھی ہوئی باتیں بہت ہی کم ہوتی تھیں۔ اور ہمارا علم چھوٹے سے ٹکڑے یعنی پورٹ بلیئر کے باہر کچھ بھی نہیں ہوتا تھا۔ اُردو میں ایسی کوئی کتاب آج تک نہیں لکھی گئی۔ جو کہ طرز جدید پر انڈمان و نکوبار کی تشریح کرتی ہو۔ انگریزی میں سرکاری رپورٹ وغیرہ کثرت سے ہیں۔ مگر اُن کا مطالعہ کرنا اور چھوٹے بچّوں کے لائق مضمون چھانٹنا ایک دقّت طلب امر تھا۔ ان باتوں کو خیال میں لا کر کمترین نے ایک عرصے کے طویل مطالعہ کے بعد اس کتاب کو لکھا ہے۔ اور ماسٹر محمد شفیع صاحب و ہیڈ ماسٹر شیخ غلام جیلانی صاحب بی۔ اے اور ماسٹر موتی رام صاحب بی۔ اے نے اس پر علاوہ نظر ثانی بہت کچھ ترمیم فرمائی ہے۔ اس کتاب کو مکمل ہونے کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے۔ اس میں بہت سی خامیوں اور غلطیوں کا امکان ہے جو صاحبان اس میں اصلاح طلب بات پائیں۔ مؤلف اُن کو بہ طیبِ خاطر قبول کریگا۔ اور بہت ممنون ہوگا ؁

عبد السبحان
مڈل سکول ٹیچر۔ گورنمنٹ ہائی سکول۔ پورٹ بلیئر

جغرافیہ جزائرِ انڈمان

مختصر تاریخ

پیارے بچو! آؤ تمہیں ہم تمہارے وطن کی کہانی سنائیں۔ تمہارا ملک دو سو سے زیادہ چھوٹے بڑے جزیروں کا ایک مجموعہ ہے۔ یہ خلیج بنگال میں واقع ہے۔ اور ملک برما کے راس نگریس سے ایک سو بیس میل سے شروع ہوتا ہے۔ ان کے جنوب میں کمان کی شکل میں جزائر نکوبار پورٹ بلیئر سے ایک سو ننانویں پر شروع ہوتے ہیں۔ اور جزیرہ سماٹرا سے اکانوے میل پر ختم ہو جاتے ہیں۔

آج سے قریبًا ستر برس پہلے یہ جزیرے جنگل ہی جنگل تھے۔ سڑکیں۔ مکانات جو تم اب دیکھتے ہو۔ بالکل نہیں تھے۔ ہندوستانی اور انگریز یہاں آتے ہوئے گھبراتے تھے۔ ننگے پھرنے والے جنگلی ہی صرف یہاں رہتے تھے۔ جو کہ غیر ملک والوں کے جانی دشمن تھے۔ وجہ یہ تھی۔ کہ ملائی جو خط استوا کے قریب کے جزیروں میں رہتے ہیں۔ اکثر جہاز لے کر آتے اور لوٹ پھوٹ کر

خاکہ انڈمان ونکوبار
ہندوستان
برما
رنگون
راس نگریس
خلیج بنگال
نارتھ انڈمان
مڈل انڈمان
ساؤتھ انڈمان
چھوٹا انڈمان
کارنکوبار
تن کوٹری
بڑا نکوبار
سیلون
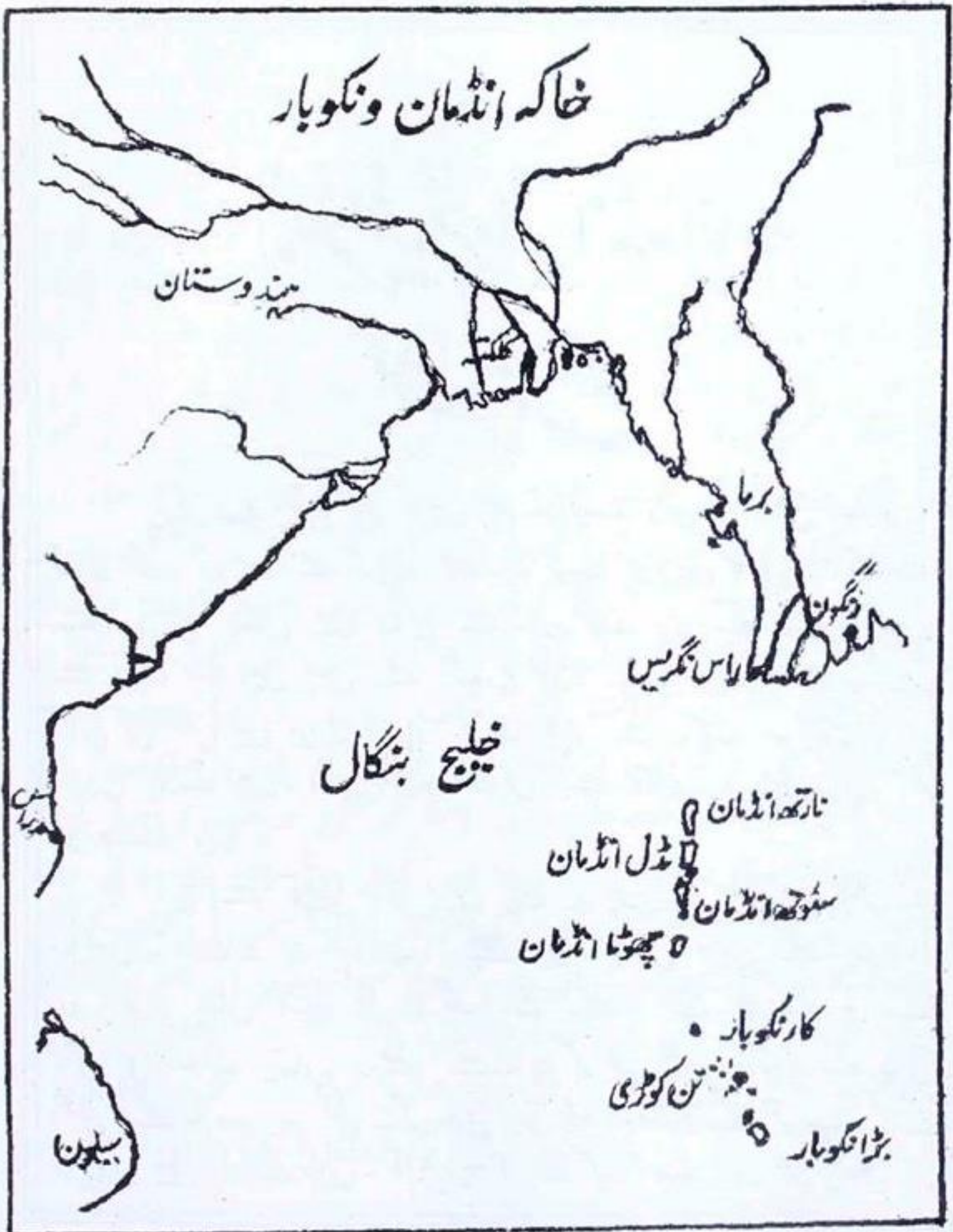
ان کو لونڈی غلام بنا کر پکڑ لے جاتے تھے - اور جزیرہ نمائے ہند چینی کے ممالک میں بیچ دیا کرتے تھے ؛

جب ہندوستان میں سرکار انگریزی کا سکہ چلنے لگا - تو لارڈ کارنوالس نے ۱۷۸۹ء میں اس کو آباد کرنے کی کوشش کی - مگر خراب آب و ہوا کی وجہ سے پانچ ہی سال کے اندر سب لوگ واپس ہو گئے - اور اس کو بسانے کا خیال ترک کر دیا گیا - ۱۸۵۷ء میں ہندوستان میں غدر ہوا - اور سرکار نے ڈاکٹر واکر کو یہاں حاکم بنا کر بھیجا - اور غدر کے قیدی کثرت سے یہاں بھیج دئے گئے - ان میں سے کچھ قیدی بھاگ گئے - کچھ جنگلیوں میں مل گئے - کچھ مار ڈالے گئے - اور باقی آباد ہو گئے -

ابرڈین کی لڑائی

آخر جنگلیوں نے ابرڈین کے مقام پر ایک سخت حملہ کیا - ایک بھاگے ہوئے قیدی نے اُن کے منصوبے کی اطلاع بر وقت ڈاکٹر واکر کو آ کر کر دی - سب تیاری کر لی گئی - اور جنگلیوں کو شکست فاش ہوئی ؛

ڈاکٹر واکر کے بعد جو افسر آئے - انھوں نے نہ صرف قیدیوں پر نرمی کی - بلکہ جنگلیوں سے بھی آہستہ آہستہ دوستانہ قائم کر لیا - ہر افسر کے عہد میں جنگل کی صفائی جاری رہی - اور دن بدن کھیتی باڑی کے لئے زمین زیادہ ہی زیادہ ہوتی گئی - پورٹ بلیئر کی آب و ہوا ترقی کر گئی - اور لوگ بہت کم مرنے لگے ؛

قتل بے گناہ

جب جنرل سٹورٹ صاحب (۱۸۷۱ء) یہاں چیف

ابرڈین کا خاکہ
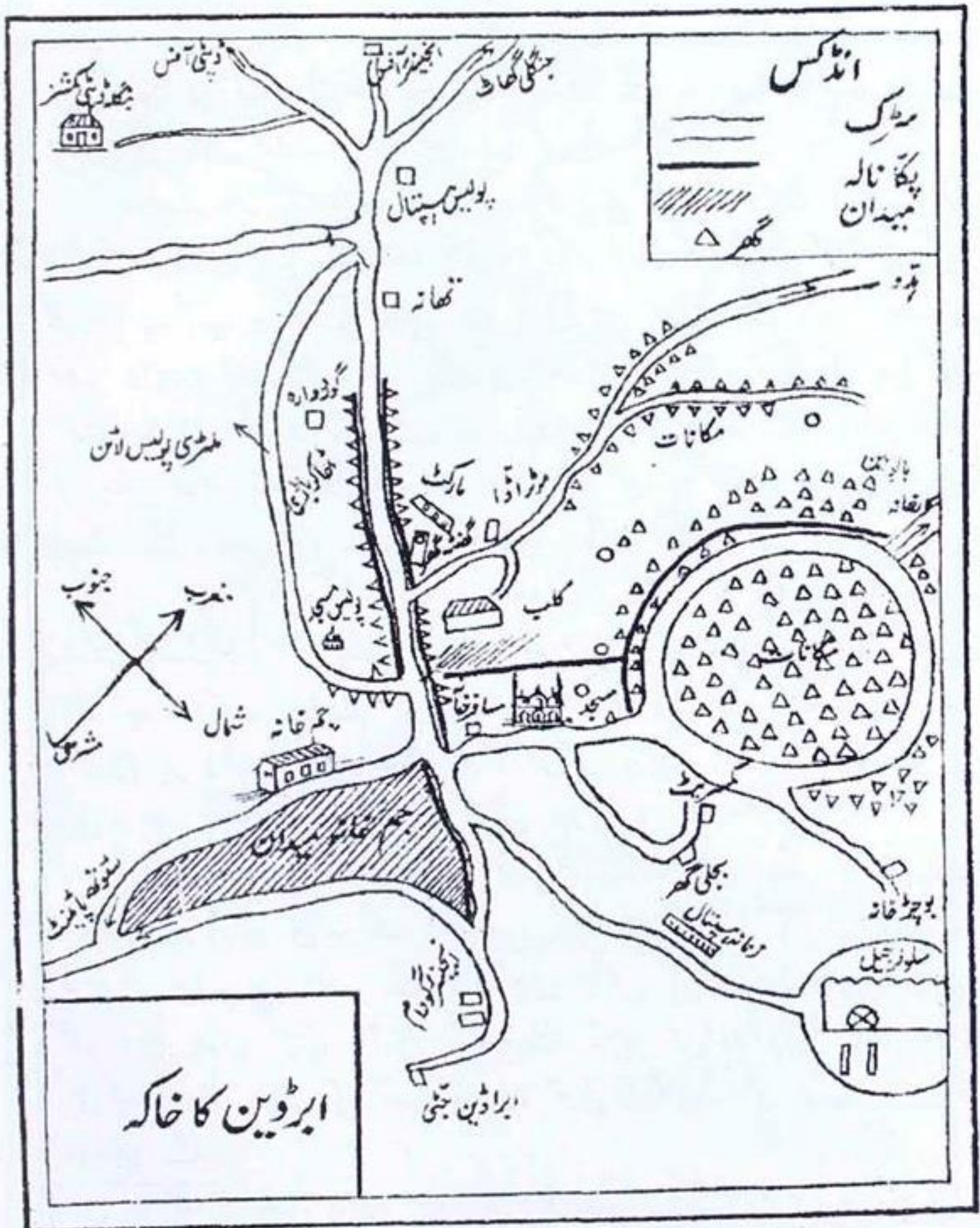
کمشنر تھے۔ تو حضور وائسرائے ہند لارڈ میو یہاں تشریف لائے۔ وہ قیدیوں کے بڑے ہمدرد تھے۔ مگر افسوس کہ ۸ فروری ۱۸۷۲ء کو ایک قیدی نے انہیں اچانک ہوپ ٹاؤن کے گھاٹ پر چھری مار کر ہلاک کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ قیدی اُن رعایتوں کے مستحق نہیں سمجھے گئے۔ جو کہ لارڈ میو صاحب انہیں دینا چاہتے تھے۔ کرنل کیڈل (۱۸۷۹ء) کے زمانے میں محکمہ جنگلات اور سلولر جیل کی بنیاد ڈالی گئی۔ اس زمانے میں ایک سخت تباہ کن طوفان آیا۔ جس نے آبادی کا ستیا ناس کر دیا۔ درخت گر گئے۔ مکانات اُڑ گئے۔ جہاز ان ٹر پرائز (ENTERPRISE) ڈوب گیا۔ اور ڈوبتے ہوئے جہاز والوں میں سے بہت کو قیدی عورتوں نے بچایا۔ جو کہ اس زمانے میں وہاں رکھے جاتے تھے۔ جہاں کہ اب ہائی سکول واقع ہے۔

بعد میں ٹمپل صاحب (۱۸۹۴ء) نے فنکس بے کارخانہ کو قائم کیا۔ اور اس چیف کمشنر صاحب نے موجودہ رجمنٹ خانہ میدان کو جو کہ اس وقت دلدل تھا۔ بھروانے کا کام شروع کیا۔ کرنل ڈگلس (۱۹۱۳ء) کے عہد چیف کمشنری میں ہزارہا ایکڑ ناریل کے باغ لگائے گئے۔ ابرڈین کا گھنٹہ گھر تعمیر کیا گیا۔ کرنل بیڈن اور کرنل فرر (۱۹۲۰ء سے ۱۹۳۰ء) کا زمانہ قیدیوں کے لئے کایا پلٹ تھی۔ ہر طرح کی رعایتیں دی گئیں۔ صرف یہی کہ وہ وطن نہیں جا سکتے تھے۔ باقی ہر طرح سے وہ آزاد لوگوں کی طرح رہنے سہنے لگے۔ لوگوں کو زمینیں موروثی دے دی گئیں۔

انہیں شوق دلایا گیا کہ نئے فیشن کے مکانات بنائیں - جاٹم کا ٹیل بنا - بڑے بڑے دلدل بھر دئے گئے - اور کاشت کے لئے کھیتیاں نکالی گئیں - اب اسمائتھ صاحب کے عہد میں بھی بہت ترقیاں ہو رہی ہیں - ابر ڈین میں بجلی کی روشنی انہی کی برکات سے ہے -

سطح زمین

جزائر انڈمان صرف پہاڑیاں ہی پہاڑیاں ہیں - جن کے درمیان تنگ وادیاں ہیں - اور یہ بسبب منطقہ حارہ کے گھنے جنگلات سے پُر ہیں - سؤتھ انڈمان میں کوئی اوپ - مؤنٹ ہیریٹ اور سلسلہ چولنگا بڑے پہاڑ ہیں - مڈل انڈمان میں مونٹ ڈایا اولو خلیج کتھ برٹ کے پیچھے واقع ہے - اور نارتھ انڈمان میں سیڈل کی چوٹی (۲۴۰۰ فٹ) سب سے اونچی ہے - جنوب میں جزیرہ رٹلینڈ ہے - اس میں فورڈ کی چوٹی ایک اونچی پہاڑی ہے - انڈمان بالکل ایک عظیم الشان جہاز کے مانند خلیج بنگال میں کھڑا ہے - جس کے چھ بلند مستول یہ پہاڑ ہیں - آس پاس کے جزیرے یوں سمجھ لو - جس طرح جہاز کے پہلو میں چھوٹی چھوٹی کشتیاں کھڑی ہوں ؛

مشرق میں رچی کا مجمع الجزائر واقع ہے - جس میں بڑا جزیرہ ہیولاک ہے - اس جزیرے کا شمالی سرا نیز پیل اور ولسن کے جزیرے بہت ہموار ہیں - مڈل انڈمان میں بیٹا پور کی وادی میلوں تک ہموار ہے - ہیولاک میں چونے کے پتھر کی پہاڑیاں بہت اونچی ہیں ؛

نقشہ سطح زمین انڈمان
پورٹ
کارنوالس
نارتھ انڈمان
سٹورٹ
سونڈ
انٹرویو آئیلینڈ
خلیج کتھ برٹ
لانگ آئیلینڈ
مڈل انڈمان
بیرن آئیلینڈ
ہولاک
ساؤتھ انڈمان
آئیلینڈ سنک
ڈنکن
چھوٹا انڈمان
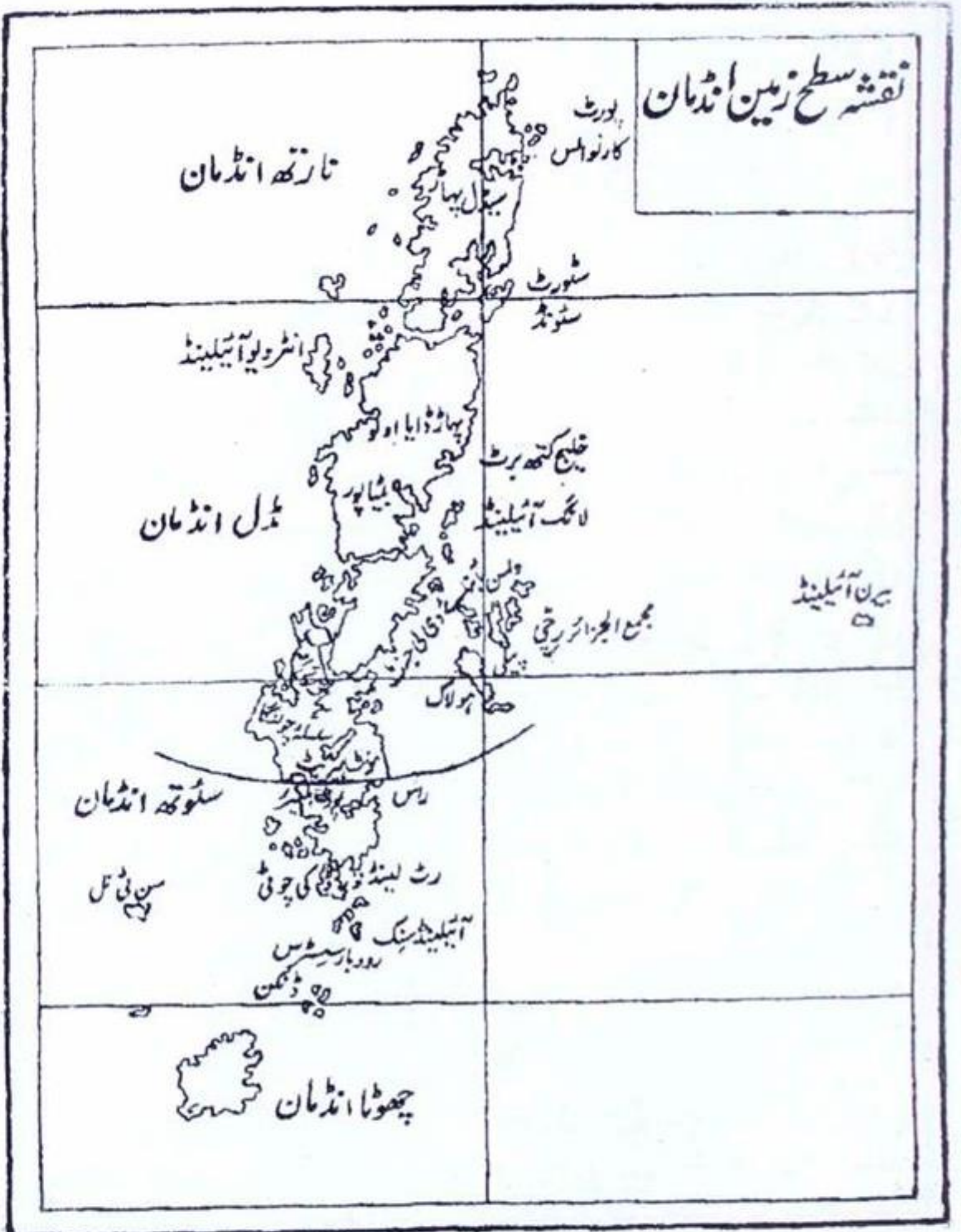
محلِ وقوع و رقبہ

یہ جزیرے خلیج بنگال میں عرض بلد کے دس اور چودہ درجے کے درمیان اور مشرقی طول بلد کے ۹۲ اور ۹۴ درجے کے بیچ میں واقع ہیں۔ یہ مجمع الجزائر زیادہ سے زیادہ ۲۱۹ میل لمبا اور ۳۲ میل چوڑا ہے۔ اور دو ہزار پانچ سو مربع میل کے رقبہ کو گھیرتا ہے۔

جغرافیہ دانوں کی رائے ہے کہ کسی زمانے میں یہ جزیرے ملک برما کا ایک حصّہ تھا۔ اور سلسلہ آراکان یوما پھیلتا ہوا جزیرہ سماٹرا اور جاوا سے جا ملتا تھا۔ مگر کسی زبردست زلزلے کی وجہ سے یہ زمین غرقاب ہو گئی۔ اور صرف پہاڑوں کی چوٹیاں اُس وقت کی زمین کی موجودگی کی شہادت میں باقی رہ گئیں۔ یہی اب جزائر انڈمان و نکوبار کہلاتے ہیں۔ ان میں سے بعض جزیرے مونگے کے کیڑوں کے بنائے ہوئے ہیں۔ ہیولاک کا شمال مشرقی حصّہ چھوٹا انڈمان۔ کچال۔ چورا۔ کارنکو بار۔ یام پوکا میں مونگے کے نشانات کافی بلندی تک پائے جاتے ہیں۔

ساحل

یہ جزیرے بہت ہی ٹوٹے پھوٹے ہیں)۔ پورٹ بلیئر میں ہدو اور نارتھ انڈمان میں پورٹ کارنوالس اور سٹورٹ سونڈ بہت

نقشہ سردی گرمی
بارش۔ ہوائیں۔ بابت
ماہ جولائی
نارتھ انڈمان
پورٹ کارنوالس
جنگلات
سٹوئرٹ سٹونڈ
انٹرویو آئیلینڈ
جنگلات
لانگ آئیلینڈ
مڈل انڈمان
ولسن
جنگلات
میولاک
80°
راس
ساؤتھ
انڈمان
رٹ لینڈ
رودبارڈ نکن
جنگلات
93°
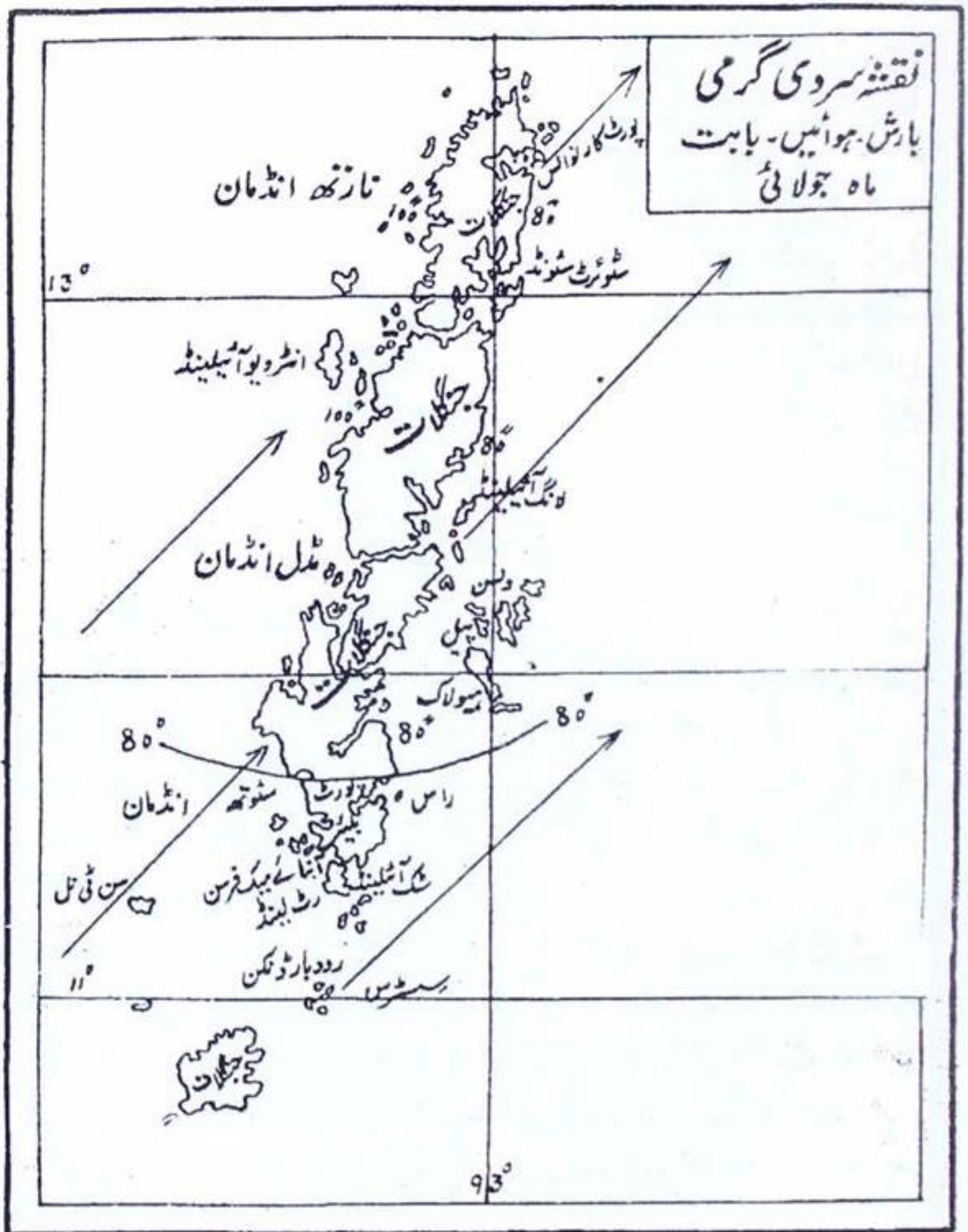
محفوظ بندرگاہیں ہیں - ساحل رقبہ کے لحاظ سے بہت لمبا ہے۔ اور بھی جگہ جگہ بہت عمدہ بندرگاہ ہیں جہاں جہاز ٹھہر سکتے ہیں - مگر وہ سب جگہیں غیر آباد ہیں - ان بیشمار جزیروں میں سے چھ بڑے بڑے جزیرے قابل ذکر ہیں - نارتھ انڈمان - مڈل انڈمان - سوتھ انڈمان - رٹلینڈ - چھوٹا انڈمان اور مجمع الجزائر رچی - رچی کو انڈمان سے آبنائے ڈی لی جنٹ جُدا کرتا ہے - اور چھوٹے انڈمان کو رودبار ڈنکن + پورٹ بلیئر کے شمال مشرق میں ایک جزیرہ بیرن آئیلینڈ آتش خیز ہے - جس کے شمال مشرق میں ایک اور جزیرہ نارکنڈم واقع ہے ۔

آب و ہوا

گرمی خط استوا سے قریب ہونے کی وجہ سے سال میں دو مرتبہ مئی اور گست میں سورج کی کرنیں عموداً پڑتی ہیں - مگر سمندری ہوائیں اعتدال پیدا کرتی رہتی ہیں - اور گرمی ناقابل برداشت کبھی نہیں پڑتی - اسی طرح جنوری میں برائے نام جاڑا پڑتا ہے ۔ گرمیوں میں زیادہ سے زیادہ حرارت ۸۷ درجے پر ہوتی ہے - اور سردیوں میں ۷۰ - فرق بہت تھوڑا ہے - جو کہ گرمی سردی پر برائے نام ہی اثر ڈالتا ہے ۔

ہوائیں یہ جزیرے مون سون ہواؤں کے عین راستے میں واقع ہیں - ہمارے شمال میں ایشیا کے بہت بڑے بڑے ملک اور ہندوستان واقع ہے - جو کہ گرمیوں میں تپ جاتے ہیں - وہاں کی ہوا گرم ہو کر ہلکی ہو جاتی ہے - اس لئے آسمان کی طرف اُڑ جاتی ہے - اور وہ سب گرم علاقہ ہوا سے خالی ہو جاتا ہے - جس طرح تم کنویں سے پانی نکالتے ہو - اور جگہ

نقشہ سردی گرمی
بارش - ہوائیں بابت ماہ
جنوری
پورٹ کارنوالس
سٹوپرٹ
جزیرہ انٹرویو
خلیج
لانگ
مجمع الجزائر
راس
رٹ لینڈ
سنگ
سٹرس
چھوٹا انڈمان
13°
12°
11°
93°
30°
25°
70°
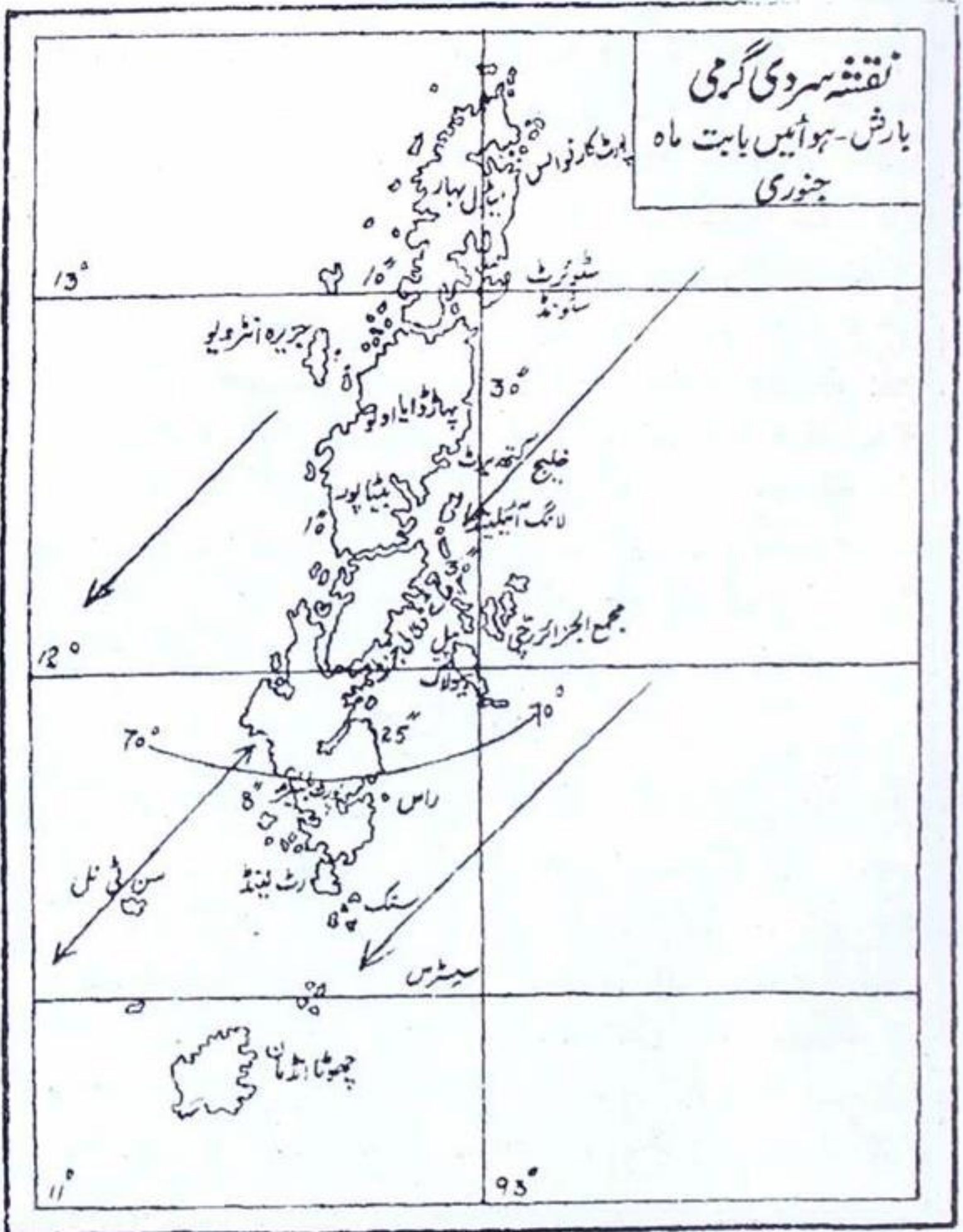
خالی ہوتے ہی فوراً آس پاس کا پانی جگہ لے لیتا ہے ۔ ویسا ہی بحر ہند کی ہوائیں جگہ لینے کے لئے تیزی سے چل پڑتی ہیں ۔ یہ ہوائیں بخارات آبی سے بھری ہوتی ہیں ۔ بادلوں کی گٹھڑی لادے ہوئے ان کو پہلے ہمارے ہی جزیرے پر سے گذرنا پڑتا ہے ۔ ہمارے اونچے اونچے پہاڑ ان کو روکتے ہیں ۔ تو وہ بلند ہو کر پار ہونا چاہتی ہیں ۔ یہ یاد رہے کہ جتنا ہم بلند ہوں ۔ ہوا کم اور سرد ہوتی جاتی ہے ۔ اور سرد اور کم ہوا میں بخارات آبی ٹھیر نہیں سکتے ۔ اس لئے خوب بارش ہو جاتی ہے ۔ ایک سال میں یہاں کی بارش ۱۲۰ انچ کے قریب ہو جاتی ہے ۔ یہ ہوائیں چھ مہینے تک مئی سے اکتوبر تک چلتی ہیں ۔ اکثر اتنی بارش ہوتی ہے ۔ کہ ہفتوں سورج نظر نہیں آتا ۔ نومبر میں ہوائیں پلٹتی ہیں ۔ جو کہ زمین پر سے آتی ہیں ۔ یہ خشک ہوتی ہیں اور بہت کم بارش لاتی ہیں ۔ نومبر سے اپریل تک موسم خشک ہوتا ہے ۔

پیداوار

جنگلات انڈمان کی سب سے (قیمتی چیز اس کے جنگلات ہیں) ۔ اندازہ لگایا گیا ہے ۔ کہ اس وقت ڈیڑھ کروڑ ٹن پکّی لکڑی آرے کے لائق موجود ہے ۔ خریداروں کی کمی ہے ۔ ورنہ اس وقت سٹورٹ سونڈ اور چاتھم کے آرے خانے سالانہ ایک لاکھ ٹن کے قریب لکڑی تیار کر سکتے ہیں ۔ یہاں کے جنگلات سے لکڑی نکالنا بہت آسان ہے ۔ میل ڈیڑھ میل سے بھی زیادہ لکڑی کھینچنا نہیں پڑتا کہ سمندر کے کنارے پر پہنچ جاتے ہیں ۔ بیڑا بنایا جاتا ہے ۔ پھر ایک آگبوٹ اُسے کھینچتا ہوا چاتھم پہنچا دیتا ہے ۔ لکڑی

کے بونگے کھینچنے کے کام کو ہاتھی اور بھینسے بڑی خوبی سے انجام دیتے ہیں۔ یہاں کے جنگلات کو ہم دو قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ سدا بہار اور پتے جھاڑنے والے۔ سدا بہار جنگلات کے درخت وادیوں میں ملتے ہیں۔ جہاں پانی کی کمی نہیں۔ مگر پتے جھاڑنے والے یعنی مون سون کے جنگلات پہاڑیوں پر ہوتے ہیں۔ اور گرمی کے خشک موسم میں / اُن کے پتے رگر جاتے ہیں۔ سدا بہار جنگلات میں گرجن۔ ٹاؤم پنگ۔ کلو بوج۔ لال چینی وغیرہ نرم لکڑی کے درخت ہوتے ہیں۔ اور مون سون کے جنگلات میں زیادہ قیمتی درخت مثلاً پڈاؤک۔ پیما۔ گوگو۔ سفید چگلم۔ سیاہ چگلم۔ دھوپ ڈھڈو۔ بادام وغیرہ کے درخت پائے جاتے ہیں۔ سمندر کے کنارے جہاں سمندر کے کھارے پانی کی پہنچ یا اثر ہے۔ وہاں تین گروو کے جنگلات ملتے ہیں۔ یہیں سے لوگ بستی کے مکانات بنانے کے لئے بلیاں لاتے ہیں۔ جنگلوں میں بمبو۔ بید اور پان کے درخت بہت ہوتے ہیں۔ کھانے کے میوے اور پھل بھی خود رو ہیں۔ مثلاً جامن۔ امرود۔ کاجو۔ کھٹا پھل۔ بید پھل۔ گوگل۔ تیندو۔ کاؤ پھل۔ آم۔ سپاری۔ بھلانوال۔ ریٹھا۔ گگل۔ مہوہ۔ وغیرہ ؛

پورٹ بلیئر کے علاقے میں قریباً پچاس مربع میل زمین جنگل سے صاف ہو چکی ہے۔ اس میں صرف دھان کی فصل پیدا ہوتی ہے۔ خشک موسم میں زمینیں خالی چھوڑ دی جاتی ہیں۔ کہیں کہیں لوگ اُرد۔ مونگ۔ تربوز۔ خربوزے اور ترکاریاں پیدا کر لیتے ہیں۔ گنا بھی ہوتا ہے مگر آبادی کے مقابل یہ پیداوار کافی نہیں۔ کافی۔ چائے اور ربڑ کے باغات بہت بڑے بڑے موجود ہیں۔ شریفہ۔ پپیتہ۔ کٹھار۔ انارس۔ مکا۔

نارنگی - چکوترہ - لیمو - ریٹھرہ - کیلا - منگوسٹین - میوہ جات بھی ہوتے ہیں - کھانے پینے کی اشیا مہاراجہ جہاز کے ذریعے رنگون اور کلکتہ سے منگوائی جاتی ہیں اس وجہ سے یہاں ہر ایک چیز اتنی مہنگی ہے - کہ ہندوستان اور برما میں اس سے چوتھائی سے بھی کم قیمت میں مل جاتی ہے۔

جانور یہاں کے جنگلوں میں کوئی درندہ نہیں - ہرن کثرت سے ہوتے ہیں - جنہیں شکاری بڑے شوق سے شکار کرتے ہیں - جنگلی بکریاں بعض جزیرے میں بکثرت ہیں - جنگلی سؤر بہت ہوتے ہیں - اور گوہ سانپ بھی ملتے ہیں - دوسری قسم کے سانپ بکثرت ہیں - مگر زہریلے نہیں - کنکھجورے بہت بڑے بڑے بالشت سے زیادہ لمبے ہوتے ہیں - بہت زہریلے - مگر پھر بھی مہلک نہیں ہوتے - جنگلی سؤر - گلہری - ہر دھائی چڑیا - چوہا فصل کا بہت نقصان کرتے ہیں - پرندے بہت قسم کے ملتے ہیں - طوطا تو ہمارا دشمن ہے - فصلوں کا بہت نقصان کرتا ہے - بعض پرندے کھانے کے لئے شکار کئے جاتے ہیں - اور لوگ بڑے شوق سے کھاتے ہیں - مثلاً کبوتر - ہریل - جنگلی بطخ - جنگلی مرغی - پینڈکی - تیتر - اسنائپ - کرلو وغیرہ - علاوہ اس کے کوّا - بلبل - مینا - نیل کنٹھ - کویل - بیر - ابابیل - چمگادڑ اُلّو - چیل - باز وغیرہ پرندے تھوڑے بہت ملتے ہیں - پالتو جانوروں میں گائے - بیل - بھینس - بکری - گھوڑا اور گدھا شامل ہیں - دودھ کی بڑی قلت ہے - اس جگہ گائے سے عموماً دودھ کم ملتا ہے - کیونکہ اس کی عام خوراک صرف گھاس ہے - جو کہ گھٹیا قسم کی ہوتی ہے۔

معدنیات معدنیات یہاں کوئی نہیں - البتہ سمندر سے گھونگے - کوڑیاں - کچھوے کی ہڈی ملتی ہے - اور دشوار گذار گھاٹیوں میں سے کفِ ابابیل ملتا ہے

جنہیں یہاں کے اصلی باشندے جنگلیوں کے سوائے کوئی نہیں لا سکتا ۔

گورنمنٹ و رفاہِ عام

یہ جزائر سرکار انگریزی کی طرف سے ایک چیف کمشنر کے ماتحت ہیں۔ اس سے چھوٹا افسر ڈپٹی کمشنر ہے۔ جس کے ماتحت دو اسسٹنٹ کمشنر اور ایک مال افسر ہیں۔ اور دو تحصیلدار ہیں۔ دیگر بہت سے محکمے ہیں۔ مثلاً پی۔ ڈبلیو۔ ڈی۔ کمسریٹ۔ میڈیکل۔ تعلیم۔ وغیرہ ۔

سرکار رفاہ عام کے کام میں یہاں بہت دلچسپی لیتی ہے۔ حفظِ صحت کے لئے انسپکٹر مقرر ہے۔ چھ بڑے ہسپتال ہیں۔ سئوتھ پائنٹ میں ایک ہائی سکول ہے۔ جس میں دسویں تک انگریزی وغیرہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور نصاب تعلیم و امتحانات رنگون یونیورسٹی سے ملحق ہے۔ قریبًا تمام اُستادان اچھے سند یافتہ ہیں۔ یہاں کے طالب علم ذہانت کے لحاظ سے ہندوستان کے طلبا سے کسی طرح کم نہیں۔ بلکہ انگریزی میں اُن سے اچھے ہی ہوتے ہیں۔ علاوہ اس کے پرائمری سکول اٹھارہ کے قریب دُور دُور کی بستیوں میں جاری ہیں۔ جہاں سرکار مفت تعلیم دیتی ہے۔ ہائی سکول میں بھی تعلیم بہت سستی ہے۔ دسویں جماعت کی فیس صرف تین روپے ماہوار ہے۔ جزیرے کے تمام سکولوں میں طلبا کی تعداد قریبًا ۶۶۶ ہے ۔

آبادی

انڈمان میں دو قسم کے لوگ ملتے ہیں۔ گوری نسل کے اور کالی

نسل کے ۔ گوری نسل کے لوگ دیگر ممالک سے آ کر یہاں آباد ہوئے۔
شروع میں یہ سب قیدی تھے۔ جو کسی نہ کسی جرم میں گرفتار ہو کر عمر قید
کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اکثر اُن میں سے رہائی کے بعد یہاں رہ پڑے۔
مگر کرنل بیڈن اور کرنل فرر کے زمانے میں ہندوستان کے ہر ایک صوبے
سے قیدیوں کے رشتہ دار بڑی کثرت سے یہاں آ کر آباد ہوئے۔ ملکِ
برما۔ پنجاب۔ بنگال۔ مدراس اور یو۔پی سے لوگ سینکڑوں کی تعداد میں
آئے۔ اور ایک عرصہ کے بعد کوئی تین چوتھائی کے قریب واپس چلے گئے۔
وجہ صرف یہ تھی۔ کہ یہاں پر گذارے کی صورت نظر نہ آتی تھی۔ جو رہ گئے
وہ اپنے قیدی رشتہ دار کی وجہ سے ٹھہرے۔ اور غالبًا وہ بھی رہائی کے
بعد جزیرے کو خیرباد کہہ دینگے۔ پچھلی مردم شماری میں انڈمان کی آبادی
اُنیس ہزار سے کچھ اوپر تھی۔ ان میں یورپ والے قریبًا ڈیڑھ سو ہونگے۔
کالی نسل کے لوگ یہاں کے اصلی باشندے ہیں۔ یہ چھوٹے قد کے سیاہ فام
لوگ ہیں۔ اکثر ننگے ہی رہتے ہیں۔ سروں پر اُون جیسے بال ہوتے ہیں۔ کچھ تو
ساحل والے (۹۰) ہم سے دوستانہ تعلق رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ پورٹ کارنوالس
سٹورٹ ساؤنڈ۔ مجمع الجزائر رچی میں آباد ہیں۔ دوسرے جراوا (۷۰) ہیں۔ یہ
پورٹ بلیئر کے شمال میں سوتھ انڈمان اور مڈل انڈمان کے تھوڑے
سے جنوبی حصے میں پائے جاتے ہیں۔ تیسرے رونگس (۲۵۰) کہلاتے ہیں
یہ رٹلینڈ اور چھوٹے انڈمان کے رہنے والے ہیں۔ چوتھے سن ٹی نلینز (۵۰)
یہ جزیرہ سنٹی نل میں ملتے ہیں۔ جراوا اور سن ٹی نلینز جنگلی بہت ہی وحشی
ہیں۔ اور گوری نسل کے لوگوں کو دیکھنا تک پسند نہیں کرتے۔ جب
موقع ملتا ہے۔ کاشتکاروں نیز اُن کے مویشی کو تیر مار کر ہلاک کر

دیتے ہیں ۔

ایک قابل افسوس بات جو ان جنگلیوں میں پائی جاتی ہے۔ یہ ہے۔ کہ ان کی آبادی دن بدن گھٹ رہی ہے۔ اکثر اقوام میں ۵۰ فیصدی سے زاید زوال آ گیا ہے۔ ان میں ایسا مرض اثر کر گیا ہے کہ ان کی پیدائش کم ہو گئی ہے۔ موتیں بہت ہوتی ہیں۔ ان کی مردم شماری صرف اندازاً ہی کی جاتی ہے۔ اور معلوم ہؤا ہے۔ کہ فی الحال ان کی تعداد ۵۰۰ سے کم ہی ہے۔ کوئی تعجب نہیں کہ آئندہ سو سال میں یہ بالکل نیست و نابود ہو جائیں ۔

مذہب اور زبان

ہندوستان کی مانند۔ یہاں بھی پانچ ہی بڑے مذاہب کے پیرو ہیں۔ ہندو (۸ ہزار) مسلمان (۶ ہزار) بدھ (۳ ہزار) کرسچین (۱ ہزار) سکھ (۶ سو) اور باقی باطل پرست ہیں ۔

بڑی زبان جس کو ملک کی زبان کہنا چاہئے۔ ہندوستانی ہے۔ اس زبان کو تقریباً سب لوگ سمجھتے ہیں۔ ورنہ مادری زبان کے لحاظ سے ہندوستانی قریباً سات ہزار ہیں۔ برہمنی تین ہزار۔ پنجابی دو ہزار۔ ملیاری دو ہزار۔ بنگالی ایک ہزار اور باقی دوسرے ہیں ۔

ذرائع آمد و رفت

یہاں سے اور ملکوں کے ساتھ صرف جہاز ہی کے ذریعے آمد و

رفت ہوتی ہے - مہاراجہ جہاز رنگون - کلکتہ اور مدراس کے بندرگاہوں
میں متواتر آتا جاتا رہتا ہے - بڑے بڑے جنگی جہاز سال میں ایک دو
مرتبہ یہاں آتے جاتے رہتے ہیں - جن میں اکثر ہوائی جہاز بھی ہوتے
ہیں +

جزیرے کے اندر سڑکیں بنی ہوئی ہیں - جن پر موٹریں چلتی ہیں -
روس صدر مقام ہے - جہاں چیف کمشنر صاحب بہادر رہتے ہیں - ابرڈین
بڑا شہر ہے - یہاں سے دو طرف بڑی بڑی سڑکیں جاتی ہیں - ایک فنکس
بے - ڈلانی پور ہوتی ہوئی ہڈو - چاتھم کو جاتی ہے - چاتھم میں ایک بڑا
آرہ خانہ ہے - جہاں پر سینکڑوں آدمی کام کرتے ہیں - ہڈو مہاراجہ
جہاز کے ٹھہرنے کی جگہ ہے - مسافر اور مال یہاں پر ہی چڑھتے اور
اُترتے ہیں - ابرڈین کے دو حصّے ہیں - ایک حصّہ بازار اور دوسرا
بستی کہلاتا ہے - بازار کے تمام مکانات ایک ہی نمونہ کے بنے ہوئے
ہیں - یہاں کے مکانوں کا کرایہ کلکتہ رنگون کے مکانوں کی طرح بہت
زیادہ ہے - دو مسجدیں ہیں - ایک مندر اور گوردوارہ بھی ہے ؛

بازار کے وسط میں شاندار گھنٹہ گھر ہے - ملٹری - پولیس لائن
اور تھانہ بازار کے قریب ہی ہیں - گھاٹ کے قریب جیل کی زبردست
عمارت کھڑی ہے - یہاں پر ناریل کے چھلکے کی رسی - بید کی کرسیاں -
ناریل کا تیل وغیرہ بہت بنتا ہے - ہندوستان کے سیاسی قیدی بھی
یہاں ہی رکھے جاتے ہیں - ابرڈین کے آس پاس افسروں کے بنگلے
پہاڑیوں پر بنے ہوئے ہیں - اور ایک بہت وسیع کھیل کا میدان سمندر
کے کنارے پھیلا ہوا ہے ؛ دوسری سڑک بہت لمبی ہے - لمبا لائن

نقشہ نوآبادی پورٹ بلیئر۔ بستیاں اور سڑکیں
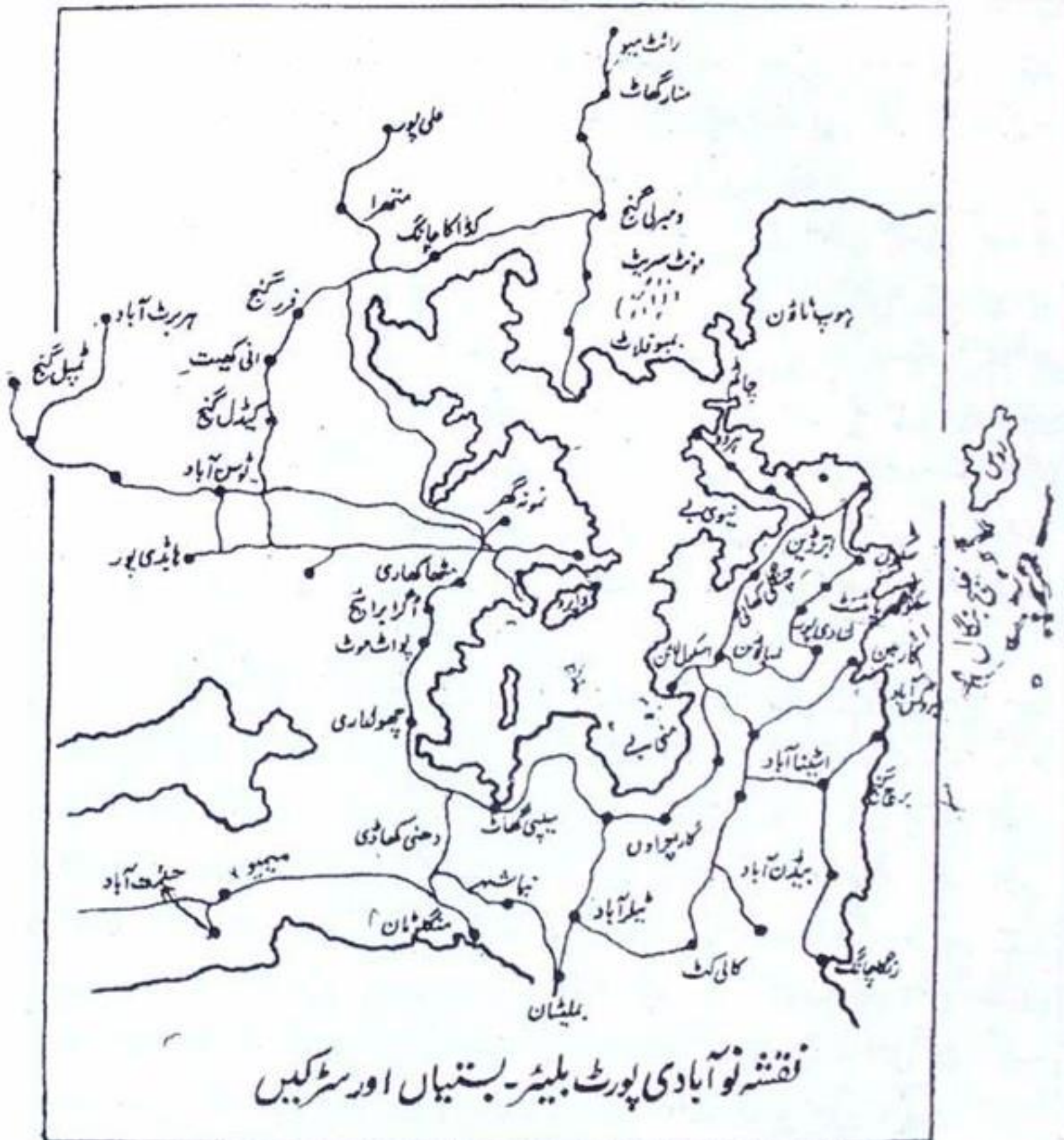
گارا چراماں ہوتے ہوئے جنوب کو سپی گھاٹ تک جاتی ہے۔وہاں سے کھاڑی کے گرد ہوکر شمال کو مڑتی ہے۔ اور چھولداری۔ اوگرا برانچ۔ ٹوسن آباد ہوتی ہوئی ہربرٹ آباد پر ختم ہو جاتی ہے ؂

ٹیوسن آباد سے اس بڑی سڑک کی ایک شاخ شمال مشرق کو جاتی ہے۔اور انی کھیت۔ فرر گنج ہوتی ہوئی ومبرلی گنج جا پہنچتی ہے۔جو کہ شمال میں کولابنگ ہوتی ہوئی رائٹ میو پر ختم ہو جاتی ہے۔ہندوستان کی ایک جرائم پیشہ قوم بھانتو ایک بڑی تعداد میں فرر گنج میں آباد ہے۔ اور ایک حد تک بھلے مانس لوگ بن گئے ہیں۔ٹیوسن آباد سے مشرق کو ڈنڈس پائمنت تک سڑک ہے۔ اور ومبرلی گنج سے جنوب کی طرف بمبو فلاٹ تک اس بڑی سڑک کی بہت شاخیں ہیں۔جو کہ مختلف بستیوں کو ملاتی ہیں۔خاکہ میں دیکھ کر معلوم کر لو ؂

کھاڑی میں آگبوٹ کے ذریعے آمد و رفت ہوتی ہے۔روس اور ابرڈین کے درمیان دن بھر ایک آگبوٹ آتا جاتا رہتا ہے۔ اس کو ڈاک کمان کہتے ہیں۔ دوسرا لمبا کمان ہے۔ یہ صبح روس سے چلتا ہے۔ ابرڈین سے ہوکر پانی گھاٹ جاتا ہے۔ وہاں سے چاٹم پھر بمبو فلاٹ ہوکر ہڈو میں آ لگتا ہے۔ پھر ڈنڈس پائمنٹ ہوکر وائیپر میں اپنا سفر ختم کرتا ہے۔ جب واپس ہوتا ہے۔تو ترتیب وار انہی گھاٹوں سے ہوتا ہؤا ساڑھے گیارہ بجے روس پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح ایک سفر دوپہر کے بعد کرتا ہے ؂ مسافروں کو ڈاک کمان میں ایک آنہ اور لمبا کمان میں آنے جانے کا کرایہ چار آنے دینا پڑتا ہے ؂

موٹروں کے کرائے مختلف ہیں۔ مگر عام طور پر ہڈو کمان کے

دو آنے اور ٹیوسن آباد کے آٹھ آنے فی کس دینا پڑتا ہے ۔ مڈل اور نارتھ انڈمان میں فارسٹ ڈیپارٹمنٹ کے جہاز روزا منڈ۔ ڈگلس۔ شرمتی۔ یوتگے لانے کے لئے اکثر جاتے ہیں ۔

نارتھ انڈمان کے استوات سٹونڈ میں ایک زبردست آرہ خانہ قائم ہے۔ مگر تجارت کی کمی کی وجہ سے وہ فی الحال بند پڑا ہے۔ مڈل انڈمان میں بھی پہلے فارسٹ ڈیپارٹمنٹ کی ایک شاخ قائم تھی۔ مگر اب وہ بھی بند ہے۔ وہاں پر مشہور جزیرہ لانگ آئیلینڈ کہلاتا ہے ۔

تجارت اور پیشے

یہاں سے صرف لکڑی اور ناریل غیر ملک کو بھیجا جاتا ہے ۔ لکڑی کا بیان تو جنگلات میں ہو چکا۔ اُس سے دوسرے درجے پر ناریل ہے۔ کرنل ڈگلس صاحب جب یہاں چیف کمشنر تھے۔ تو کئی ہزار ایکڑ زمین پر ناریل کے درخت لگوائے۔ جو کہ بعد میں سرکار نے ایک مقررہ محصول پر لوگوں کو دے دئے۔ جو کہ بارہ ہزار کی سالانہ آمدنی تک پہنچتا ہے ۔

چاول کے سوائے ہمارے ہاں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اور چاول بھی پورا نہیں پڑتا۔ سینکڑوں بیتے چاول ہر جہاز میں چاول کے آتے ہیں۔ دیگر کھانے پینے کی چیزیں بھی منگوانی پڑتی ہیں۔ آٹا۔ دال۔ گھی۔ آلو۔ پیاز۔ تیل۔ کروسن۔ پٹرول۔ کپڑا۔ موٹر کار۔ ہتھیار۔ سائیکل۔ کتابیں۔ دوائیاں برتن۔ اوزار۔ رنگ۔ سینکڑوں قسم کے لوہے کا سامان۔ غرضیکہ ہر چیز

جو ہم یہاں پر استعمال کرتے ہیں۔ سب کلکتہ۔ رنگون اور مدراس سے آتی ہیں۔ اور ہمیں دوتا دام دے کر خریدنا پڑتا ہے۔ جہاں جاؤ ایک قیمت اور بے انتہا مہنگی ؛

یہاں کے لوگ بہت سے نوکری پیشہ ہیں۔ جو کہ سرکاری دفتروں میں یا کارخانوں میں کام کرتے ہیں۔ اکثر آبادی کاشتکار ہے۔ جو کہ سات ہزار سے کم نہیں۔ اور چاول اور گنّے کی کاشت کرتے ہیں۔ کچھ دودھ کا پیشہ کرتے ہیں۔ گائیں۔ بھینسیں پالتے ہیں۔ باقی پیشے کے لوگ مثلاً دھوبی۔ درزی۔ نائی۔ بھنگی۔ سنار۔ لوہار۔ بوچڑ۔ گھڑی ساز وغیرہ بہت تھوڑے ہیں۔ ناریل کے درخت سے تاڑی نکالنے کے پیشہ ور بھی ہیں۔ بہت لوگ ٹھیکیدار ہیں۔ گھاٹ۔ شراب اور افیون وغیرہ کے ٹھیکے سرکار نیلام پر دیتی ہے ؛

نکوبار۔

یہ جزیرے بھی تین گروہ میں ہیں۔ شمالی گروہ میں کار نکوبار۔ درمیانے میں نن کوڑی۔ کچال۔ کمورٹا۔ تراسا۔ ٹی لنگ چانگ۔ چورا بم پوکا۔ ٹرنکٹ اور جنوبی گروہ میں چھوٹا نکوبار۔ بڑا نکوبار۔ پُلو میلو۔ کونڈل شامل ہیں۔ ان کے علاوہ چھوٹے جزیرے مل ملا کر بیس ہوتے ہیں ؛

خاکہ جزائر نکوبار
جزیرہ کارنکوبار
چورا
ٹی لن چانگ
ترا سا
بم پوکا
کاموٹا
ٹرنکٹ
نن کوڑی
کچال
بولومیلو
چھوٹا نکوبار
کونڈل
بڑا نکوبار
8°

یہ جزیرے عرض بلد کے ۶ اور دس ڈگری کے درمیان واقع ہیں۔ طول بلد انڈمان ہی کا ہے۔ دس ڈگری کا رودبار ۷۵ میل چوڑا ہے۔ اور چھوٹا انڈمان اور کار نکوبار کو جدا کرتا ہے۔ جنوبی اور درمیانی نکوبار کو سام بریرو رودبار جدا کرتا ہے۔ یہ ۳۵ میل چوڑا ہے ۞

بڑا نکوبار اور چھوٹا نکوبار بہت ڈھلان پہاڑیاں رکھتے ہیں۔ جن کے درمیان تنگ وادیاں ہیں۔ کار نکوبار اور کچال میں ہموار زمین کے بڑے رقبے ہیں۔ ٹرنکٹ میں دلدل ہے۔ باقی جزیروں میں مٹی کی تہ پتلی ہے۔ جس میں صرف گھاس ہی اُگ سکتی ہے۔ ان تمام جزیروں میں ساحل پر مونگے کے کیڑوں کے بنائے ہوئے قطعے ملتے ہیں ۞

کار نکوبار اور درمیانی گروہ کے جزیروں میں اور بڑے نکوبار میں ناریل بکثرت ہوتے ہیں۔ کچال۔ بڑا نکوبار اور چھوٹا نکوبار جنگلات سے پُر ہیں۔ مگر ان میں صرف نرم لکڑی کے درخت ہیں۔ مثلاً ٹاؤم پنگ۔ لکوچ اور لال چینی۔ لال اور سفید بید بڑے نکوبار سے حاصل ہوتا ہے ۞ نن کوڑی۔ تراسا۔ کومورٹا اور بم پوکا میں گائے بیل اور بکریاں بکثرت ہیں۔ یہاں کے جنگلات خطِ استوا کے جنگلات ہیں۔ کیونکہ یہ سارے جزیرے خط استوا سے دس ڈگری کے اندر اندر واقع ہیں۔ بڑے نکوبار کے ناریل کو بندر سب کے سب کچے ہی خراب کر ڈالتے ہیں ۞

یہاں سال میں ہر مہینے کچھ نہ کچھ بارش ہو جاتی ہے۔ آب و ہوا گرم مرطوب ہے۔ گرمی ۹۰ درجے تک ہو جاتی ہے۔ اور بارش سال میں ۱۷۰ انچ تک ہوتی ہے ۞

سرکار کی طرف سے کار نکوبار میں ایک اسسٹنٹ کمشنر اور ایک ڈائرکٹر رہتا ہے۔ نن کوڑی میں ایک تحصیلدار حکومت کرتا ہے۔ کار نکوبار میں مشن کی طرف سے اسکول قائم ہے ؞

بم پوکا اور تراسا میں عمدہ تمباکو پیدا ہوتا ہے۔ ہر نکوباری جوان ہو کر چورا میں جاتا ہے۔ کیونکہ وہ ان کی زیارت کی جگہ ہے۔ یہاں پر مٹی کے برتن بھی بنتے ہیں۔ بوٹ صرف درمیانی اور جنوبی جزیرے میں بنتے ہیں۔ کیونکہ کار نکوبار۔ چورا۔ تراسا اور بم پوکا میں عمدہ درخت نہیں ملتے۔ نکوباری بوٹ چلانے میں ہشیار ہوتے ہیں۔ وہ ستاروں سے راستہ معلوم کرنے میں مدد لیتے ہیں ؞

تجارت

برما اور دُور دُور کے ملکوں سے پال جہاز یہاں آتے ہیں۔ اور یہاں سے ناریل۔ کھوپرا۔ کھتے کی ٹیاں۔ سپاری۔ گھونگے۔ کوڑیاں۔ کفِ ابابیل۔ بید۔ کچھوے کی ہڈی لے جاتے ہیں۔ اور سرکار اُن سے دس فیصدی محصول وصول کرتی ہے۔ جنوبی اور درمیانی جزیروں میں زیادہ تر تاجر چینی ہیں۔ یہاں پر روپیہ نہیں چلتا۔ سوداگر مال کے عوض کپڑے اور کھانے پینے کی چیزیں وغیرہ وغیرہ دیتے ہیں۔ ٹی لنگ چانگ جزیرے کی خلیج کیبل میں ۱۸۲۶ء میں ایلفن سٹون جہاز جو کہ پورٹ بلیئر سے گیا تھا۔ غرقاب ہو گیا تھا ؞

نکو بار کی آبادی دس ہزار سے زاید ہے - یہاں کے لوگ تعداد میں خاصی ترقی کر رہے ہیں - یہ ہماری ہی طرح بڑے ڈیل ڈول کے مضبوط لوگ ہوتے ہیں - اور ہیلی نسل کے باشندوں سے ملتے جلتے ہیں - ۱۹۱۵ء میں یہ سوداگروں کے ہاتھوں اتنے قرضدار ہو گئے تھے - جتنا کہ اُن کے جزیروں کی چار سال کی پیداوار ہے - سرکار نے سوداگروں کو ۱۹۲۰ء تک کی مہلت دی - کہ اس عرصے میں جتنا وصول ہو سکے - کر لو - بعد میں سارا قرضہ منسوخ سمجھا جائیگا - اِن کا مذہب باطل پرستی ہے - شیطان اور خبیث روحوں سے ڈرتے ہیں +

نکو باری بہت پان کھانے والے ہیں - ہر وقت ان کے منہ میں پان یا سپاری ہوگی - جہاں پر چونا نہیں ہوتا - وہاں کے لوگ ڈونگیوں میں دُور دُور سے کھانے کے لئے چونا لا کر ذخیرہ رکھتے ہیں ٭

یہاں کے لوگ مکر و فریب کچھ نہیں جانتے - بہت سیدھے سادے ہوتے ہیں - سرکاری قانون اُن کے واسطے بہت نرم ہے - ایک قاتل کو بمشکل چند سال صرف جیل کی سزا ہوتی ہے ٭

اصطلاحاتِ جغرافیہ

جزیرہ۔ جب کوئی زمین کا ٹکڑا چاروں طرف سے پانی سے گھرا ہُوا ہو۔ وہ جزیرہ کہلاتا ہے۔ جیسے روس ۔

مجمع الجزائر۔ جب بہت سے جزیرے جُھنڈ کے جُھنڈ سمندر میں واقع ہوں تو اُن کو مجمع الجزائر کہتے ہیں۔ جیسے مجمع الجزائر رچی ۔

آبنائے۔ دو خشکی کے ٹکڑوں کے بیچ میں پانی ہو۔ گویا وہ اُن کو الگ کرتا ہے۔ اُس پانی کو آبنائے کہتے ہیں۔ جیسے آبنائے ڈنکن ۔

رودبار۔ یہی آبنائے جب بہت چوڑی ہو۔ تو اُسے رودبار کہتے ہیں۔ جیسے رودبار سام بربرو ۔

بندرگاہ۔ وہ جگہ ہے۔ جہاں جہاز جھج سلامت کھڑے رہ سکیں۔ اور طوفان سے محفوظ رہیں۔ جیسے ہدو ۔

پہاڑ۔ بہت اونچی زمین جو آسمان سے چھوتی ہوئی معلوم ہو۔ اور جس پر چڑھنا بہت مشکل ہو۔ اُس کو پہاڑ کہتے ہیں۔ جیسے مونٹ ہیربیٹ ۔

پہاڑی۔ جب پہاڑ بہت کم اونچا ہو۔ اُس کو پہاڑی کہتے ہیں۔ جیسے جان ہاٹن ۔

آتش خیز پہاڑ۔ بعض پہاڑوں سے آگ یا دھواں نکلتا ہے۔ اُن کو آتش فشاں پہاڑ کہتے ہیں۔ جیسے بیرن آئیلنڈ ۔

برِّ اعظم۔ زمین کے بہت ہی بڑے حصّے کو کہتے ہیں۔ جس میں کئی ملک ہوں۔ مثلاً برِّ اعظم ایشیا ۔

جزیرہ نمائے۔ زمین کا وہ حصّہ جو کہ ایک ہی طرف تھوڑا بہت خشکی سے ملا ہو۔ باقی سب طرف پانی ہو۔ جزیرہ نما کہلاتا ہے۔ جیسے جزیرہ نمائے ہندوستان ‪:‬

راس۔ زمین کا وہ پتلا سا حصّہ جو بہت دور تک پانی میں چلا جائے۔ راس کہلاتا ہے۔ جیسے سؤتھ پائنٹ ‪:‬

وادی۔ پہاڑی کے درمیان نیچی زمین جس میں ندی نالے بہتے ہوں۔ وادی کہلاتی ہے۔ ایسی ہی وادیوں میں پورٹ بلیئر میں دھان کی کھیتیاں ہوتی ہیں ‪:‬

سطح مرتفع یا ٹیبل لینڈ۔ اُس زمین کو کہتے ہیں۔ جو آس پاس کی زمین سے بہت بلند ہو۔ جیسے تبت ‪:‬

سلسلۂ کوہ۔ جب پہاڑ ایک ہی طرف کو بڑھتے ہوئے بہت دور تک چلے جائیں۔ اور دیوار کے مانند آمد و رفت کو روکیں۔ تو ایسے پہاڑ کو سلسلۂ کوہ کہتے ہیں۔ جیسے سلسلۂ کوہِ ہمالیہ ‪:‬

درّہ۔ پہاڑوں میں آنے جانے کے لئے جو تنگ راستے ہوں۔ اُن کو درّہ کہتے ہیں۔ جیسے درّۂ خیبر ‪:‬

خاکنائے۔ زمین کا وہ تنگ حصّہ جو خشکی کے دو بڑے حصّوں کو ملاتے۔ خاکنائے کہلاتا ہے۔ جیسے خاکنائے کرا ‪:‬

صحرا۔ ایسے علاقے جن میں صرف ریت ہی ہو۔ اور پانی نہ ہو۔ صحرا یا ریگستان کہلاتے ہیں۔ جیسے صحرائے اعظم افریقہ ‪:‬

نخلستان۔ صحرا میں بعض جگہ پانی کے چشمے ہوتے ہیں۔ جہاں ایک گاؤں بس جاتا ہے۔ اور قافلے پانی حاصل کرتے ہیں۔ ایسی

جگہ کو نخلستان کہتے ہیں۔ جیسے دمشق ۔ مکہ ۞

فاصل آب ۔ اس اونچی زمین کو کہتے ہیں ۔ جو دو دریاؤں کے طاسوں کو جدا کرے۔ مثلاً کوہ ارولی ۞

بیسن یا طاس ۔ اُس تمام زمین سے مراد ہے ۔ جو کسی دریا یا اُس کے معاونوں سے سیراب ہو۔ جیسے دریائے گنگا کا میدان ۞

دریا ۔ میٹھے پانی کی دھار جو کسی پہاڑ یا جھیل سے نکلے اور بہت دُور تک بہتی ہوئی سمندر وغیرہ میں جا گرے۔ دریا کہلاتی ہے۔ جیسے دریائے گنگا ۞

ڈیلٹا ۔ جب دریا کے دہانے پر مٹی وغیرہ کے جمع ہو جانے سے تکونی زمین بن جائے تو اس کو ڈیلٹا کہتے ہیں۔ جیسے دریائے گنگا کا ڈیلٹا ۞

سنگھم ۔ جہاں پر دو دریا ملتے ہیں ۔ وہ مقام اتصال یا سنگھم کہلاتا ہے ۔ جیسے الہ آباد ۞

خلیج ۔ جب سمندر کا ٹکڑا دور تک خشکی کو کاٹ کر زمین میں داخل ہو جائے ۔ اور اس کا دہانہ چوڑا ہو ۔ تو اس کو خلیج کہتے ہیں ۔ جیسے خلیج بنگال ۞

دہانہ و منبع ۔ جہاں سے دریا نکلتا ہے ۔ اس کو منبع اور جہاں جا کر گرتا ہے ۔ اس کو دہانہ کہتے ہیں ۞

معاونِ دریا ۔ چھوٹے دریا جو کسی بڑے دریا میں بہتے بہتے مل جائیں ۔ معاون کہلاتے ہیں ۔ جیسے دریائے جمنا ۞

آبشار ۔ جب دریا بلندی سے چادر کی شکل میں گرتا ہے ۔ تو اُس کو آبشار کہتے ہیں ۔ جیسے آبشار نیاگرا ۞

دوآبہ ۔ دو دریاؤں کے بیچ کی زمین کو دوآبہ کہتے ہیں ۔ جیسے دوآبہ باری ۞

ساحل۔ سمندر کے کنارے کو ساحل کہتے ہیں۔ جیسے ساحل کارومنڈل ؂
نہر۔ بعض اوقات دور سے زمین کو کاٹ کر پانی لاتے ہیں۔ کہ کھیتی باڑی کو پانی مل سکے۔ یا بوٹ وغیرہ چل سکیں۔ تو ایسی بناوٹی ندی کو نہر کہتے ہیں۔ جیسے پنجاب کی نہریں ؂
جھیل۔ خشکی کے درمیان بعض جگہ لمبا چوڑا اور گہرا پانی کا قطعہ ہوتا ہے۔ وہ جھیل کہلاتا ہے۔ جیسے دل نغمن ؂
بحر۔ کھارے پانی کے بہت ہی بڑے حصّے کو بحر کہتے ہیں۔ جیسے بحرالکاہل ؂
مشرق و مغرب۔ جس طرف سے سورج نکلتا ہے۔ اس کو مشرق کہتے ہیں۔ جس طرف غروب ہوتا ہے۔ وہ مغرب کہلاتا ہے ؂
شمال و جنوب۔ مشرق کو منہ کر کے کھڑے ہو۔ تو بائیں ہاتھ والی سمت کو شمال اور دائیں ہاتھ والی کو جنوب کہتے ہیں ؂
زمین کی شکل۔ خدا نے چاند سورج گول بنائے ہیں۔ ستارے بھی گول ہیں۔ زمین بھی جس پر ہم آباد ہیں۔ گول ہی ہے۔ مگر یہ اتنا بڑا گولا ہے۔ کہ اس کے سامنے ہماری وہی حالت ہے۔ جیسے ایک بہت بڑے غبارے پر چھوٹی سی چیونٹی بیٹھی ہو۔ چیونٹی اس غبارے کو چپٹا ہی سمجھے گی۔ ایسا ہی کم عقل انسان بھی سمجھتے ہیں۔ مگر عقلمندوں نے دریافت کر لیا ہے۔ کہ زمین بالکل گول ہے۔ اس کے بہت ثبوت ہیں جو کہ تم بڑی جماعت میں پڑھوگے۔ مثلاً جس طرح ربڑ کے بڑے غبارے پر اگر ایک پردار چھوٹی چیونٹی ایک ہی طرف کو اڑتی جائے تو آخر کار جہاں سے چلی تھی۔ وہیں آجاتی ہے۔ اسی طرح اب ہوائی جہاز بھی زمین کے چکر لگا کر جہاں سے چلتے تھے۔ وہیں آجاتے ہیں۔ اگر زمین گول نہ ہوتی تو ایک ہی طرف اڑنے کی وجہ سے کبھی واپس نہ آسکتے ؂

ختم شد

زنانہ اُردو کورس

منظور شدہ سررشتۂ تعلیم پنجاب، صوبہ سرحد و بمبئی وغیرہ

پہلی سے آٹھویں تک

آج تک ملک میں لڑکیوں کے لئے کوئی ایسا مکمل سلسلہ موجود نہیں تھا۔ جو ان کی تمام ضروریات کو پورا کر کے انہیں کامیاب زندگی کی شاہراہ پر ڈال سکے۔ چنانچہ اس کمی کو محسوس کر کے "زنانہ اُردو کورس" کے تام سے آٹھ حصوں میں ایک نصاب تیار کیا گیا ہے۔ جس میں زندگی کے ہر شعبے کے متعلق وہ تمام ضروری معلومات جمع کر دی گئی ہیں۔ جن سے آگاہ ہو کر ہر لڑکی صحیح معنوں میں تعلیمیافتہ، روشن خیال قرار دی جا سکتی ہے۔

فہرست مضامین سے معلوم ہوگا۔ کہ اس خزانۂ علم و ادب میں کیسے کیسے گرانبہا جواہرات چمک رہے ہیں۔

صفحات کی تعداد موزوں و مناسب ہے۔ اور ہر حصے کے آخر میں نئے الفاظ کی فرہنگ دی گئی ہے۔

اس سلسلے کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ اس کا تقریباً نصف حصہ فہمیدہ و قابل مستورات کے مضامین اور نظموں سے مرتب کیا گیا ہے۔

علاوہ بریں اس میں بعض ایسے نہایت مفید اور ضروری مضامین درج ہیں۔ جو کسی مروجہ سلسلے میں موجود نہیں۔ سرورق سہ رنگا۔ دبیز۔ چکنا۔ نظر فریب اور نقاشی کا بہترین نمونہ ہے۔ کاغذ اعلیٰ اور کتابت و طباعت قابل تعریف ہے۔ ضروری۔ دلکش اور رنگین تصاویر سے کتاب کے ظاہری حسن میں بھی اضافہ کیا گیا ہے۔

اِن امتیازی خصوصیات کے پیش نظر بلا تامل اس حقیقت کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔ کہ یہ سلسلہ مکمل۔ اخلاق آموز۔ علم افزا۔ عملاً مفید۔ اہم اور دلچسپ ہونے کے اعتبار سے اپنی نظیر آپ ہے۔

حصہ					
حصہ اوّل	ضخامت	۷۲	صفحات	قیمت	۴ر ۱۱ پائی
״ دوم	״	۱۷۶	״	״	۷ر ۱۱ ״
״ سوم	״	۲۰۸	״	״	۱۰ر ۳ ״
״ چہارم	״	۲۴۰	״	״	۱۰ر ۵ ״
״ پنجم	״	۲۷۲	״	״	۱۱ر ۴ ״
״ ششم	״	۳۰۴	״	״	۱۱ر ۸ ״
״ ہفتم	״	۳۳۶	״	״	۱۲ر ۱۰ ״
״ ہشتم	״	۳۵۲	״	״	۱۳ر ۸ ״

خانصاحب مولوی فیروز الدین اینڈ سنز گورنمنٹ پنجاب پرنٹرز پبلشرز اینڈ بک سیلرز لاہور

سررشتۂ تعلیم

صوبۂ بمبئی کی درسی اُردو کتب

صوبہ بمبئی میں گجراتی۔ مرہٹی اور سندھی کتابیں تو محکمۂ تعلیم کی اپنی مرتب کی ہوئی پڑھائی جاتی تھیں۔ لیکن اُردو کی کتابیں دوسرے ہی صوبجات کی رائج تھیں۔ جن سے صوبے کی ضروریات پوری نہ ہوسکتی تھیں۔ مگر اب محکمے نے لائق حکام و ماہرین تعلیم کا ایک بورڈ مقرر کرکے صوبہ بمبئی کے لئے اردو درسی کتابوں کا ایک مکمل سلسلہ پہلی سے آٹھویں جماعت تک مرتب کرایا ہے۔ جس میں واقفیت عامہ۔ تاریخی روایات و خصوصیات اور اسلامی ضروریات نہایت خوبی سے پیش نظر رکھی گئی ہیں۔ علاوہ بریں دیسی جمع خرچ بھی ایسا کارآمد تیار کیا گیا ہے۔ کہ صوبہ بمبئی کیا۔ تمام ہندوستان اس سے فائدہ اٹھا سکے گا علیٰ ہذا تاریخ مہاراشٹر۔ تاریخ گجرات۔ اور تاریخ کرناٹک بھی نہایت اختصار کے ساتھ اعلیٰ و مستند لکھی گئی ہیں۔

ان کتابوں کی طباعت و اشاعت کا ٹھیکہ حکومت بمبئی نے اس فرم کو عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ حسب ذیل کتابیں چھپ کر تیار ہو چکی ہیں:۔

اُردو ٹیکسٹ بکس تیار کردہ ٹرانسلیشن بورڈ پونہ

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
اُردو کا قاعدہ	۱/	اُردو کی چھٹی کتاب	۱۲/
اُردو کی پہلی کتاب	۳/	″ ساتویں کتاب	۱۳/
″ دوسری کتاب	۵/	تاریخ مہاراشٹر	۳/
″ تیسری کتاب	۷/	تاریخ گجرات	۳/
″ چوتھی کتاب	۹/	تاریخ کرناٹک	۴/
″ پانچویں کتاب	۱۱/	دیسی جمع خرچ (حساب)	۵/

فرہنگ } مذکورہ بالا کتابوں کی فرہنگیں اگرچہ مختصر طور پر ہر کتاب کے آخر میں بھی دی گئی ہیں۔ لیکن مکمل طریق پر ہر کتاب کی علیحدہ علیحدہ فرہنگ بھی اس فرم نے معلمین و متعلمین کی سہولت کے لئے چھاپ دی ہے۔ قیمت فی فرہنگ ۲ پائی۔

خانصاحب مولوی فیروز الدین اینڈ سنز گورنمنٹ پرنٹرز پبلشرز اینڈ بک سیلرز لاہور پنجاب

دوسرا حصہ (الف)

مجاہدین آزادی

ہم آج بیٹھے ہیں ترتیب دینے دفتر کو
اُڑا کے لے گئی جسکا ہوا ورق ایک ایک

اس حصہ میں اُن مجاہدین آزادی کا ذکر ہے جنہوں نے پہلی جنگ آزادی 1857 میں انگریزوں کے خلاف جدوجہد میں اہم رول ادا کیا۔ گرفتار ہوئے۔ کالے پانی کی سزا سُنائی گئی۔ انڈمان لائے گئے۔ اپنے آپ کو اس جدوجہد میں جھونک دیا تاکہ اپنے وطن ہندوستان سے انگریزوں کو باہر نکال سکیں۔ انگریزوں کے خلاف بے چینی، نفرت اور غصہ کی بھٹی اندر ہی اندر سلگتی رہی۔ اُبال کھاتی رہی۔ انگریزوں کو مرشدآباد یا پلاسی سے لال قلعہ تک پہنچنے میں سو سال لگ گئے۔ (1757 سے 1857)۔

آخر یہ آتش فشاں بن کر پہلی جنگ آزادی کی شکل میں پھوٹ پڑا۔ سوچ ایک ہی تھی۔ ردِعمل ٹکڑوں میں پورے ہندوستان میں تھا۔ مگر سوچ کو عملی جامہ نہ پہنایا جاسکا۔

ہندوستانیوں کی اس سوچ اور اقدام سے انگریز طیش میں آگئے۔ انہوں نے

انسانیت کی تمام حدیں پار کر دیں۔ انکے برتاؤ نے ہندوستانیوں کے دل و دماغ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔

پہلی جنگ آزادی میں شامل ہونے والوں کو عبرتناک سزا دینے کے لئے انگریزوں نے اپنے ذہن میں گھناؤنے منصوبے بنا لئے تھے۔ اپنے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہندوستان سے بہت دور جزائر انڈمان کا دوبارہ انتخاب کیا گیا۔ جہاں 62 سال پہلے یعنی 1788 سے 1796 تک انگریزوں کا قبضہ تھا تاکہ انگریزوں سے مخالفت کرنے والوں کو انڈمان بھیجا جاسکے۔

مجاہدین آزادی کو انڈمان میں لانے کا فیصلہ اس لئے کیا گیا کیونکہ (1) یہ ہندوستان سے بہت دور سمندر کے بیچ میں چھوٹے بڑے کئی جزیروں کا مجموعہ ہے جہاں سے بھاگنا ناممکن ہے۔ یہ ایک قدرتی جیل خانہ ہے۔ اذیت دینے کی تنگ کوٹھری کی مانند۔ (2) گھنے جنگلات۔ (3) تکلیف دہ آب و ہوا۔ (4) زہریلے سانپ، کن کھجورے اور دیگر کیڑے مکوڑے۔ (5) خون چوسنے والے جونک اور پسّو۔ (6) ملیریا والے مچھر۔ (7) وحشی قبائلی باشندے۔

انگریزوں کا مقصد تھا، مجاہدین آزادی کو تکلیف دینے کا، تڑپانے کا تاکہ انہیں نہ دن کو چین ملے اور نہ رات کو سکون۔ یہ مجاہدین آزادی اپنے خطّے، اپنے علاقے، اپنے حلقے، اپنے گاؤں، اپنے محلے کے بارسوخ لوگ تھے۔ انکے پیچھے بڑی تعداد میں لوگوں کا گروہ تھا۔ وہ ان پر بھروسہ کرتے تھے۔ ان پر یقین کرتے تھے کہ جو وہ کہہ رہے ہیں، کر رہے ہیں اس میں اُنکا کوئی اپنا ذاتی مفاد نہیں۔ بلکہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں اپنے ملک اپنے وطن کی خاطر ہے۔

مجاہدین آزادی کو انڈمان میں لانے کا سلسلہ 10 مارچ 1858 سے شروع ہوا۔
ایس ایس سمیرامس (S.S. Semiramis)، 200 مجاہدین آزادی کو لیکر انڈمان پہنچا۔ یہ جہاز 4 مارچ 1858 کو کلکتہ سے روانہ ہوا تھا۔ جہاز جزیرہ چاٹم کے قریب لنگر انداز ہوا۔

ڈاکٹر جے۔پی۔والکر (Dr. James Pattison Walkar) پہلے سپرنٹنڈنٹ سزا سے متعلق بستی (Penal Settlement) کے لئے چُنے گئے۔ ان کے ساتھ 200 مجاہدین آزادی کے علاوہ ایک اوورسیئر، دو ڈاکٹر اور 50 گارڈ نیوی کے تھے۔

گارڈوں کی ذمہ داری افسروں کی حفاظت اور قیدیوں کی نگرانی کرنا تھی۔

لمبے بحری سفر کے بعد ان مجاہدین آزادی کو جزیرہ چاتم میں گھنے جنگلات کی کٹائی میں لگا دیا گیا تاکہ اِن کے رہنے کے لئے جگہ بن سکے۔ جھونپڑیاں یا بیرک بنائے جاسکیں۔

ان مجاہدین آزادی میں علامہ، مولانا، مولوی، قاضی، شیخ، مرزا، مفتی، سید، حاجی، وزیر اعظم، گورنر، جنرل، جج، تحصیل دار، صوبے دار، عرضی نویس، تاجر اور سیاست داں وغیرہ شامل تھے۔

ان میں ہندوستان کے ہر علاقہ اور ہر خطّے کے لوگ شامل تھے۔ ان کے عبادت کے طریقے ایک دوسرے سے جدا تھے۔

ایک دو دن ہی ڈاکٹر والکر جزیرہ چاتم میں رک سکا۔ جزیرہ چاتم ہیڈو کے سمندری کنارے سے بالکل قریب تھا جہاں وحشی قبائلی باشندے پھیلے ہوئے تھے۔ اور وہ کبھی بھی ان تک پہنچ سکتے تھے۔ نقصان پہنچا سکتے تھے۔ پانی کی بھی کمی محسوس کی گئی۔ فوراً ہی جزیرہ چاتم کو چھوڑنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اور ان مجاہدین آزادی کے ساتھ ڈاکٹر والکر قریبی جزیرہ روس (Ross Island) میں آگئے۔

یہاں جزیرہ روس (Ross) میں مجاہدین کو ایک محدود احاطے میں سمیٹ دیا گیا جس کا وہ تصور بھی نہیں کرسکتے تھے۔ ایک ہی جگہ پر رہنا، ایک جیسے لباس پہننا، ایک ساتھ کھانا پینا، کام کرنا اور سونا۔ مذہبی بندشیں کمزور پڑتی گئیں۔

یہ مجاہدین آزادی اپنے گھروں میں خدمت گاروں سے گھرے رہتے تھے جو ذرا سے اشارے پر حاضر ہو جاتے تھے۔ یہاں کالا پانی میں ان کے ساتھ نوکروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا تھا۔

دسترخوان سے لذیذ اور مختلف طرح کے کھانا کھانے والوں کو یہاں صرف ایک کٹورا چاول کی گنجی صبح پینے کو ملتی۔ کھانے میں دن اور رات کے وقت دو جلی روٹیاں، تھوڑے کنکر پڑے ہوئے چاول اور پانی کی طرح پتلی دال ملتی تھی۔

جنکے ننگے قدم کبھی زمین پر نہیں پڑے انہیں یہاں ننگے پیر کانٹوں اور پتھروں پر چلنا پڑتا۔

جنکے جسم نرم ملائم کپڑوں کے عادی تھے یہاں انہیں جوٹ کے کپڑے پہننے پڑتے۔

جو آرام دہ بستر میں سویا کرتے تھے یہاں انہیں سخت فرش پر بغیر بچھونوں کے رات بسر کرنی پڑتی۔ جن کے جسم سے ہر وقت خوشبو آتی تھی انہیں اپنے پسینے کی بدبو برداشت کرنی پڑتی۔

غرض تمام نعمتیں چھن گئیں اور تکلیفوں نے گھیر لیا۔ نہ حمام، نہ پیشاب خانہ، نہ کوئی روشنی۔

شام ڈھلتے ہی خوفناک اندھیرا۔ کچھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔

کروٹ بدلنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ کب کوئی زہریلا کیڑا دب جائے اور کاٹ لے۔ اور نہ ہی ایک قدم حوائج ضروری کے لئے رات کو چل سکتے تھے۔

کیا آج ہم ان کی تکلیفوں اور پریشانیوں کا اندازہ لگا سکتے ہیں جو انہوں نے سہیں؟۔

قلم پکڑنے والے ہاتھوں میں داؤ اور کلہاڑیاں پکڑا دی گئیں، جنگل کاٹنے کے لئے۔ ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے تھے۔ ڈاکٹر تو تھے قیدیوں کے لئے مگر وہ تکلیف اور بڑھا دینے والا علاج کرتے۔

کوئی مر جاتا تو اسے پتھروں سے دبا دیا جاتا۔ نہ غسل، نہ کفن اور نہ ہی کوئی مذہبی رسومات۔

جو اپنے گھروں میں پھول کی ٹوکری نہ اٹھاتے ہونگے انہیں یہاں پہاڑوں کو

کاٹ کرٹوکری میں مٹی اٹھانی پڑی۔ نہ جانے کیسی کیسی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ زیادہ تر ادھیڑ عمر کے تھے۔ بیمار تھے۔ کمزور تھے۔ مگر مجبور تھے سب کچھ سہنے، کرنے کے لئے۔

کیا آج ہم انہیں جانتے ہیں۔ وہ کون تھے؟ کہاں سے لائے گئے تھے؟ کوئی نشانی کوئی پہچان باقی ہے؟۔ کیا کوئی ہاتھ دعاؤں کے لئے اٹھتے ہیں انکے لئے؟۔ ہم کتنے خودغرض ہوگئے ہیں۔ پتھر ہوگئے ہیں۔

؎ نہ دبایا زیرِ زمیں انہیں نہ دیا کسی نے کفن انہیں
نہ ہوا نصیب وطن انہیں نہ کہیں نشانِ مزار ہے

لیکن بقول ف۔س۔اعجاز

؎ ہم فنا ہو کے فنا ہوتے نہیں زیرِ زمیں
قبر میں ہم سے شہیدوں کا کفن زندہ ہے

مجاہدینِ آزادی کی تفصیل

دہلی میں 1857 کی پہلی جنگ آزادی

فتویٰ جہاد

اگلے صفحات میں ان مجاہدین آزادی کے اسمائے گرامی تحریر کئے جا رہے ہیں جنہوں نے 1857 کی پہلی جنگ آزادی میں اہم رول ادا کیا اور سزا دے کر انڈمان بھیجے گئے۔

جن ناموں کی جس قدر تفصیل فراہم ہوسکی پیش کی جا رہی ہے۔

(1) علامہ فضلِ حق خیرآبادی

علامہ فضلِ حق خیرآبادی علامہ فضل امام خیرآبادی کے بیٹے تھے۔ پیدائش 1212ھ 1797ء میں اترپردیش کے ضلع سیتا پور میں خیرآباد کے مقام پر ہوئی۔ خیرآباد لکھنؤ

شہر سے 47 میل کی دوری پر جی ٹی روڈ پر واقع ہے۔

اپنے والد سے علومِ عربیہ سیکھے اور علومِ عقلیات کی تکمیل کی۔ حدیث کی سند شاہ عبدالقادر دہلوی سے لی۔ تیرہ برس میں فارغ التحصیل ہوگئے۔ درس و تدریس میں لگا دئے گئے۔

ایسٹ انڈیا کمپنی میں 1815 میں ریذیڈنسی (Residency) کے محکمے میں سرشتہ دار (Cutchery Chief) ہوگئے۔ پھر کمشنری پر فائز کر دیے گئے۔

علامہ نے حکام کا طریقہ خلاف مرضی پایا اور ملازمت سے الگ ہوگئے۔

علامہ 16 سال تک انگریزی حکومت کے معزز عہدہ دار تھے۔ اس وجہ سے انہیں ہر بات کا پتہ رہتا تھا کہ حکومت کا عوام کے بارے میں سوچنے کا کیا انداز ہے اور وہ کس طرح اسے پورا کرنے کے منصوبے بناتی ہے۔

علامہ نے تمام حالات کا جائزہ لیا۔ تب انہوں نے جمعہ کے روز جامع مسجد دلّی میں تقریر کی جس میں انگریزوں کی بدنیتی اور خودغرضی کو بے نقاب کیا۔

مسلمانوں پر مذہبی دباؤ رکھا کہ وہ ان کے خلاف جہاد پر رضامند ہو جائیں۔

فتویٰ پر مندرجہ ذیل علما نے دستخط کئے۔

1- مفتی صدر الدین خان

2- مولوی عبدالقادر

3- قاضی فیض احمد بدایونی

4- ڈاکٹر وزیر خاں اکبر آبادی

5- مولوی سید مبارک شاہ رامپوری

اس فتویٰ کے شائع ہوتے ہی ملک میں عام شورش بڑھ گئی۔ جنگ آزادی

کے متوالوں کے دل کا غبار آتش فشاں بن کر پھوٹ پڑا۔ لیکن مناسب قیادت نہ ہونے کی بنا پر 19 ستمبر 1857 کو دلّی پر انگریزوں کا دوبارہ قبضہ ہوگیا۔ انگریزوں کے خلاف جہاد کے لئے فتویٰ شائع کرنے کے جرم میں علامہ کو قید کر کے لکھنؤ لایا گیا۔ مقدمہ چلا۔ فیصلہ کیلئے جیوری بیٹھی۔ عدالت نے حبسِ دوام بعبور دریائے شور کا حکم سنایا۔

علامہ کی زندگی کی سب سے قیمتی دولت یعنی کتب خانہ ضبط کر لیا گیا۔ آپ کا عالیشان دولت خانہ ''نیا محل'' ضبط کر کے بے دردی سے فروخت کر دیا گیا۔

علامہ الثورۃ الہندیہ (عربی) کے اردو ترجمہ میں لکھتے ہیں :۔

''جب مجھے قید کرلیا تو ایک قید خانے سے دوسرے قید خانے اور ایک سخت زمین سے دوسری سخت زمین میں منتقل کرنا شروع کیا۔ مصیبت پر مصیبت اور غم پر غم پہونچایا۔ میرا جوتا اور لباس تک اتار کر موٹے اور سخت کپڑے پہنا دیئے۔ نرم و بہتر بستر چھین کر خراب، سخت اور تکلیف دہ بچھونا حوالہ کر دیا۔''

آگے لکھتے ہیں:

پھر ترش رُو دشمن کے ظلم نے مجھے دریائے شور کے کنارے ایک بلند و مضبوط ناموافق آب و ہوا والے پہاڑ پر پہنچا دیا۔ جہاں سورج ہمیشہ سر پر ہی رہتا تھا۔ اس میں دشوار گزار گھاٹیاں اور راہیں تھیں۔ جنہیں دریائے شور کی موجیں ڈھانپ لیتی تھیں۔ اس کی نسیم صبح بھی گرم و تیز ہوا سے زیادہ سخت، اس کا آسمان غموں کی بارش کرنے والا۔ اس کا بادل رنج و غم برسانے والا۔ ہر کوٹھری پر چھپّر تھا۔ میری آنکھوں کی طرح ان کی چھتیں ٹپکتی رہتی تھیں۔ بیماریاں بے شمار، خارش و قوبا عام تھی۔ دنیا کی کوئی مصیبت یہاں کی المناک مصیبتوں پر قیاس نہیں کی جاسکتی۔''

آگے چل کر ایک جگہ آپ لکھتے ہیں:

"ٹوٹی ہوئی ہڈی جس طرح لکڑی اور پٹی کا بوجھ
اُٹھاتی ہے اسی طرح ہم بھی ناقابل برداشت مصیبتیں اٹھا رہے ہیں۔"

مولانا فضل امام خیرآبادی کے خاندان کا سلسلہ نسب 33/ واسطوں سے خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہا سے جا ملتا ہے۔ یہ خاندان ہمیشہ علم دین کی لازوال نعمتوں سے سرشار رہا۔

قصائد فتنہ الہند (عربی کے اردو ترجمے میں) یوں بیان کرتے ہیں:

"مجھے اور دوسرے قیدیوں کو جہاز پر سوار کر کے
لے چلے۔ اس کا راستہ ہچکولے کھانے والی کشتیوں کے ذریعہ ہے۔
جو بھی ان پر سوار ہوتا ہے دردِ سر یا متلی میں ضرور مبتلا ہوتا ہے۔
اس کی جوش مارتی ہوئی موجیں کپڑوں اور بستروں
کو تر کرتی ہیں اور ان کی تری سے مسافر بھیگ جاتے ہیں۔ مجھے
وحشیوں میں بسا دیا گیا۔ اس قید خانہ (جزیرے) میں"۔

یہ دونوں قصیدے رجب 1276ھ میں بحالت اسیری جزیرہ وبائی تمام ہوئے۔

1857 کی پہلی جنگ آزادی کے بعد انگریزوں کی ایسٹ انڈیا کمپنی کے ذمہ داروں کے دماغ میں مجاہدین آزادی کو سزا دے کر سبق سکھانے کے لئے جزیرہ انڈمان میں لانے کا خیال آیا۔ کیونکہ یہ ایک قدرتی قید خانہ تھا۔ یہاں سے فرار ممکن نہ تھا۔ یہاں کے گھنے جنگلات، خراب موسم، جان لیوا کیڑے مکوڑے اور خطرناک جنگلی باشندے (Aborigines) ہی کافی تھے عذاب دینے کے لئے۔

قیدیوں کا پہلا دستہ 10 مارچ 1858 کو ان جزیروں میں لایا گیا۔ ان میں چھوٹے بڑے جرائم میں شامل مجرم بھی تھے اور پہلی جنگ آادی کے مجاہدین بھی۔ اور یہ سلسلہ شروع ہوگیا۔

علامہ فضل حق خیرآبادی کو 30 جنوری 1859 کو گرفتار کیا گیا۔ مقدمہ کی کارروائی کے بعد 4 مارچ 1859 کو کالے پانی کی سزا سنائی گئی۔

8 اکتوبر 1859 کو "فائر کوئین" (Fire Queen) نامی جہاز میں 97 اور قیدیوں کے ساتھ انڈمان لائے گئے۔ جزیرہ روس (Ross Island) میں دوسرے قیدیوں کے ساتھ رکھا گیا۔ بیرک نما جیل میں۔ اس وقت یہاں کا ایڈمنسٹریڑ منتظم کرنل جے۔سی۔ہوگٹن (J.C. Haughton) تھا۔ وہ 1859-1862 میں جیل سپرنٹنڈنٹ تھا۔ وہ مشرقی علوم کا دلدادہ تھا۔ علم فلکیات و نجوم میں اس کو درکِ خاص تھا۔

فن ہیئت (Astronomy) میں سپرنٹنڈنٹ نے ایک کتاب فارسی میں لکھی۔ عبارت درست کرنے کے لئے یہ کتاب ایک مولوی کو دی۔

اُس نے علامہ فضل حق سے درست کروایا اور یہ بات سپرنٹنڈنٹ کو بھی بتا دی۔ سپرنٹنڈنٹ نے علامہ کو اپنی پیشی میں لے لیا۔ اور احترام سے پیش آتا تھا۔ اس سہولت کی بنا پر علامہ نے اپنی کتابیں "الثورۃ الہندیہ" اور "قصائد فتنۃ الہند" کو مکمل کیا۔

اس طرح علامہ فضل حق جزیرۂ انڈمان میں پہلے استاد جیل سپرنٹنڈنٹ (Jail Superintendent) کرنل جے۔سی۔ ہوگٹن پہلے طالب علم اور جیل کا بیرک پہلا اسکول بنا۔

اور اس طرح مجاہدین آزادی نے جزیرۂ انڈمان میں تعلیم کا بیج بویا۔

سپرنٹنڈنٹ نے گورنمنٹ سے علامہ کی رہائی کی سفارش کی اور اُدھر علامہ کے بیٹے مولوی شمس الحق دہلوی نے بھی اپیل کر رکھی تھی۔ آخرش پروانہ رہائی آ گیا۔ مولوی شمس الحق 21 اگست 1861 کو پانی کے جہاز سے انڈمان پہنچے۔ پہنچ کر معلوم ہوا کہ والد علامہ فضل حق ایک دن قبل 20 اگست 1861 کو انتقال فرما گئے۔ یعنی 12 صفرالمظفر

1278ھ کو۔ ساؤتھ پوئنٹ میں سمندر کے کنارے سپرد خاک کئے گئے۔

یہ مقام تمام مذاہب کے لوگوں کی مرادوں کا پورا کرنے کا مرکز بن چکا ہے۔ مرادیں مانگنے والوں میں ہر علاقے اور ہر طبقہ کے لوگ شامل ہیں۔ ایکتا اور بھائی چارہ کا دل کو چھو لینے والا منظر علامہ فضل حق خیرآبادی کے مزار پر دیکھا جاسکتا ہے۔

جنہیں پھر گردش افلاک پیدا کر نہیں سکتی
کچھ ایسی ہستیاں بھی دفن ہیں گورِ غریباں میں

یہ جزائر انڈمان کی خوش قسمتی ہی کہیے کہ اِسے اللہ نے علامہ فضل حق خیرآبادی کی آخری آرام گاہ کے لئے چنا۔

علامہ فضل حق خیرآبادی 8 اکتوبر 1859 کو جزائر انڈمان لائے گئے۔ 20 اگست 1861 کو انتقال فرما گئے۔

قید کے دوران جزائر انڈمان میں آپ نے یہ عربی کتابیں لکھیں :

1) الثورۃ الہندیہ
2) قصائد فتنۃ الہند

مولانا محمد عبدالشاہد خان شیردانی ان دونوں رسائل کا اردو ترجمہ شائع کراچکے ہیں۔

2) انبالہ (موجودہ ہریانہ) اور عظیم آباد میں 1857 کی پہلی جنگ آزادی

(2) مولانا محمد جعفر تھانیسری

(3) مولانا عبدالغفور

(4) مولوی عبدالرحیم

(5) میاں عبدالغفار

(6) مولوی یحیٰی علی عظیم آبادی

(7) مولوی احمد اللہ

(2) مولانا محمد جعفر تھانیسری

مولانا محمد جعفر کی پیدائش پنجاب کے تھانیسری گاؤں کے ایک شریف و سنجیدہ گھرانے میں ہوئی تھی۔ انبالہ 1857 کی پہلی جنگ آزادی میں مولانا محمد جعفر کا شمار تھا۔ 1863 مطابق 1280ھ سرحد غربی ہند پر ملک افغانستان میں انگریزی سرکار کی زبردستی سے ایک جنگ عظیم شروع ہوئی۔

محمد جعفر نمبردار تھانیسر روپیہ اور آدمیوں سے ہندوستانی مجاہدوں کی مدد کرتے تھے۔

28 ماہ جمادی الثانی کو ان کے یہاں خانہ تلاشی ہوئی۔ پولیس کو شہادت اور ثبوت مل گئے۔ محمد جعفر فرار ہوگئے۔

13 دسمبر 1863 کو ان کی گرفتاری پر دس ہزار روپے کا انعام رکھا گیا۔ آخر علی گڑھ کے قریب گرفتار ہوئے اور انبالہ جیل میں لے جا کر بند کر دئے گئے۔

ماہ اپریل میں ضلع انبالہ میں ان کا مقدمہ پیش ہوا۔ ایک ہفتہ کی کارروائی کے بعد مقدمہ سپرد سیشن ہوا۔ 2 مئی 1864 کو سیشن جج نے پھانسی کی سزا سنائی اور تمام جائداد سرکار نے ضبط کرلی۔

2 مئی کو پھانسی کی سزا سنانے کی تاریخ سے 16 ستمبر تک محمد جعفر پھانسی گھر ہی میں بند رہے۔ ڈپٹی کمشنر انبالہ 16 ستمبر 1864 کو پھانسی گھر میں تشریف لائے اور چیف کورٹ کا حکم پڑھ کر سنایا کہ پھانسی کی سزا نہیں دی جائے گی بلکہ پھانسی سزائے دائم الحبس بعبور دریائے شوؔر سے بدلی گئی۔

اس حکم کے بعد پھانسی گھروں سے ہٹا کر دوسرے قیدیوں کے ساتھ بارکوں میں رکھ دیا گیا۔ بعد تبدیلی حکم پھانسی ستمبر 1864 سے فروری 1865 تک جیل (1) انبالہ میں رہے۔ 24 فروری 1865 کو محمد جعفر کو سنٹرل جیل (2) لاہور روانہ کر دیا گیا۔ آخر اکتوبر 1865 کو (3) ملتان روانہ کئے گئے یہاں سے (4) کوٹلہ اور پھر اسی دن کوٹلہ سے (5) کراچی پہنچے۔ ایک ہفتہ کراچی میں ٹھہر کر ایک بادبانی جہاز جس کو بگلہ کہتے ہیں، میں سوار کر کے (6) بمبئی سے کالے پانی کو روانہ کئے گئے۔ 8 دسمبر 1865 کو سواری جہاز جمنا بمبئی سے کالے پانی کو روانہ ہوئے۔ 34 روز کے سفر دریائی کے بعد 11 جنوری 1866 کو جمنا جہاز قبل از دوپہر پورٹ بلئیر پہنچا۔ اُس وقت Lt. Col. Barnett Ford (1864-1868) پورٹ بلئیر کے سپرنٹنڈنٹ تھے۔

انبالہ سے چل کر گیارہ مہینے کے بعد داخل انڈمان ہوئے۔ انڈمان میں جب جہاز جمنا لنگر انداز ہوا تب بڑے بڑے بوٹ اور کشتیاں کنارے سے آئیں اور ان کو سوار

کر کے روس (Ross) نام کے ٹاپو، صدر مقام انڈمان میں لے گئے۔

محمد جعفر کو یہاں کے قیدیوں سے جدا کر کے منشی غلام نبی صاحب محرر میرین ڈپارٹمنٹ کے مکان پر لے گئے۔ وہاں مولوی احمد اللہ اور دوسرے معزز لوگوں سے ملاقات ہوئی اور اس مکان میں رہنے لگے۔ اس دم ان کی بیڑی کٹوا دی گئی۔

انہیں نائب میر منشی مقرر کیا گیا۔ ان کی عمر 27 سال تھی یعنی عین عالمِ شباب تھا۔ وہ اپنی بیوی کو بلانا چاہتے تھے مگر قانونی اجازت نہیں ملی۔

چند ماہ بعد ایک نو آمدہ کشمیری عورت سے محمد جعفر نے شادی کرلی۔ جنوری 1868 میں ان کو جزیرہ ہیڈو میں منتقل کر دیا گیا۔ اور وہاں اسٹیشن محرّر مقرر ہوئے۔ 30 اپریل 1868 کو ان کی بیوی راہیِ فردوس ہوئی۔

ایک عورت قوم برہمن ضلع الموڑہ کی رہنے والی نئی قید ہوکر انڈمان پہنچی اور بارک عورات ہیڈو میں محمد جعفر کے حوالہ ہوئی۔ یہ نیک چلن اور شریف عورت تھی۔

وہ مسلمان ہونے اور محمد جعفر کے ساتھ شادی کرنے کے لئے راضی ہوگئی۔ انہوں نے 15 اپریل 1870 کو اس سے نکاح کر لیا۔ یہ نکاح مولانا مولوی احمد اللہ نے پڑھایا۔ اس بیوی سے ان کے دس بچے ہوئے اور یہی بیوی پورٹ بلیئر سے ہند کو ان کے ساتھ آئی۔

اگست 1870 میں محمد جعفر صاحب کو چیف کمشنر بہادر نے جزیرہ ہیڈو سے صدر مقام جزیرہ روس میں منتقل کر دیا۔

مولانا فرصت کے اوقات میں صاحب لوگوں کو اردو اور فارسی وغیرہ سکھایا کرتے تھے۔ اور خود بھی انگریزی بولنے اور لکھنے پڑھنے لگے تھے۔

13 اپریل 1872 کو ان کی بڑی لڑکی پیدا ہوئی —— اس کے بعد دوسری لڑکی۔ 26 نومبر 1875 کو ایک بیٹا پیدا ہوا۔ اس کا نام محمد صادق رکھا۔ انہوں نے اپنے بچوں کے نام وہی رکھے جو ان کے پہلی بیوی سے جنے بچوں کے نام ہندوستان میں تھے۔

مولانا جعفر کی بڑی لڑکی کے عقیقے کی دعوت میں مولوی امیرالدین بھی شامل

ہوئے۔ یہ مالدہ بنگال کے رہنے والے تھے۔ مولوی تبارک علی بھی شامل ہوئے۔ یہ حاجی پور، ضلع مظفر پور بہار کے رہنے والے تھے۔

جون 1872 میں محمد جعفر کو میر منشی ضلع جنوبی پورٹ بلیئر کا مقرر کر کے ابرڈین کو تبادلہ کر دیا گیا۔ اور اپنے پرانے آقا اور شاگرد میجر پروتھرو (Major Protharoe) صاحب ڈپٹی کمشنر کے میر منشی مقرر ہوئے جہاں وہ اپنی رہائی اور روانگی کی تاریخ تک رہے مولانا محمد جعفر کے ابرڈین تبادلہ ہونے پر میجر پروتھرو (Major Protharoe) ڈپٹی کمشنر کے حکم سے اپنا گھر بنانے کے لئے زمین دی گئی۔ خاندان بڑا تھا۔ انہوں نے دو چال کا ایک کشادہ لکڑی کا مکان 1872 کے ختم ہوتے ہوتے بنا لیا۔ یعنی نومبر 1883ء 11 سال کے لگ بھگ ابرڈین میں رہے۔ برابر اس عہدہ پر رہے۔

میجر پروتھرو صاحب نے محمد جعفر کی اعانت سے پورٹ بلیئر کی ضابطہ کی کتاب بھی بنائی جو بعد میں بہ منظوریِ سرکار مشتہر بھی ہوئی۔ اس کا اردو ترجمہ بھی محمد جعفر نے ہی کیا تھا اور وہ بھی چھپ چکا۔

30 دسمبر 1882ء کو بلاعرضی اور درخواست اور بلاسعی و سفارش کے محمد جعفر کی رہائی کی اطلاع آئی۔ جب ان کی رہائی کی اطلاع پورٹ بلیئر آئی تو ان کی بیوی کی معیاد قید ختم نہیں ہوئی تھی اور اس وقت اسکو فقط چودہ برس قید میں ہوئے تھے۔ اس وقت ان کا یہاں ایک عمدہ گھر تھا اور سو روپیہ ماہ وار کی نوکری تھی۔ یکم مئی 1883 کو ان کی بیوی کی رہائی کی خبر بھی آ گئی۔

لیکن اس وقت ان کی بیوی کو چھ مہینے کا حمل تھا۔ جمعہ کے دن 9 نومبر 1883 کو 18 برس کے بعد شام چار بجے مقام روس (Ross) سے کشتی پر سوار ہوکر محمد جعفر اپنی بیوی اور آٹھ بچوں کے ساتھ اگنبوٹ میں بیٹھنے کو چلے۔ جس بوٹ پر وہ سوار ہوئے وہ مہارانی بوٹ تھا۔ اس دن محرم کی دسویں تاریخ تھی۔ چیف کمشنر Col. T. Cadel (1879-1892) تھے۔

13 نومبر 1883 مطابق 14 محرم 1301ھ داخل کلکتہ ہوئے۔

21 نومبر 1883 کو بوقت 9 بجے شب اسٹیشن کیمپ انبالہ پر محمد جعفر اپنے

بیوی بچوں کے ہمراہ پہنچے۔
کپتان ٹمپل نے واپسی پر ان کے روزگار کا بھی بندوبست کیا۔
غالباً 1905 میں وفات ہوئی۔

دنیا کی نگاہوں میں پایا ہے مقام اس نے
پھولوں کی طرح جس نے کانٹوں میں گذارا ہے

مجاہدین آزادی اور دوسرے مجرموں کو انڈمان لانے کا سلسلہ 10 مارچ 1858 سے شروع ہوا۔ پہلے جزیرہ چاٹم، جزیرہ روس، جزیرہ وائپر (Viper) کے بعد ضرورت کے مطابق جنوبی انڈمان کے دوسرے علاقوں پر رکھا جانے لگا۔
ابرڈین میں تب تک کوئی مسجد نہیں تھی۔ مولانا کو فکر ہوا۔ اپنے مکان پر مسلمانوں کو مشورہ کے لئے جمع کیا۔ طے پایا کہ مولانا کے مکان پر ہی نماز ادا کرنے کا انتظام کرنا مناسب رہے گا۔
مولانا محمد جعفر نے اپنا آدھا مکان مسجد کے طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا۔ پانچوں وقت کی نماز ادا کی جانے لگی۔ مع جمعہ کے۔
آخر مولانا کی رہائی کا فرمان آگیا۔ ہندوستان واپسی سے پہلے اکتوبر 1883 میں وہ اپنا مکان مسجد کے لئے وقف کرنا چاہتے تھے۔ مگر اس وقت کے ڈپٹی کمشنر میجر پرچ نے اس کی اجازت نہیں دی۔
مولانا کی روانگی 9 نومبر 1883 کو تھی۔ جانے سے قبل انہوں نے اپنے مکان میں دن کی دعوت رکھی۔ جمعہ کا دن تھا۔ مولوی لیاقت علی نے جمعہ کی نماز ساتھ ادا کی اور دعوت میں بھی شامل ہوئے۔
مولانا محمد جعفر قریب 18 سال انڈمان میں رہے۔
مولانا کی روانگی کے بعد لمبی جدوجہد سے اخیر کئی شرطوں کے ساتھ مسجد بنانے

کی اجازت مل گئی۔ آج جس مقام پر عالی شان جامع مسجد ابرڈین موجود ہے یہی وہ جگہ ہے جہاں مولانا محمد جعفر کا مکان تھا۔ جہاں 11 سال تک مسجد کے طور پر نماز ادا کی جاتی تھی۔

مولانا جعفر کی مدد سے ڈپٹی کمشنر پروتھرو (Protharoe) نے پورٹ بلیر کے لئے قواعد و ضوابط (Rules and Regulations) پر ایک کتاب انگریزی میں لکھی جسکا اردو ترجمہ بھی مولانا نے کیا۔

مولانا محمد جعفر تھانیسری نے انڈمان میں قید کے دوران اپریل 1879 میں تواریخ پورٹ بلیر کی یہ تاریخ عجیب لکھی۔ رہائی کے چند دن بعد وطن میں 6 سال بعد بچے ہوئے واقعات اسی کتاب کی جلد ثانی کی صورت میں مکمل کئے جس کا نام ''کالا پانی'' یا ''تواریخ عجیب'' رکھا جسے پہلی نومبر 1949 کو مولانا محمد وحید الدین قاسمی نے شائع کیا۔

علیم الدین سالک کے مطابق سب سے پہلی آپ بیتی جو اردو زبان میں لکھی گئی وہ مولانا محمد جعفر کی ''کالا پانی'' ہے۔ اس میں مولانا نے اپنی زندگی کے اس دور کا پورا پورا نقشہ کھینچا ہے جو انہیں جلاوطنی میں بسر کرنا پڑا۔

(3) مولانا عبدالغفور

مولانا عبدالغفور پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ سرگرم سیاست میں حصہ لیتے تھے جس کی وجہ سے اپنے علاقے میں بہت احترام کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے۔

1857 کی جنگ آزادی میں پُر جوش سرگرمیوں کی وجہ سے 1863 کو گرفتار کر لئے گئے۔ عدالت میں مقدمہ چلا۔ ان کو جنگ آزادی کا مجرم قرار دیا گیا۔ عبدالغفور کو 24 فروری 1865 کو جیل انبالہ میں ڈالا۔ ہربرٹ ایڈورڈ نے فیصلہ کیا کہ عبدالغفور کو حبس دوام بہ عبور دریائے شور مع ضبطی جائداد کی سزا ہوئی لہٰذا وہ کالے پانی بھیجے گئے۔

(4) مولوی عبدالرحیم عظیم آبادی

مولانا عبدالرحیم عظیم آبادی پر پہلی جنگ آزادی کا مقدمہ چلایا گیا۔

پارسن صاحب نے پٹنہ سے 1857 میں مولوی عبدالرحیم صاحب کو گرفتار کر کے انبالہ بھیج دیا۔

ماہ اپریل میں میجسٹریٹ ضلع انبالہ میں ان کا مقدمہ پیش ہوا۔ ان کی طرف سے مسٹر پلوڈن وکیل تھے۔

بعدالتوائے دراز 2 مئی 1864 کو ایک آخری اجلاس سیشن ہوا اور ان کو دائم الحبس بعبور دریائے شور مع ضبطی کلی جائداد کے سزا ہوئی۔

25 دسمبر 1864 کو مولوی عبدالرحیم انڈمان پہنچ گئے۔ یہاں اس وقت منتظم لفٹننٹ کرنل فورڈ (1864-1868) تھے۔ مولوی عبدالرحیم وہاں پہنچ کر اولاً گھاٹ منشی مقرر ہوئے۔ ان کی تنخواہ 6 روپے ماہوار تھی۔ اور پھر اسکے کچھ عرصہ بعد ہسپتال محرر ہوگئے اور قریب نو برس تک اس طرح کارسرکار کر کے انہوں نے دکان بزاز کھولنے کا ٹکٹ لے لیا اور اس پیشۂ دکان داری سے ان کی رہائی ہوئی۔

1880 کے آخر میں مولوی عبدالفتاح پسرِ مولوی عبدالرحیم اپنے والد سے ملنے پورٹ بلیئر پہنچے۔ اور کوئی ایک برس تک وہاں رہ کر پھر ملک ہند کو واپس چلے گئے۔ اس وقت مولوی عبدالرحیم صاحب نے ایک مسودہ عرضی اپنی رہائی کے واسطے لکھوا کر اپنے بیٹے کی معرفت ہند کو روانہ کیا۔ وہاں ایک عرضی اس مسودہ کے مطابق ان کی بیوی کی طرف سے تیار ہوکر بحضور لارڈ (Ripon) رپن گورنر جنرل ہند اپریل 1881 میں پیش ہوئی جس میں یہ بیان تھا کہ میرے شوہر پر دراصل کچھ بھاری قصور ثابت نہیں ہوا تھا اس واسطے بروقت تجویز مقدمہ سیشن جج، نیز چیف کورٹ نے یہ ارشاد کیا تھا کہ بشرط نیک چلنی بعد 14 برس کے عبدالرحیم کے مقدمہ پر نظر ثانی کی جائے گی۔ سو اب تو 18 برس ہوگئے۔ میں نے اس کی جدائی میں بہت تکلیف

اٹھائی اور وہ بھی بہت بوڑھا ہوگیا ہے۔ سرکار اب اس کو بعد ملاحظہ مثلی کے رہائی بخشے۔

جب مولانا احمد اللہ صاحب نہایت کمزور اور چراغ سحری ہوگئے تو مولوی عبدالرحیم صاحب نے ان کی حالت اور کمزوری بیان کر کے حکام کو لکھا تھا کہ میں ان کا قریبی رشتہ دار ہوں۔ وائپر میں کوئی ان کی خبرگیری کرنے والا نہیں ہے۔ اس واسطے امیدوار ہوں کہ ان کو ابرڈین میرے گھر میں رہنے کی اجازت بخشی جائے۔ سو یہ درخواست بعد بڑی دریافت اور بحث کے منظور ہوکر مولوی عبدالرحیم صاحب کو ایک تحریری پاس 20 نومبر کی شام کو ملا۔

22 جنوری 1883 بروز دو شنبہ کو مہارانی نام اگنبوٹ مولوی عبدالرحیم صاحب کی رہائی کی خبر لے کر پہنچا۔

3 مارچ 1883 کو مولوی عبدالرحیم صاحب سوا اُنیس سال انڈمان میں گذار کر روانہ ہند ہوئے اور بخیریت اپنے گھر پہنچ گئے۔ اہل وعیال تموہیہ میں مقیم تھے۔

عظیم آباد پہنچنے پر سپرنٹنڈنٹ پولیس نے پابندی عائد کر دی تھی کہ بغیر اجازت شہر سے باہر نہ جائیں۔

90 سال کی عمر میں 24 اگست 1923 کو قبل مغرب اس دارفانی کو چھوڑ کر دار بقا کی طرف کوچ کر گئے۔

(5) میاں عبدالغفار عظیم آبادی

میاں عبدالغفار عظیم آبادی انبالہ سے جنگ آزادی میں تھے۔

پارسن صاحب نے لاہور سے پٹنہ عظیم آباد جا کر میاں عبدالغفار کو گرفتار کر کے انبالہ بھیج دیا۔

1864 ماہ اپریل میں ان کا مقدمہ میجسٹریٹی ضلع انبالہ میں پیش ہوا۔

بعد التوائے دراز کے 2 مئی 1864 کو آخری اجلاس سیشن ہوا جس میں میاں عبدالغفار کو دائم الحبس بعبور دریائے شور مع ضبطی کُل جائداد کے سزا ہوئی۔

سزا سنائے جانے کے بعد انکے معمولی کپڑے اتار کر ضبط کر لئے گئے اور گیروا لباس پہنا دیا گیا۔

24 فروری 1865 کو میاں عبدالغفار کو جیل انبالہ سے سنٹرل جیل لاہور کو روانہ کر دیا گیا۔ آخر اکتوبر 1865 کو میاں عبدالغفار صاحب کو ملتان روانہ کیا گیا۔ دو دن تک جیل ملتان میں اُن کو رکھا۔ اس کے بعد کراچی لے جائے گئے۔ کراچی کی جیل میں پہنچنے کے بعد انکی ہتھکڑی اور ڈنڈے نکال دیے گئے۔

ایک ہفتہ کراچی میں ٹھیر کر ایک بادبانی جہاز سے بمبئی روانہ کئے گئے، بمبئی سے بذریعہ ریل تھانہ روانہ کیا گیا اور 8 دسمبر 1865 کو بذریعہ بحری جہاز جمنا بمبئی سے کالے پانی کو روانہ ہوئے۔ 11 جنوری 1866 کو انڈمان پہنچے۔ اس وقت یہاں منتظم لفٹننٹ کرنل فورڈ (1864-1868) تھے۔

مارچ 1872 میں میاں عبدالغفار کی بیوی اور دو لڑکے بھی بحکم سرکار کالے پانی پہنچے۔ میاں عبدالغفار نے بذریعہ چیف کمشنر پورٹ بلیئر سے درخواست کی تھی کہ میری بیوی اور بچے ہند سے بُلا دے جائیں۔

22 جنوری 1883 میں انکی رہائی کا حکم آگیا۔ 3 مارچ 1883 کو میاں عبدالغفار روانہ ہند ہوئے اور اپنے گھر عظیم آباد پہنچ گئے۔

(6) مولوی یحییٰ علی

مولوی یحییٰ علی پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ انکے والد کا نام مولوی الٰہی بخش تھا۔ یہ مولوی احمد اللہ کے بھائی تھے۔

مولوی یحییٰ علی پٹنہ میں انگریزوں کے خلاف جہاد کی ترغیب دی۔ کتابیں اور پمفلٹ شائع کئے۔ کپتان پارسن صاحب انبالہ کے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے۔ وہ انبالہ سے پٹنہ گئے اور 64-1863 میں وہاں مولوی یحییٰ علی صاحب کو انبالہ پہلی جنگ آزادی میں شامل ہونے کی وجہ سے گرفتار کر کے انبالہ بھیج دیا۔ مولوی یحییٰ علی صاحب پر مقدمہ چلا۔ ایک ہفتہ کی کارروائی کے بعد مقدمہ سپرد سیشن ہوا۔ اس وقت تک یہ علیحدہ پھانسی گھر میں قید تھے۔ بعد سپردگی سیشن کے ان کو ایک جگہ حوالات میں بند کر دیا گیا۔ اب بعد مدت کے تنہائی اور چلہ کشی کے سب دوست ایک جگہ جمع ہوئے۔

مولوی یحییٰ علی صاحب کی کیفیت کا اندازہ اس فارسی رباعی سے کیا جاسکتا ہے جسے وہ اکثر پڑھا کرتے تھے۔ اس رباعی کا ترجمہ یہ ہے:

نہیں پرواہ کرتا ہوں میں جبکہ مارا جاؤں میں۔ مسلمان
کسی کروٹ پر ہو پھر کر جانا میرا طرف خدا کی اور یہ
اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اگر چاہے برکت دیوے
اوپر ملا دئے ٹکڑوں پر اگندہ کے۔

مولوی یحییٰ صاحب بڑے درد اور عشق سے یہ شعر بھی اکثر پڑھا کرتے تھے:

اپنا پیغام درد کا کہنا جب صبا کوئے یار سے گذرے
کون سی رات آپ آئینگے دن بہت انتظار میں گذرے

کچھ عرصہ کے بعد آخر اپریل میں مقدمہ با اجلاس میجر ایڈوڈس صاحب محکمہ سیشن میں پیش ہوا۔ بعد التوائے دراز کے 2 مئی 1864 کو پھر ایک آخری اجلاس سیشن کچہری ضلع انبالہ میں ہوا۔ مولوی یحییٰ علی صاحب کو پھانسی کا حکم سنایا گیا۔ یہ حکم سننے پر بھی وہ نہایت بشاش تھے۔ انہیں جیل خانہ میں پھانسی گھر میں علیحدہ بند کر دیا۔ اس پھانسی گھر میں انہیں 2 مئی سے 16 ستمبر تک بند رکھا گیا۔

ڈپٹی کمشنر انبالہ نے 16 ستمبر کو پھانسی گھر میں آکر چیف کورٹ کا حکم سنایا کہ تمہاری پھانسی گھر کی سزا دائم الحبس بعبور دریائے شور سے بدل دی گئی۔ اس کے بعد ان کو پھانسی گھر سے دوسرے قیدیوں کے ساتھ بارکوں میں ملا دیا۔ جیل خانہ کے دستور کے مطابق مقراض سے ان کی داڑھی، مونچھ اور سر کے بال سب تراش دیے۔ مولوی یحییٰ علی صاحب اپنی داڑھی کے کترے ہوئے بالوں کو اٹھا اٹھا کر کہتے تھے کہ افسوس نہ کر تو خدا کی راہ پکڑی گئی اور اس کے واسطے کتری گئی۔ حکم پھانسی کا سنانے کے بعد جب ان کو دوسری صبح دوسرے قیدیوں کے ساتھ مشقت میں بھیجا گیا تو وہاں ڈاکٹر بٹسن صاحب عرف رینو سپرنٹنڈنٹ نے یحییٰ علی صاحب کو سوت کھولنے کے آسان کام پر لگا دیا۔ بعد تبدیلی حکم پھانسی یہ ستمبر 1864 سے فروری 1865 تک جیل انبالہ میں رہے۔ 24 فروری کو مولوی یحییٰ علی صاحب کو سنٹرل جیل لاہور روانہ کر دیا گیا۔

آخر فروری میں گلابی جاڑوں کے دن تھے۔ لدھیانہ پھلور، جالندھر، امرتسر ہوتے ہوئے لاہور پہنچے اور قریب تین بجے شام کے سنٹرل جیل لاہور کے دروازہ پر پہنچے۔ آخر اکتوبر 1865 میں ایک بڑا بھاری چالان قیدیوں کا تیار ہوکر ملتان کو روانہ کرنے کا بندوبست ہوا۔ مولوی یحییٰ علی صاحب ان میں شامل تھے۔ آٹھ بجے رات کے بعد ملتان پہنچے۔ دو دن جیل ملتان میں رہے۔ دو روز کے بعد وہاں سے لے جا کر پتن یا گھاٹ دریائے سندھ پر جو ملتان سے قریب پانچ کوس ہے انہیں ایک اگنبوٹ پر سوار کرایا۔ پانچ چھ روز کے بعد کوٹلی پہنچ گئے۔ کوٹلی سے اسی دن ریل پر سوار ہوکر کراچی پہنچے۔ ایک ہفتہ کراچی میں رہنے کے بعد ایک بادبان جہاز جس کو بگلہ کہتے ہیں سوار ہوکر بمبئی کے لئے روانہ کیا گیا۔ بمبئی سے جیل خانہ تھانہ لے جائے گئے۔ ایک مہینہ تھانہ جیل میں رہنے کے بعد چلنے کی تیاری ہوئی۔ 8 دسمبر 1865 میں کو ہسواری جہاز جمنا سے انہیں بمبئی سے کالے پانی کو روانہ کر دیا گیا۔ 34 روز کے سفر دریائی کے بعد 11 جنوری 1866 کو جمنا جہاز قبل از دوپہر پورٹ بلیئر پہنچا۔ بڑے بڑے بوٹ اور کشتیاں کنارے سے آئیں اور ان کو سوار کر کے روس نامی ٹاپو صدر مقام انڈمان میں لے گئے۔ وہاں منشی غلام نبی صاحب محرر میرین ڈپارٹمنٹ کے مکان پر پہنچے۔ وہاں مولوی احمد اللہ صاحب

اور دوسرے معزز لوگوں سے ملاقات ہوئی اور اسی مکان میں رہنے لگے۔

20 فروری 1868 کو بمقام روس مولوی یحییٰ علی صاحب راہی فردوس ہوئے۔ جناب مولانا جعفر صاحب تھانیسری اور اُن کے مقدمے کے کُل آدمی ان کی تجہیز و تکفین میں شریک ہوئے۔ مولوی یحییٰ علی صاحب مولوی احمد اللہ صاحب کے سگے بھائی تھے۔ مولوی یحییٰ علی صاحب کو ابرڈین لاکر ڈیلنی پور (Delenipur) قبرستان میں دفن کیا گیا تھا۔

(7) مولوی احمد اللہ

مولوی احمد اللہ کا وطن صادق پور پٹنہ میں عظیم آباد تھا۔ آپ کی پیدائش پٹنہ میں 1801 میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام الٰہی بخش تھا۔ مولوی احمد اللہ صاحب نے وہابی تحریک میں نمایاں رول ادا کیا۔

1857 میں قید کر لئے گئے۔ تین مہینے بعد آپ کی رہائی ہوئی اور پھر دوبارہ نومبر 1864 میں قید کر لئے گئے۔ حکومت کے خلاف پہلی جنگ آزادی میں شرکت پر ان پر مقدمہ چلا۔

27 فروری 1865 کو سزائے موت کا فیصلہ ہوا۔ بعد میں بدل کر دائم الحبس بعبور دریائے شور مع ضبطی جائداد کے سزا ہوئی۔

15 جون 1865 کو انڈمان پہنچے۔ تب وہاں سپر نٹنڈیٹ لیفٹنٹ کرنل بارنٹ فورڈ تھے۔ (1864-1868)

مولوی احمد اللہ پٹنہ میں قید کئے گئے تھے۔ ان کی ملاقات محمد جعفر اور مولوی یحییٰ علی سے منشی غلام نبی کے مکان پر 11 جنوری 1866 کو انڈمان میں ہوئی۔ مولانا یحییٰ علی آپ کے سگے بھائی تھے۔

15 اپریل 1870 کو مولوی احمد اللہ نے مولانا محمد جعفر کا نکاح پڑھایا۔

مئی 1871 میں مولوی محمد حسن پٹنہ سے پورٹ بلیئر آئے۔ اس وقت مولوی احمد اللہ جزیرہ وائپر میں تھے۔ وہ ان سے ملاقات کرنے جزیرہ وائپر گئے۔ اور وہاں ان کی زیارت نصیب ہوئی۔ شروع میں مولانا احمد اللہ کو کچہری میں تحریر کا کام سونپا گیا اور پانچ سال اس کام میں گذرے۔

1881 میں بوجہ پیری اور ضعف کے مولوی احمد اللہ صاحب جن کی عمر اس وقت 80 سال کے قریب تھی بہت نحیف قابل کرمِ دشمناں ہوگئے تھے۔

انہوں نے اپنی یہ حالت زار دیکھ کر اپنے بیٹے محمد لئیق سے جو کلکتہ میں مقیم تھے بلا کر ملاقات کرنی چاہی۔ حالانکہ بمو جب قاعدہ عام یہ ملاقات جائز اور درست تھی اور کئی بیٹے پورٹ بلیئر اپنے باپوں سے آکر مل گئے تھے۔ مگر فقط اس سبب سے کہ احمد اللہ وہابی ہے ان کی یہ درخواست نامنظور ہوگئی۔

جب مولوی احمد اللہ صاحب نہایت کمزور اور چراغ سحری ہوگئے تو مولوی عبدالرحیم صاحب نے ان کی حالت اور کمزوری بیان کر کے حکام کو لکھا کہ میں ان کا قریبی رشتہ دار ہوں۔ وائپر میں کوئی انکی خبرگیری کرنے والا نہیں ہے اس واسطے امیدوار ہوں کہ ان کو ابرڈین میں میرے گھر پر رہنے کی اجازت بخشی جائے۔ یہ درخواست بھی نامنظور کی گئی۔

جب مولوی احمد اللہ صاحب کا حال نہایت مایوس کن ہوگیا تو مولوی عبدالرحیم صاحب نے یہ اجازت چاہی کہ ان کو رات کو وائپر میں مولوی احمد اللہ کے پاس رہنے کی اجازت بخشی جائے۔ سو یہ درخواست بعد بڑی دریافت اور بحث کے منظور ہوکر مولوی عبدالرحیم صاحب کو 20 نومبر 1881 کو شام کے وقت ایک تحریری پاس ملا۔

جنہیں پھر گردشِ افلاک پیدا کر نہیں سکتی
کچھ ایسی ہستیاں بھی دفن ہیں گورِ غریباں میں

اور وہ وائپر پہنچے۔ اور اسی رات 21 نومبر یا 12 نومبر 1881 مطابق 28

محرم 1298ھ شبِ دوشنبہ کو بوقت ایک بجے مولوی احمد اللہ صاحب کی روح اس جسم قید در قید کو چھوڑ کر پرواز کر گئی۔

مولوی صاحب کی وفات کے وقت عبدالواحد نام کا ایک ملازم ان کے پاس ہسپتال میں حاضر تھا۔ مرنے کے وقت مولوی صاحب نے جو چند روز سے عالمِ بیہوشی میں تھے آنکھیں کھول کر الا اللہ یا مالک الملک آخری کلمہ پڑھا اور سرد ہو گئے۔

21 نومبر کو بوقت آٹھ بجے دن بمقام ابرڈین لوگوں کو اطلاع ہوئی۔ مولانا محمد جعفر صاحب بہت سے دوستوں کو ساتھ لے کر 9 بجے دن کو وائپر پہنچ گئے۔

دوستوں نے وائپر پہنچ کر آخری درخواست حکام انگریزی سے یہ بھی کی کہ اجازت بخشی جائے کہ مولوی احمد اللہ صاحب کی لاش کو ابرڈین میں لے جا کر ان کے سگے بھائی مولوی یحییٰ علی صاحب کی قبر کے جو ڈیلینی پور میں تھے، متصل دفن کر دیں۔ یہ درخواست بھی نامنظور ہوگئی۔

لاچار بعد غسل و نماز کے مولوی احمد اللہ صاحب کی لاش کو لے جا کر گور غریباں واقع ڈنڈس پوائنٹ میں جو وائپر آئی لینڈ کے شمال میں تھوڑی دور ہے، دفن کر دیا گیا۔

مالدہ میں 1857 کی پہلی جنگ آزادی

(8) مولوی امیر الدین

مولوی امیر الدین صاحب کو بنگال کے مالدہ ضلع میں 1857 کی پہلی جنگ آزادی کی وجہ سے گرفتار کیا گیا۔ مارچ 1872 میں مولوی صاحب کالے پانی انڈمان پہنچے۔ اس وقت جزیرے میں نیا قانون جاری ہو چکا تھا۔ جس کے تحت مولوی صاحب کو ایک مدت تک سخت مشقت کرنی پڑی۔ یہاں اُس وقت ایڈمنسٹریڑ ایف۔ایل پلے فیئر (1872-1871) تھے۔ لیکن بفضل الہٰی کچھ عرصہ کے بعد مولوی امیر الدین صاحب معلم مدرسہ مقرر ہوگئے اور فقط دس برس قید کاٹنے کے بعد بتوجہ و فیضِ بخشی لارڈ رپن صاحب بہادر رہا ہو کر اپنے گھر واپس آگئے۔

13 اپریل 1872 کو مولانا محمد جعفر صاحب کی بڑی لڑکی پیدا ہوئی۔ اس کے عقیقے کے کھانے میں مولوی امیرالدین بھی شامل ہوئے۔

22 جنوری 1883 کو مولوی امیر الدین صاحب کی رہائی کا حکم آگیا۔

3 مارچ 1883 کو مولوی امیرالدین صاحب ہند کو روانہ ہوگئے اور بخیریت تمام اپنے گھر پہنچ گئے۔

راج محل۔ بنگال میں 1857 کی پہلی جنگ آزادی

(9) ابراہیم منڈل

1872 میں ایک ضعیف شخص ابراہیم منڈل کو اسلام پور، بنگال میں گرفتار کیا گیا۔

ابراہیم منڈل ساکن اسلام پور، نواح راج محل، بنگال کے خلاف 1857 کی جنگ آزادی میں شامل ہونے کی بنا پر مقدمہ قائم کیا گیا تھا۔ یہ بزرگ بڑے غیور اور دیندار تھے اور بزرگانِ عظیم آباد سے ان کا گہرا تعلق تھا۔ راج محل کے پورے علاقے میں ان کے تقویٰ، دینداری اور جوشِ حمیتِ اسلام کا بڑا شہرہ تھا۔

انہیں حبس دوام بعبور دریائے شور اور ضبطی جائداد کی سزا دی گئی اور وہ کالے پانی بھیج دیئے گئے۔

1878 میں رہا ہوکر وطن واپس لوٹے۔

مجاہدین آزادی عظیم آباد

(10) مولوی تبارک علی

مولوی تبارک علی مولوی مبارک علی کے بیٹے تھے ان کا وطن حاجی پور، ضلع مظفر پور، بہار تھا۔

مجاہدین کے خلاف آخری بڑا مقدمہ 1871 میں چلایا گیا۔ 1872 میں مولوی مبارک کو عظیم آباد کی جنگ آزادی کی پاداش میں قید کیا گیا۔

مارچ 1872 میں مولوی کالے پانی پہنچے۔ یہاں سپرنٹنڈنٹ ایف۔ ایل۔ پلے فیئر تھے۔ بوجہ قانونِ سختی کے انہیں ایک مدت سخت مشقت اٹھانی پڑی۔ لیکن بفضل الٰہی کچھ عرصہ بعد مولوی تبارک علی سیشن محرّر مقرر ہوئے۔ اور فقط دس برس قید کاٹنے کے بعد بتوجہ و فیضِ بخشی لارڈ رپن رہا ہوکر اپنے گھر کو واپس ہوگئے۔

13 اپریل 1872 کو یعنی کالے پانی پہنچ کر مولوی تبارک علی مولانا محمد جعفر صاحب کی بڑی بیٹی کے عقیقے کے کھانے میں شریک ہوئے۔

22 جنوری کو ان کی رہائی کا حکم لارڈ رپن نے جاری کیا۔ 3 مارچ 1883 کو مولوی تبارک علی روانہ ہند ہو گئے اور بخیریت تمام اپنے گھر پہنچ گئے۔

(11) حاجی دین محمد

حاجی دین محمد رائے بریلی کے رہنے والے تھے۔ سید احمد رائے بریلوی کی تحریک آزادی سے وابستہ تھے۔

ان کو گرفتار کر کے ان پر 1857 کی جنگ آادی میں حصہ لینے کا الزام لگایا۔ فرد جرم ثابت ہونے پر حبس دوام بہ عبور دریائے شور کی سزا دی گئی اور جزیرہ انڈمان بھیج دیے گئے۔ وہیں پوری زندگی گذار کر راہی ملک بقا ہو گئے۔

پرالی۔ بہار میں 1857 کی پہلی جنگ آزادی

(12) مراد علی

مراد علی ضلع فرخ آباد کے رہنے والے تھے۔ فوج میں ملازم تھے۔

پَرالی نام کا ایک پڑھا لکھا نوجوان بہار کے ایک گاؤں کا رہنے والا تھا۔ اس نے اپنے علاقے میں کسانوں کی ایک تنظیم قائم کی۔ اور انگریزوں کے خلاف جدوجہد کرتا رہا۔ ایک انگریز افسر کی بدسلوکی کی وجہ سے پَرالی نے اُس کو قتل کر دیا۔ پَرالی گرفتار ہوا۔ مقدمہ چلا اور پھانسی کی سزا ہوئی۔ پَرالی، مراد علی کا دوست تھا۔

مراد علی پَرالی کی پھانسی کی سزا کی بنا پر 1857 کی جنگ آزادی کی جدوجہد کرنے لگا۔ اپنے افسروں کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ گرفتار ہوئے، کورٹ مارشل ہوا۔ کالے پانی بھیجے گئے۔ تازندگی وطن کی صورت دیکھنی نصیب نہیں ہوئی۔

(13) منصب علی

منصب علی چندیلہ، بہار کے باشندے تھے۔
منصب علی نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ پولیس میں بے اطمینانی اور 1857 کی جنگ آزادی کے جذبات پھیلائے جس کے نتیجہ میں وہ گرفتار ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ جرم ثابت ہونے پر عدالت نے ان کے ساتھیوں کے ساتھ حبس دوام بہ عبور دریائے شور سزا دی اور انڈمان بھیجے گئے۔

(14) حسین خان

حسین خان آگرہ اودھ کے رہنے والے تھے۔ پولیس میں ملازم تھے۔
پولیس میں 1857 کی جنگ آزادی کے جذبات پھیلائے۔ جب راز فاش ہوا تو گرفتار کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ عدالت نے حبس دوام بہ عبور دریائے شور کی سزا دی۔ اور انہیں انڈمان بھیجا گیا۔

(15) مہدی حسین

مہدی حسین ضلع سلطان پور اودھ کے رہنے والے تھے۔ پولیس میں ملازم تھے۔
یہ انگریزوں کے خلاف پولیس میں جنگ آزادی کی بنا پر گرفتار ہوئے مقدمہ چلا۔ عدالت سے بغاوت پھیلانے کے جرم میں کالے پانی کی سزا ہوئی اور انڈمان بھیجے گئے۔

(16) غلام حسین

غلام حسین جونپور، اودھ کے رہنے والے تھے۔ پولیس میں ملازم تھے۔
ان پر پولیس میں 1857 کی جنگ آزادی کا الزام تھا۔ گرفتار ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ عدالت نے حبس دوام بہ عبور دریائے شور کی سزا دی۔ جزیرہ انڈمان بھیجے گئے۔

(17) چودھری حشمت علی

چودھری حشمت علی سندیلہ بہار کے باشندے تھے۔ پولیس میں ملازم تھے۔
انگریزوں کے مقابلہ میں داد شجاعت دیتے رہے۔ اِن کے شریک اپنی فوج سمیت چودھری حشمت علی کے شریک کار ہوئے۔ 1857 کی جنگ آزادی میں شامل ہونے کی بنا پر گرفتار ہوئے۔ جرم ثابت ہوا۔ حبس دوام بہ عبور دریائے شور کی سزا دی۔

رائے بریلی میں۔ 1857 کی پہلی جنگ آزادی

(18) مولانا محمد حسین

مولانا محمد حسین رائے بریلی، (یوپی) کے رہنے والے تھے۔
مولانا محمد حسین سید احمد رائے بریلوی کے مشن کے سرگرم کا رکن تھے اور بہت سی پر جوش تھے۔ جوشیلی تقریروں سے مجمع کے دلوں میں آگ لگا دیتے تھے۔ اور عوام میں 1857 کی جنگ آزادی کے جذبات پیدا کر دیتے تھے۔ اپنی انہی تقریروں کی بنا پر قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلایا گیا۔ 1875 کی تحریک آزادی پھیلانے کے جرم میں کالے پانی کی سزا دی گئی۔ جزیرہ انڈمان بھیجے گئے اور وہیں سپرد خاک ہوئے۔

(19) امین الدین

امین الدین رائے بریلی، اودھ کے رہنے والے تھے۔ سید احمد صاحب کی تحریک سے وابستہ تھے۔ مجاہدین سرحد کے لئے کام کرتے تھے۔
ان کو گرفتار کیا گیا۔ اور اُن پر 1857 کی جنگ آزادی پھیلانے کا جرم عائد کر کے مقدمہ چلایا۔ جرم ثابت مان لیا گیا اور حبسِ دوام بہ عبور دریائے شور کی سزا سنا دی گئی۔
جزیرہ انڈمان بھیج دے گئے۔ پھر وطن آنا نصیب نہ ہوا۔

وہابی تحریک آزادی

(20) مولانا حکیم عبدالکریم

مولانا حکیم عبدالکریم کے والد کا نام گُل محمد تھا۔ انبالہ ہریانہ کے رہنے والے تھے۔ انبالہ میں وہابی تحریک میں پیش پیش تھے۔ پٹنہ میں قید کر لئے گئے۔ پٹنہ میں مقدمہ 2 مئی 1864 کو چلا۔ عدالت سے کالے پانی کی سزا ہوئی۔ اور جزیرہ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

مولانا حکیم عبدالکریم، محمد شفیع، الٰہی بخش اور منشی عبدالغفور کو ایک ساتھ 24 فروری 1865 کو جیل انبالہ میں رکھ لیا گیا۔ اور مولانا محمد جعفر اور مولوی یحییٰ علی کو سنٹرل جیل روانہ کر دیا گیا۔ یہ سب وہابی تحریک کے ساتھی تھے۔ ان کے علاوہ مولوی احمد اللہ، مولوی تبارک علی، مولوی امیر الدین اور ابراہیم منڈل سبھوں کو ایک ایک کر کے کالے پانی روانہ کر دیا گیا۔

جب مولانا محمد جعفر کو جون 1872 میں میر منشی جنوبی پورٹ بلیئر کا مقرر کیا گیا اور انہوں نے اپنے آدھے مکان کو مسجد کے طور پر لوگوں کے مشورہ سے شروع کیا تب مولانا حکیم عبدالکریم کو اس میں امامت کے لئے رکھ لیا گیا۔ اور حالات کے مطابق جیسے جیسے یہ مکان مسجد کی شکل اختیار کر گیا تب بھی مولانا حکیم عبدالکریم اس میں امامت کرتے تھے۔ اور جب 12 برس بعد 1885 میں یہ مکان جامع مسجد کی شکل اختیار کر گیا تب بھی مولانا حکیم عبدالکریم اس کے پیش امام تھے۔

(21) میاں مسعود گُل

میاں مسعود گُل بوگرا بنگال کے رہنے والے تھے۔
1857 کی جنگ آزادی کی بنا پر 1860 میں گرفتار ہوئے۔ مقدمہ چلا اور کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیجے گئے۔
22 جنوری 1883 بروز دوشنبہ مہارانی نام کا اگنبوٹ یعنی جہاز یہ حکم لے کر پہنچا کہ جس قدر مجرم 1857 کی تحریک آزادی وہابی کیس میں قید ہیں سب یک قلم رہا کر کے ہند کو روانہ کر دیے جائیں۔ اُن میں میاں مسعود گُل کا نام بھی شامل تھا۔ 28 اپریل 1883 کو میاں مسعود گُل روانۂ ہند ہوئے۔

(22) امیر خان

امیر خان کا شمار کلکتہ کے رؤسا میں ہوتا تھا۔ ان کا چمڑے کا بہت بڑا کاروبار تھا۔ وہابی تحریک کے لئے سکّے اکٹھا کیا کرتے تھے۔
مجاہدین کی ایک ہنڈی ان کے یہاں سے برآمد ہوئی۔
یہ جرم انگریزوں کے لئے سزا دینے کے واسطے کافی تھا۔ 19 جولائی 1869 کو گھر سے قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کلکتہ سے گیا کی جیل میں بھیج دیا گیا۔ وہاں 26 اگست 1869 تک رہے۔ اس کے بعد علی پور جیل بھیجا گیا۔ پھر کالے پانی بھیج دیا گیا۔ ان کی کروڑوں کی جائداد سرکار نے ضبط کرلی۔ 1878 میں رہا ہوئے۔ وطن واپس پہنچے۔

(23) حشمت داد خان

حشمت داد خان پٹنہ شہر کے عالم گنج بہار کے رہنے والے تھے۔ ان کا چمڑے کا بڑا کاروبار تھا۔

وہابی تحریک میں شامل ہونے کی بنا پر قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ مقدمے کا فیصلہ 4 جولائی 1871 کو ہوا۔ جائداد ضبط کر لی گئی۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ اور 1872 میں انڈمان بھیجے گئے۔ ان کی رہائی 1879 میں ہوئی۔ وطن واپس آئے۔

(24) محمد شفیع لاہوری

محمد شفیع محمد تقی کے بیٹے تھے۔ ہریانہ میں انبالہ کے رہنے والے تھے۔ وہابی تحریک میں شامل ہونے کی بنا پر قید ہوئے۔

مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیجے گئے۔

(25) محمد جان

محمد جان ہدایت علی کے بیٹے تھے۔ نسلاً پیشاور کے پٹھان تھے۔

1857 کی تحریک آزادی شمال مغرب سرحدی صوبہ سے جڑے ہونے کی وجہ سے قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔

13 اپریل 1858 کو 14 سال قید با مشقت کی سزا ہوئی۔ اور انڈمان بھیجے گئے۔

قید کی مدت ختم ہونے پر وطن واپس ہوئے۔

1885 میں پورٹ بلیئر کے مسلمانوں نے پرانی لکڑی کی چھوٹی مسجد کو شہید کر کے جامع مسجد ابرڈین کی بنیاد رکھی۔ اُسی جگہ جہاں 1872 میں مولانا جعفر تھانیسری نے اپنے مکان میں پنج وقتہ نماز کا سلسلہ قائم کیا تھا۔ 1885 میں سرکار نے جامع مسجد ابرڈین کا لائسنس چار متولیوں کے نام جاری کیا تھا۔ محمد جان ان میں سے ایک تھے۔

اَودھ۔ اترپردیش میں 1857 کی پہلی جنگ آزادی

(26) مولانا لیاقت علی الٰہ آبادی

مولانا لیاقت علی سیّد مہر علی کے بیٹے تھے۔ الٰہ آباد کے ایک علمی گھرانے کے فردِ محترم تھے۔ ان کی پیدائش 5 اکتوبر 1811 کو ہوئی۔ علمائے عصر سے اکتساب علم کیا۔ مشغلہ درس و تدریس تھا۔ علم طریقت سے بھی لگاؤ رکھتے تھے۔ قادریہ سلسلہ کے شیوخ سے الٰہ آباد کے اکثر التعداد نفوس آپ سے بیعت تھے۔

آپ نے الٰہ آباد آکر قیام کیا۔ تقدس مآبی کی شہرت تھی۔ ہر شخص آپ کی عزت و توقیر کرتا تھا۔ اور سلسلہ بیعت میں داخل ہوتا۔ مولانا اپنے وعظ میں اقتدارِ نصاریٰ پر تلمیحاً اشارہ کر جاتے اور اپنے مریدین کو جہاد کی تلقین کرتے۔

سرکاری فوج میں بھی آپ کے اثرات تھے۔ عرصہ سے انگریزوں کے خلاف ملک میں تحریک شروع ہوچکی تھی۔ عوام و خواص کے سوا فوج میں بددِلی کے آثار تھے۔ میرٹھ میں انگریزوں نے جو سلوک فوجیوں کے ساتھ کیا تھا جس کا نتیجہ 1857 کی تحریک آزادی کی شکل میں سامنے تھا اِس کا اثر الٰہ آباد کی فوج 4 رجمنٹ پر بھی پڑا۔

مولانا لیاقت علی نے سلطان خسرو باغ میں اپنے مریدین کو جمع کیا۔ وہاں پر وطن پرست فوجی بھی جمع ہوگئے۔ مولانا کو الٰہ آباد کا نواب مقرر کیا گیا۔

مولانا نے اپنے آدمیوں کے ذریعہ شہر کا انتظام کیا۔ لوٹ کھسوٹ بند کی گئی تب مولانا نے عوام کی آگاہی کے لئے ایک اشتہار جاری کیا۔ اِس اشتہار نے صدہا ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک جھنڈے کے نیچے جمع کر دیا اور اس وطن پرست فوج نے جب قلعہ پر حملہ کیا تو فقط جرنل نیل نے مولانا کی وطن پرست فوج سے آکر مقابلہ کیا۔ اس کو شکست اٹھانا پڑا۔

12 جون 1858 کو پنجابیوں کی فوج اور گورا فوج آکر مسٹر نیل اور ویلاک جوائنٹ میجسٹریٹ نے مولانا کے ساتھیوں کو انعام و اکرام کا لالچ دلاکر توڑ لیا۔ پھر جو حملہ ہوا مولانا تاب مقابلہ نہ لاسکے۔ آخر الٰہ آباد سے رخصت ہوکر لکھنؤ گئے اور مولوی رحمت اللہ شاہ کے جھنڈے تلے آ جمے۔

14 جون 1858 کو انگریزی فوج اور سواری جہاز دخانی گنگا سے آگئے اور الٰہ آباد پر گولہ باری شروع کی۔ شہر میں داخل ہوکر ہر ممکن ظلم توڑے گئے اور قبضہ کر لیا۔

مولوی رحمت اللہ کی شہادت کے بعد مولانا بھی نیپال کی طرف تشریف لے گئے۔ وہیں گرفتار ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ انڈمان بھیج دئے گئے۔ کچھ دن بعد 17 مئی 1892 کو وصال ہوا اور پورٹ بلیئر میں ساؤتھ پوائنٹ میں ساحل سمندر پر علامہ فضل حق خیر آبادی کے مزار کے قریب سپردِ خاک ہوئے۔

(27) شیخ محمد افضل

شیخ محمد افضل کے والد کا نام شیخ رمضان علی تھا۔ یہ امروہہ مراد آباد، اودھ کے رہنے والے تھے۔ 1857 کی پہلی جنگ آزادی کے سرگرم رکن تھے۔

19 مئی 1857 کو شیخ محمد افضل کی قیادت میں امروہیہ پر قبضہ کیا۔ مگر انگریزوں کے ہاتھوں 22 مئی 1857 کو شکست ہوئی۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔ اور وہیں انتقال ہوا۔

(28) جنرل نواب محمود خان

جنرل نواب محمود خان نجیب آبادی ابنِ نواب معین خان نے امیرانہ طور طریق سے زندگی بسر کی۔ 5 جون 1857 کو نجیب آباد میں اپنی امامت کا اعلان کیا۔

جنرل صاحب کا تمام قرب و جوار میں اخلاقی اثر بہت زیادہ تھا۔ نجیب آباد سے فوج ان کی معاون ہوگئی۔

آخر انگریز سے مقابلہ ہوا۔ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ 1857 کی جنگ آزادی کے جرم میں قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا تجویز ہوئی۔

(29) محمد یار خان

یہ بدایوں کے رہنے والے تھے۔ بدایوں میں نائب نظام کے عہدے پر فائز

تھے۔ پہلی جنگ آزادی کے اہم کردار تھے۔ انگریزوں نے گرفتار کرلیا۔
مقدمہ چلا۔ قید با مشقت بہ عبور دریائے شور کی سزا ہوئی۔ جائداد بھی ضبط ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

1885 میں پورٹ بلیئر میں مسلمانوں نے لکڑی کی پرانی چھوٹی مسجد کو شہید کر کے جامع مسجد ابرڈین کی بنیاد رکھی۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں 1872 میں مولانا محمد جعفر تھانیسری نے اپنے مکان میں پانچوں وقت نماز کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ 1885 میں سرکار نے جامع مسجد ابرڈین کا لائسنس چار متولیوں کے نام جاری کیا تھا۔ محمد یار خان ان چار متولیوں میں سے ایک تھے۔

(30) مفتی عنایت احمد کاکوروی

مفتی عنایت احمد کاکوروی 1228ھ میں مقام دیوہ، بارہ بنکی، اودھ میں پیدا ہوئے۔ بچپن شفیق والدین کے سایۂ عاطفت میں گذرا۔ والد کا نام منشی محمد بخش تھا۔

جب عمر کے تیرہویں برس میں داخل ہوئے تو علوم وفنون میں کمال کی طرف خاص توجہ کی۔ اور رام پور جا کر صَرف ونحو کی تعلیم شروع کی اور اِس فن میں جامعیت پیدا کی۔

اس کے بعد حدیث کا ذوق ہوا تو دہلی جا کر علم الاحادیث کی تکمیل کی۔

اس کے بعد منقولات کو چھوڑ کر فوراً معقولات کی طرف توجہ کی۔

سرکاری وعصری قانون میں مہارت حاصل کی جس کی بنا پر گورنمنٹ نے منصفی کے عہدہ پر مامور کیا۔

علی گڑھ سے کچھ دنوں بعد صدرالامین بنا کر بریلی پھر صدرا لصدور بنا کر اکبرآباد بھیج دئے گئے۔

ابھی راستہ ہی میں تھے کہ حکومت فرنگ کے خلاف ایک صدائے رحیل بلند ہوئی اور 1857 کی جنگ آزادی برپا ہوگیا۔ اس بانگ نے ہر ضمیر کو گرمایا۔ خوابیدہ و مردہ جذبات کو برانگیختہ کیا اور زندہ دلوں کی بستی میں ایک ہلچل مچ گئی۔ اور سب اس قافلۂ شوق میں انگریزوں کے خلاف سینہ سپر شامل ہونے کے لئے بے تاب ہوگئے۔

باوجودیکہ مولانا عنایت احمد اس حکومت کے ملازم اور انگریزوں کے نمک خوار تھے لیکن وہ بھی زبان حال سے دیوانہ وار یہ کہتے دیوانوں کی جماعت میں شامل ہوگئے:

جان کی قیمت دیارِ عشق میں ہے کوئے دوست
اس نویدِ جاں فزا سے سر وبالِ دوش ہے

1857 کی تحریک آزادی کے ہنگامہ کے بعد جب میدان انگریزوں کے ہاتھ آیا اور دہلی پر ان کا مکمل قبضہ ہوگیا تو پھر دار و گیر کا ختم نہ ہونے والا وہ سلسلہ شروع ہوگیا جس نے ہر شخص کی عزت وعظمت کو پامال کیا۔

جگہ جگہ دار و رسن قائم ہوئے اور بے گناہوں کا لہو عام ہوا۔ اور از مشرق تابہ مغرب خوف کا سناٹا تھا۔ اس جہاد میں لڑنے والے بہت سے سردار پہنچے اور جو باقی بچے وہ زندان کے سزا وار ٹھہرے۔ ان ہی زندانیوں میں مولانا عنایت احمد بھی تھے۔ آپ پر پہلی جنگ آزادی کا مقدمہ چلایا گیا۔ کالا پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

آپ نے انڈمان میں چار سال تک قید و بند کی مشقت اور تکالیف برداشت کیں۔ لیکن یہ آپ کی قوت باطنی، معرفت الٰہی اور مقام عبودیت سے سرفرازی کی وجہ تھی کہ اس چار سالہ دوران نظر بندی میں ہر وقت فرسودگی و پژمُردگی اور کہنگی کے بجائے آپ پر شگفتگی و شادابی چھائی رہتی۔

آپ کی اس زمانہ کی کتابوں اور تحریروں سے یہ بالکل معلوم نہیں ہوتا ہے کہ کسی ایسی جگہ بیٹھ کر لکھی گئی ہیں جہاں ہر وقت نحوست برستی ہے۔ اسی زمانۂ اسیری میں آپ کے

شاداب و رواں قلم سے (1) علم الصیغہ (2) تواریخ حبیب اللہ (3) خجستۂ بہار (4) مواقع النجوم (5) وظیفۂ کریمہ اور (6) احادیث العجیب المترکبہ جیسی زندہ علمی اور ادبی تاریخی و شرفی شب و روز کے وظائف اور دعاؤں اور علم نجوم سے متعلق کتابیں نکلیں۔

ان میں بعض کتابیں ایسی ہیں جو تنہا آپ کی عظمت و جلالت، علمی رسوخ اور مجتہدانہ نظر کو جاگر کرتی ہیں۔ علم الصیغہ۔ صرف کی مشہور کتاب جو مدراس کے درس نظامیہ میں شامل ہے۔

اس زمانۂ قید میں آپ نے ''تقویم البلدان'' کا بھی ترجمہ کیا۔ حاکم جزیرہ انڈمان نے اس کتاب کو علماء جزیرہ جو اس وقت وہاں قید تھے کو پیش کیا تھا کہ اس کا ترجمہ کر دیں۔ مولانا نے اسے قبول فرمایا اور ترجمہ کیا جس پر وہ بہت مسرور ہوا اور رہائی کی سفارش کی جس کے نتیجہ میں مفتی عنایت احمد کاکوروی رہا ہوئے۔

رہائی کے بعد پھر ان پر درس و تدریس و تعلیمی ذوق کا غلبہ ہوا اور کانپور میں مدرسہ فیض عام کی داغ بیل ڈالی۔ وہاں تین سال تک درس دیا۔

پھر اس کے بعد زیارت بیت اللہ کے لئے 1288ھ میں بحری راستہ سے حجاز روانہ ہوگئے۔ جب کشتی جدّہ کے قریب پہنچی تو طغیانی آئی اور کشتی ڈوب گئی اور بیت اللہ کو جانے والے رب العالمین سے جا ملے۔

(31) کفایت اللہ

کفایت اللہ اترپردیش کے رہنے والے تھے۔ ہدایت اللہ ان کے بھائی تھے۔ انگریزوں کے خلاف 1857 کی جنگ آزادی میں اہم رول ادا کیا۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ 14 سال کی قید ہوئی۔ جائیداد ضبط کر لی گئی۔ انڈمان بھیجے گئے۔

(32) محمد بخش

محمد بخش کے والد کا نام بھاگو تھا۔ یہ پٹرن لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔
محمد بخش 1857 کی جنگ آزادی کے الزام میں قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ 7 جون 1858 کو انہیں کالا پانی، انڈمان کی سزا سنائی گئی۔
5 سال کی سزا انڈمان میں کاٹنے کے بعد محمد بخش اپنے وطن واپس ہوئے۔

(33) منشی محمد اسماعیل حسین منیر شکوہ آبادی

بندیل کھنڈ میں منشی محمد اسماعیل حسین منیر شکوہ آبادی کا 1857 پہلی جنگ آزادی میں کافی دخل تھا۔
منشی سیّد محمد اسماعیل حسین تخلص بہ منیر کا وطن شکوہ آباد تھا۔ ہندوستان کے نامور شاعر تھے۔
ان کے والد کا نام سید احمد حسین اور تخلص شاؔد تھا۔
منیر 1231ھ میں پیدا ہوئے۔ فارسی اور عربی کی تعلیم باپ سے پائی۔ دینیات کی تعلیم اپنے بھائی مولوی سیّد اولاد حسین سے پائی۔ منشی منیر کو لڑکپن سے شعر و شاعری کا شوق تھا۔
منیر کو بادشاہ لکھنؤ سے بڑی عقیدت تھی۔ نواب واجد علی شاہ کی معزولی کا اثر انہوں نے بھی لیا۔ کمپنی بہادر سے عدم موالات کرنے لگے۔
کمپنی کے عمال کی سخت گیری سے عوام میں بے چینی کی چنگاریاں اکٹھی ہوکر 1857 کی جنگ آزادی کی صورت اختیار کرگئیں جس کے نتیجہ میں دراصل ہندوستان اپنی سو

سالہ غلامی کا جوا اتار پھینکنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ 1857 کی جنگ آزادی کا یہ شعلہ جوں ہی بھڑک اٹھا اس نے تقریباً سارے ہندوستان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ دلی لکھنؤ اس تحریک کے مرکز بن گئے۔ دور و نزدیک کے اور مقامات میں بھی ہنگامے رہے۔ باندہ سے قریب یہ واقعات رونما ہو رہے تھے۔ ہر ایک جاں بازی اور سرفروشی کے لئے سربکف تیار تھا۔

منشی سیّد اسماعیل حسین منیر بھی اس جتن میں شامل تھے۔ یعنی یہ بھی انگریزوں کے خلاف تھے۔ 15 جون 1857 کو مسٹر ایچ۔اے۔ کاک ول قلعۂ باندہ میں آیا۔ اس کو مصاحبوں نے قتل کر دیا۔ اس کے بعد 18 اکتوبر 1857 کو اردگرد سے حریت نواز آ جمع ہوگئے۔ وائٹ لاک نے حملہ کیا مگر اس کو شکست کھانی پڑی۔

جنرل وائٹ لاک نے اپریل 1858 کو دوسرا حملہ باندہ پر کیا مگر مقابلہ پر اہلِ باندہ ٹھہر نہ سکے اور شکست یاب ہوئے۔ 20 اپریل 1858 کو سرکاری قبضہ باندہ پر ہوگیا۔

منشی منیر فرخ آباد سے امداد لینے روانہ ہوئے۔ فرخ آباد میں گرفتار ہوگئے۔ مقدمہ ان پر چلتا رہا۔

منشی منیر پر ایک بلا اور نازل ہوئی۔ مصطفیٰ ان کے دوستوں میں سے تھے۔ انہوں نے نواب جان طوائف کو قتل کیا اور منشی منیر کو پھنسوا کر خود بچ گئے۔ منشی منیر کو بارہ سال کی سزا ملی۔ پہلے باندہ۔ الہ آباد، کلکتہ اور انڈمان میں بند رہے۔ جہاں ایک جگہ سے دوسری جگہ ہتھکڑیوں اور بیڑیوں سمیت بیدردی سے لے جائے گئے۔ سفروں کے لرزہ خیز واقعات اپنے دیوان میں مختلف جگہوں میں نظم کئے ہیں۔ بیشتر غزلیات اور بعض قصائد انڈمان کے بارکوں میں بیٹھ کر لکھے۔ علامہ فضل حق رحمۃ اللہ علیہ کے اصرار پر ایک سو اکاون اشعار کا قصیدہ، حضرت امام حسین مجتبےٰ کی منقبت ڈیڑھ سال کے عرصہ میں لکھی۔

آخرش منیر کو بارہ سال کی سزا ملی اور انڈمان بھیج دے گئے۔

فرماتے ہیں:

غربت میں وطن خانہ بدوشوں کو ملا　　زہرِ غربت شکر فروشوں کو ملا

جب لختِ جگر کھا کے لگی پیاس اے منیرؔ　　کالا پانی سفید پوشوں کو ملا

منشی منیر کا زیادہ وقت مولانا فضل حق کی صحبت میں گذرتا تھا۔ چنانچہ آپ کے متعلق ایک قصیدہ میں کہتے ہیں۔

رشک زلیخا ہوئی بحر صفت جوش زن — غرق ہوا نیل میں یوسفِ گل پیرہن
مخزنِ فضل و کمال عالمِ عالی مقام — ناقدِ تازی زباں فیض شناسِ سخن
مولویؔ بے نظیر فضلِ حق اسم شریف — دہلی سے تا لکھنؤ مُشتہر و موتمن
قید میں میں اور وہ رہتے تھے ایک ہی جگہ — عین سمندر میں تھے غرقۂ بحرِ محن
نصف قصیدہ ہے کیا سامنے انکے رقم — ختم ہوا جب تھے وہ ہمدمِ گور وکفن
تھے قید ہم جزیرۂ دریائے شور میں — نیرنگِ گردش فلک نیلہ رنگ سے
منشی تھے محکمہ میں کمشنر کے ہم وہاں — محفوظ تھے مشقب بیل و کلنگ سے
انعام میں معاف ہوئے ہم کو دو برس — شکرِ خدا رہا ہوئے کام نہنگ سے
ہندوستاں میں آکے رہے ہم پراگ میں — اب کانپور جاتے ہیں دل کی امنگ سے
فضل خدا سے سال رہائی کہو منیرؔ — اب ہم گھر آئے چھوٹ کے قیدِ فرنگ سے

نواب علی بہادر جنگ بندیلہ کو معلوم ہوا منیر انڈمان میں ہیں تو گورنمنٹ کو لکھا پڑھی کرنے لگے۔ اُدھر منیر کو چھ سال گذر چکے تھے قصیدے نعتیہ کہتے۔ مناجاتیں کہیں۔ ساتواں سال بھی نصف ختم ہونے کو ہوا۔

بارے آئی نجات کی باری — کھل گیا عقدۂ گرفتاری
ہم کو منصب ملا رہائی کا — قید کو جائداد بے کاری
کوچ ٹھیرا مقام غربت سے — اب وطن چلنے کی ہے تیاری
رخصت اے دوستانِ زندانی — الوداع اے غمِ گرفتاری
الرحیل اے دوستان زندانی — الفراق اے ہجوم ناچاری
دال چاول سے کہدو رخصت ہوں — پانی میں ڈوبے یہ نمک کھاری
مچھلیوں سے کہو کہ ہٹ کے سڑیں — گھاس کھودے یہاں کی ترکاری

چینی، برمی، ملائی، مدراسی اہل آسام، جنگلی، تاتاری
اپنے دیدار سے معاف کریں اپنی باتوں سے دیں سبکساری
کالے پانی سے ہوتے ہیں رخصت اشکِ شادی ہے آنکھوں سے جاری
بیٹھتے ہیں جہازِ دودی پر اٹھتے ہیں لنگرِ گراں باری
نکلے دریائے شور سے صد فکر بحرِ شیریں کی آگئی باری
نظر آیا سوادِ کلکتہ شکر ہے شکر حضرتِ باری

کیا منیر اور التماس کرے
فکرِ قاصر ہے نطق سے عاری

آج میں نے قید سے پائی رہائی اے منیر فضلِ حق سے یہ خوشی کی دوپہر مسعود ہو
اس جزیرے سے سوئے کلکتہ ہوتا ہوں رواں اے خدا ہندوستاں کا اب سفر مسعود ہو
آکے بیٹھا ہوں جہاز تیز رَو پر شکر ہے لنگر اٹھا ساعتِ فتح و ظفر مسعود ہو
ماوا منظور ہے کہنا دعائیہ مجھے نیک ساعت ہو، کواکب کی نظر مسعود ہو
آج کے دن کی ہے یہ تاریخ صوری معنوی روزِ سہ شنبہ بہم ماہِ صفر مسعود ہو

چنانچہ 1282ھ 28 محرم 1865ء میں قید انڈمان سے رہا ہو کے کلکتہ آئے۔ وہاں سے الہ آباد پہنچے۔ پھر لکھنؤ آئے۔ لکھنؤ میں آغا علی حسن خان نے دستگیری کی۔ پھر نواب رام پور کلب علی خان نے از راہ قدردانی اُن کو اپنے پاس رکھ لیا۔

رام پور میں منشی منیر کی آخری زندگی اچھی گذری۔ عمر طبعی پاکر ہیضہ میں مبتلا ہوئے اور 1297ھ میں 1879، رام پور میں انتقال ہوا۔ اور اسی سرزمین میں مدفون ہوئے۔

(34) خدا بخش

خدا بخش کے والد کا نام رمضان علی تھا۔ کٹھ گھودیا، ضلع لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔ 1857 کی جنگ آزادی میں شامل ہونے کے جرم میں قید کر لئے گئے۔

مقدمہ چلا۔ 28 جولائی 1850 میں انڈمان کی سزا ہوئی۔ قید کی معیاد ختم کر کے اپنے وطن واپس گئے۔

(35) خدا بخش بجنوری

خدا بخش کے والد کا نام بدلو تھا۔ پُروا (Purwa) بجنور کے رہنے والے تھے۔ انگریزی فوج میں سپاہی تھے۔ فوج میں 1857 کی جنگ آزادی پھیلانے کے جرم میں قید کئے گئے۔ مقدمہ چلا۔

یکم مئی 1857 کو عمر قید کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیجے گئے۔ اور وہیں انڈمان میں پیوند خاک ہوئے۔

(36) اکبر علی

اکبر علی کے والد محمد روشن تھے۔ کٹوانی (Katwani) ضلع لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔ 1857 کی جنگ آزادی کے جرم میں گرفتار ہوئے۔ مقدمہ چلا۔

4 مئی 1858 کو انڈمان کی قید کی سزا ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر 75 سال کی تھی۔ چار سال کی قید کے بعد انڈمان میں پیوند خاک ہوئے۔

(37) درویش علی خان

درویش علی خان شیوخ صدیقی میں سے تھے۔ یہ امروہہ، مرادآباد، اودھ کے رہنے والے تھے۔

حرّیت نواز لوگوں نے درویش علی خان کی قیادت میں 19 مئی 1857 کو امروہہ پر قبضہ کر لیا۔ لیکن جلد ہی انگریزوں کے ہاتھوں 22 مئی 1857 کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ درویش علی خان قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے اور یہیں انتقال ہوا۔

(38) ہدایت اللہ

ہدایت اللہ اتر پردیش کے رہنے والے تھے۔ کنایت اللہ ان کے بھائی تھے۔
انگریزوں کے خلاف 1857 کی جنگ آزادی میں اہم رول ادا کیا۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ 14 سال کی قید ہوئی۔ جائیداد ضبط کر لی گئی۔ 1857 کو انڈمان بھیجے گئے۔

(39) قاضی سرفراز علی

قاضی سرفراز علی امانت علی کے بیٹے تھے۔ شاہجہانپور، اودھ کے رہنے والے تھے۔ ابتدائی تعلیم امروہہ میں ہوئی۔ اور بعد میں دہلی میں۔

پہلی جنگ آزادی میں قاضی سرفراز علی نے بھرپور حصہ لیا۔ قید کئے گئے،

مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ جزائر انڈمان میں کرنل بروس نے قاضی سرفراز علی سے فارسی تعلیم حاصل کی تھی۔ سزا پوری ہونے پر رہائی ملی۔ اور وطن واپس لوٹ گئے۔

(40) عبداللطیف خان

عبداللطیف خان موضع پارہ، ضلع بلند شہر کے تعلقہ دار تھے۔

پہلی جنگ آزادی میں اہم رول ادا کیا۔ قید ہوئے۔ فوجی عدالت میں مقدمہ چلا۔ انڈمان کی سزا تجویز ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(41) سید اکبر زماں اکبر آبادی

سید اکبر زماں، سید امیر زماں کے بیٹے تھے۔ سید اکبر زماں نے فارسی، عربی کی رسمی تعلیم پائی۔ شعر و شاعری سے بھی ذوق تھا۔ مجید تخلص کرتے تھے۔

آگرہ کالج میں کچھ عرصے مدرس رہے۔ پھر ہیڈ مولوی ہوگئے۔ آخر قلعۂ آگرہ میں فوجی محکمہ میں میر منشی مقرر ہوئے۔ میر منشی پر یہ آفت آئی کہ 1857 میں پہلی جنگ آزادی رونما ہوئی۔ تمام انگریز قلعہ میں پناہ گزین ہوئے۔ افغان سپاہیوں نے میر منشی کو قلعہ سے اغوا کیا۔ یہ پیش پیش تھے۔ لعل بہادر خان میواتی صوبہ دار الوری آگرہ پر حملہ آور ہوا اور شہر پر اس کا چار دن قبضہ رہا۔

آخرش انگریز فوج نے گھیر لیا، سید اکبر زماں اندور چل دیے۔

جب انگریزی تسلط آگرے پر کافی ہوگیا تو اکبر زماں کو خیال یہ ہوا کہ چل کر قلعہ میں پھر نوکری کر لی جائے۔ سید اکبر زماں قلعہ جا رہے تھے، مزارِ غوث پر ایک

مجذوب بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا سید کہاں جاتا ہے۔ سر اور پیر میں لوہا مجھ کو نظر آتا ہے۔ یہ نہ سمجھے۔ قلعہ میں داخل ہوگئے۔ اس وقت وہی افسر موجود تھا جس کے سامنے افغانیوں کے ساتھ قلعہ سے نکلے تھے۔ ان کی صورت دیکھتے ہی فوراً گوروں کو حکم دیا اس کو پکڑ لو یہ باغی ہے۔

آخرش مقدمہ چلا۔ حبسِ دوام بعبور دریائے شور کی سزا ملی۔ انڈمان لائے گئے۔ وہاں بیس برس رہے۔

1885 میں پورٹ بلیئر میں مسلمانوں نے جامع مسجد ابرڈین کی بنیاد رکھی۔ لکڑی کی پرانی چھوٹی مسجد کو شہید کر کے۔ جہاں 1872 میں مولانا محمد جعفر تھانیسری نے اپنے آدھے مکان میں پانچوں وقت نماز کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ 1885 میں سرکار نے جامع مسجد ابرڈین کا لائسنس چار متولیوں کے نام جاری کیا تھا۔ سید اکبر زماں اکبر آبادی ان چار متولیوں میں سے ایک تھے۔

پنڈت سالک رام ہیڈ کلرک تھے۔ انہوں نے اکبر زماں سے پوچھا کہ آگرہ میں ڈپٹی منور زماں تھے۔ ان کو بھی جانتے ہو؟۔ یہ بولے وہ میرے چچا تھے۔ تب پنڈت سالک رام نے سید اکبر زماں کو اپنی پیشی میں لے لیا۔ اور قیدیوں کو پڑھانے پر پانچ روپے ماہوار دیا کرتا۔ کچھ عرصے بعد ستر روپے ماہوار ملنے لگے۔

محمد جان نامی بہشتی زادہ آگرہ کا نو عمر لڑکا تھا۔ اُس کو خدمت میں لے لیا۔ کافی رقم پیدا کی۔

مولانا محمد جعفر تھانیسری جب انڈمان گئے تو اکبر زماں نے ان کی بے حد خدمت کی۔ جب بیس سال گذر گئے اور انکو رہائی ملی تو سب مال و دولت چھوڑ کر آگرے آگئے اور ٹیوشن پر زندگی گذارنے لگے۔ آخر میں نابینا ہوگئے تھے۔ مگر حافظہ صحیح تھا۔ مولانا مظفر علی شاہ کے مرید تھے۔ آخر عمر میں فقر کا رنگ غالب آیا۔ 1904 میں عمر طبعی پاکر کربلا قبرستان میں دفن ہوئے۔

ان کا کلام مولوی محمد علی شاہ میکش اکبرآبادی کے پاس ہے۔

(42) جھنڈا شاہ

جھنڈا شاہ اترپردیش میں الہ آباد کے رہنے والے تھے۔ انگریزی حکومت کے خلاف 1857 کی جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ 1858 میں انڈمان بھیجے گئے۔ اور انڈمان میں ہی وفات پائی۔
یہاں انڈمان میں جھنڈا سائیں کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان سے کئی کارنامے وابستہ ہیں۔

(43) مقبول شاہ

مقبول شاہ کے والد کا نام غازی خان تھا۔لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔
1857 کی جنگ آزادی کے الزام میں قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ انڈمان کی سزا ہوئی۔ 8 جون 1858 کو انڈمان لائے گئے۔ قید کی مدّت ختم ہونے کے بعد انڈمان سے واپس نہیں گئے۔ اور انڈمان میں سکونت اختیار کرلی۔

(44) نواب ممّو خان بہادر

میر واجد علی ممو خان الملقب علی محمد خان بہادر داروغہ دیوان خاص شجاع اور بہادر شخص تھا۔
برجیس قدر کو تخت پر بیٹھانے میں ممو خان کی کارفرمائی کو زیادہ دخل ہے۔

انگریزوں سے اس کو عناد قلبی تھا۔ چنانچہ لکھنؤ میں جو کچھ ہنگامہ آرائی رہی اس میں ممو خان کی سعی کو دخل ہے۔

ان پر بیگم حضرت محل پورا بھروسہ کرتی تھیں اور اس نے بھی قیام حکومت کی خاطر برجیس قدر کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دی تھی۔ جب حضرت محل مقابلہ میں ناکامیاب ہوئیں اور نئے کوٹ میں داخل ہوئیں ممو خان ساتھ تھے۔

جنگ بہادر سپہ سالار نیپال نے حضرت محل اور برجیس قدر کو اپنے پاس رکھا۔ باقی ہمراہیوں کو رخصت کر دیا۔

نواب ممو خان اس خیال میں رہے کہ جناب عالیہ حضرت محل نے میرے لئے اجازت لے لی ہوگی۔ تو نیپالیوں کے کیمپ کے قریب آگئے۔ بم بہادر بھائی مہاراجہ جنگ بہادر معہ پلٹن کے وہاں تھا۔ وہ ممو خان کے آگے بڑھنے پر مانع آیا اور ان کو ٹھیرا لیا اور کہا کہ جنگ بہادر کو لکھتے ہیں۔ اجازت ملنے پر آپ کو آگے جانے دیا جائے گا۔

ممو خان مطمئن ہوگئے۔ جنگ بہادر خود آیا۔ ان سے ملاقات کی۔ اتنے میں بیل صاحب کمان افسر تھوڑی فوج سے عربی لباس میں آ کودے اور اُن کو جنگ بہادر کے اشارے پر گرفتار کر لیا۔ 17 دسمبر 1859 کو داخل قید خانہ ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ پھانسی کی سزا تجویز ہوئی۔ اپیل کیمبل صاحب جوڈیشنل کمشنر نے سنی۔ اور حکم پھانسی منسوخ کر کے حکم دریائے شور بھیج دیا۔

جزیرہ انڈمان روانہ کر دئے گئے۔ دکان کر لی تھی۔ یہی بسر اوقات کا ذریعہ تھا۔ وہیں انتقال ہوا۔

(45) مشیر علی

مشیر علی کے والد کا نام حسین بخش تھا۔ کاکوری ضلع لکھنؤ اُودھ کے رہنے والے تھے۔ بلند شہر میں تحصیلدار تھے۔

جنگ آزادی کے الزام میں 25 جون 1858 کو انڈمان کی سزا ہوئی۔ قید کی مدت ختم ہونے کے بعد وطن واپس چلے گئے۔

(46) سید شبیر علی

سید شبیر علی ضلع مرادآباد، امروہہ، اودھ کے رہنے والے تھے۔

1857 کی جنگ آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ گرفتار ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ جنوری 1859 میں کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان میں 1890 میں انتقال ہوا۔

(47) مولوی قطب شاہ

قطب شاہ کے والد کا نام بخشاہ اللہ تھا۔ بریلی کے رہنے والے تھے۔ بریلی کالج میں فارسی اور اردو کے مدرس تھے۔

بریلی میں جنگ آزادی پھیلانے والوں کے یہ لیڈر تھے۔ انگریزوں کے خلاف پمفلٹ بھی تقسیم کئے۔ اپنے ساتھیوں کو اس بات پر بھی ہدایت کی کہ بریلی میں انگریز جہاں کہیں بھی ملیں۔ قتل کر دیئے جائیں۔

1857 کی تحریک آزادی کے جرم میں قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ سزائے موت تجویز ہوئی۔ مگر کورٹ نے کالا پانی تاحیات رکھنے کا حکم صادر کیا۔

(48) مولوی سرفراز علی

مولوی سرفراز علی۔ شاہجہانپور، اودھ کے رہنے والے تھے۔ یہ مولوی سید احمد کے مرید تھے۔ وہابی تحریک سے جُڑے ہوئے تھے یہ مجاہدین کی ہر طرح مدد کرتے تھے۔

مولوی سرفراز علی جنرل بخت خان کے خاص تھے۔ پہلی جنگ آزادی 1857 میں مولوی صاحب کا شمار کیا جاتا ہے۔ انہیں مجاہدین کا امیر بھی مقرر کیا گیا تھا۔

بہادر شاہ ظفر، مولوی سرفراز علی کی بہت عزت کرتے تھے۔ انگریزوں نے گرفتار کرلیا۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(49) نواب قادر علی خان

نواب قادر علی خان شاہجہانپور، اودھ کے رہنے والے تھے۔ یہ پٹھان تھے۔ اپنے علاقہ کے نواب تھے۔

پہلی جنگ آزادی 1857 میں بڑی گرم جوشی سے حصہ لیا۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

کافی عرصہ انڈمان میں گزارنے کے بعد رہائی ہوئی۔ وطن واپس آگئے۔

(50) شیخ فصاحت اللہ بدایونی

شیخ فصاحت اللہ بدایوں، اودھ کے رہنے والے تھے۔ پہلی جنگ آزادی

1857 میں انگریزوں کے بدایوں میں قبضہ کے خلاف سرگرمی سے حصہ لیا۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(51) تہور خان

تہور خان کے والد کا نام نیاز محمد تھا۔ یہ مرادآباد، اودھ کے رہنے والے تھے۔
پہلی جنگ آزادی 1857 میں اہم رول ادا کیا۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(52) غلام بھولن سیوہاری

غلام بھولن سیوہاری مرادآباد، اودھ کے رہنے والے تھے۔ شاہ جی اور پیر صاحب کے نام سے جانے جاتے تھے۔ مریدوں کی بڑی تعداد تھی۔
مراد آباد میں انقلابیوں کی ہر طرح سے مدد کرتے تھے۔ انگریزوں نے گرفتار کیا۔ ان پر مقدمہ چلایا۔ کالے پانی کی سزا سنائی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(53) شیخ سکھن

شیخ سکھن لکھنو، اودھ میں رسالدار تھے۔ یہ نواب ممو خان بہادر کے ساتھی تھے۔ جنگجو تھے۔

1859 میں نواب ممو خان کے ساتھ نیپال میں گرفتار ہوئے۔ انگریزوں کی مخالفت کرنے کی بنا پر۔

17 دسمبر 1859 کو شیخ سکھن کو جیل بھیج دیا گیا۔

مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(54) جہاں داد شاہ

جہاں داد شاہ الہ آباد، اودھ کے رہنے والے تھے۔

مولوی لیاقت علی کے ساتھی تھے۔ انگریزوں کا سامنا بڑی بہادری سے کیا۔ لیکن ناکامیابی کے بعد گرفتار کر لئے گئے۔

مولوی لیاقت علی کے ساتھ انڈمان بھیجے گئے۔

جزیرہ روس میں رکھ گیا۔ انڈمان ہی میں انتقال ہوا۔

(55) سید انشاء اللہ

سید انشاء اللہ باندہ کے رہنے والے تھے۔ یعنی اودھ کے۔

پہلی جنگ آزادی 1857 میں اہم رول ادا کیا۔

قید کر لئے گئے۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ بہت ضعیف تھے۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

یہاں انڈمان میں مولانا عبدالرحیم عظیم آبادی ان کی خدمت کرتے تھے۔

سید انشاء اللہ انڈمان میں فوت ہوئے۔ اور وہیں دفن ہوئے۔

مجاہدین آزادی مرادآباد (یوپی) کے حوالے سے

مندرجہ ذیل مجاہدین آزادی نے بھی پہلی جنگ آزادی 1857 میں اہم رول ادا کیا۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی، انڈمان بھیجے گئے۔ ان کی تفصیل کسی تحقیق کی منتظر ہے:

(56) **عباس علی خان** : بن اسد علی خان، جنرل بجت خان کے ساتھ دلی چلے گئے۔ مرادآباد کی ہر جنگ میں شامل رہے۔

(57) **کالو خان** : انگریزوں کے خلاف مرادآباد میں کئی جنگوں میں شامل ہوئے۔

(58) **مولوی ایوب خان** : ابن انور خان، مجو خان کے مختار تھے۔

(59) **مفتی سید احمد بریلوی** : بن کرامت علی، نواب خان بہادر خان کی حکومت میں مفتی کے عہد پر فائز رہے۔

(60) **سید شیر علی خان** : امروہہ، مرادآباد میں انگریزوں کے خلاف جھنڈا بلند کرنے والے سید شیر علی خان تھے۔

(61) **سید شیر علی** : 1859-1890۔ سید گلزار علی کے بھائی تھے۔

(62) **علی بہادر خان** : ولد امیر خان، کئی جنگوں میں انگریزوں کا مقابلہ کیا۔

(63) **امان اللہ صدیقی** : خیراللہ صدیقی کے بیٹے تھے۔ کئی جنگوں میں خود انگریزوں سے مقابلہ کیا۔

مجاہدین آزادی، اَودھ، اترپردیش

قنوج، فتح گڈھ، یاقوت گنج، اپٹا، کوہنہ، قائم گنج، فرخ آباد اور دیگر مقامات کے رہنے والے مجاہدین جنہوں نے انگریزوں کے خلاف پہلی جنگ آزادی 1857 میں اہم رول ادا کئے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمے چلائے گئے۔ کالا پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیے گئے۔ ان ناموں کی تفصیل دستیاب نہیں ہے۔

(64) نیاز محمد خان۔ قائم گنج۔

(65) مولوی ملایت اجزا بیگ۔ پالی۔

(66) شائیل علی خان۔ چیلولی۔ قائم گنج۔

(67) ولایت علی خان۔ کبیر پور۔

(68) محمد علی۔ علی گنج۔ ایٹا۔

(69) شُتن خان۔ بنکس پورا۔ کوہنہ۔

(70) قادر بیگ۔ ترکی پور۔

(71) حافظ رحمت علی۔ کھنمینی۔

(72) شبیر حسین۔ سمدھن۔

(73) افضل خان۔ کسُم کھور۔

(74) حافظ خان۔ کبیر پور۔ قائم گنج۔

(75) مہربان خان۔ بھڑوسہ۔

(76) شہامت خان۔ جراری۔

(77) بقاتی۔ رسول پور۔

(78) گنام خان۔ کسم کھور۔

(79) رحمت اللہ شیخ۔ نبی گنج۔

(80) حیدر علی۔ شیخ پورہ۔

(81) موسم علی۔ قائم گنج۔

(82) قمرالدین خان۔ کبیر پور۔ قائم گنج۔

(83) شیر داد خان۔ کبیر پور۔ قائم گنج۔

(84) کریم اللہ خان۔ بھیا پور۔ قائم گنج۔

(85) ابراہیم علی خان۔ کبیر پور۔

(86) شفیق علی۔ بالی پیر۔ قنوج۔

(87) سید اخلاق مہدی۔ چھبرا میو۔

(88) ہدایت علی۔ راجہ پور۔

(89) جمیع الدین۔ سہد اللہ پور۔

(90) واحد علی۔ سہد اللہ پور۔

(91) سلطان خان۔ سہد اللہ پور۔

(92) سعید احمد۔ ڈڈونہ

(93) کریم اللہ۔ ڈڈونہ۔

(94) محمد شفیع اللہ۔ گوالٹولی۔ فتح گڈھ۔

(95) احمد اللہ۔ ہاتھی خانہ۔ فتح گڈھ۔

(96) ولایت اللہ۔ بھوسامنڈی۔ فتح گڈھ۔

(97) شیخ رحیم انصاری۔ یاقوت گنج۔

(98) امجد علی۔ یاقوت گنج۔

(99) منیر علی۔ یاقوت گنج۔

(100) اکرام اللہ۔ یاقوت گنج۔

(101) فقیر الدین۔ یاقوت گنج۔

(102) نور اللہ۔ یاقوت گنج۔

(103) حیدر حسین انصاری۔ یاقوت گنج۔

(104) شیر خان۔ امیٹھی جدید۔

(105) اکبر محمد خان۔ امیٹھی جدید۔

(106) عبداللہ خان۔ لکھولہ۔

(107) ماجداللہ خان۔ سرائے اگست۔

(108) پپو خان۔ سرائے اگست۔

(109) عشرت علی خان۔ کٹرہ قائم گنج۔

(110) فیض محمد خان۔ کٹرہ، فرخ آباد۔

(111) حبو خان۔ کھرنجہ۔

(112) عبدالرزاق۔ فرخ آباد۔

(113) رجب علی بیگ۔ چینی گرام۔ فراخ آباد۔

(114) بجنور خان۔ پل پختہ۔ فرخ آباد۔

(115) فتح محمد خان۔ فرخ آباد۔

(116) قادر زماں خان۔ بھجپوروا۔ فرخ آباد۔

(117) حیدر زماں خان۔ بھجپوروا۔ فرخ آباد۔

(118) امداد علی خان۔ بھجریا۔ فرخ آباد۔

(119) محمد میر خان۔ بھجریا۔ فرخ آباد۔

(120) احمد مرزا خان۔ تکویا۔ فضل امام۔

(121) فضل اللہ انصاری۔ بھیکم پور۔ فرخ آباد۔

(122) اسماعیل خان۔ کھٹک پورہ۔

(123) عزت خان۔ فرخ آباد۔

(124) شفیع میاں۔ کھٹک پورہ۔

(125) صدیقی۔ فرخ آباد۔

(126) عبدالرحیم خان۔ کھٹک پورہ۔

(127) محبوب خان۔ کھٹک پورہ۔

(128) ندیم اللہ۔ کھٹک پورہ۔

(129) انصاری علی۔ چھاوی۔ فرخ آباد۔

(130) قدرت علی۔ جردا گھر۔ فرخ آباد۔

(131) فیض اللہ۔ کھٹک پورہ۔ فرخ آباد۔

(132) حیدر خان۔ پہاڑ پورہ۔

(133) صفدر علی۔ پٹیالی۔

(134) محمد علی۔ پٹیالی۔

(135) رحیم بخش۔ چھاؤنی۔ فرخ آباد۔

(136) شیر علی۔ شیخ پور۔

(137) مصطفےٰ خان۔ یاقوت پور۔

(138) شیخ محمد یعقوب۔

(139) نیس علی خان۔ امیٹھی کوہنہ۔

(140) شرف الدین انصاری۔ لال گنج۔

(141) حبیب اللہ خان۔ فیض اللہ پور۔

(142) آصف علی بیگ۔ نوبھیا۔

(143) مہیب اللہ خان۔ یحیٰ پور۔

(144) محمد صمد خان۔ یحیٰ پور۔

(145) شفیق اللہ خان۔ یحیٰ پور۔ قائم گنج۔

(146) رستم علی خان۔ یحیٰ پور۔ قائم گنج۔

(147) عبدل رحیم خان۔ یحیٰ پور۔ قائم گنج۔

(148) محمد ظہور خان۔ علیا پور۔

(149) صدیق علی خان۔ یحیٰ پور۔ قائم گنج۔

(150) وارث خان۔ یحیٰ پور۔ قائم گنج۔

(151) رحمت اللہ انصاری۔ سرائے میر۔ قنوج۔

(152) شیخ افسر محمد انصاری۔

(153) اختر علی۔ بھوٹولا۔ فرخ آباد۔

(154) زاہد علی خان۔

(155) مولوی بدن خان۔

(156) نادر علی۔ کٹرا بخشی۔ فرخ آباد۔

(157) شیخ جمن انصاری۔ بھیکم پورا۔

(158) جانور الدین انصاری۔ بھیکم پورا۔

(159) ایوب علی۔ ماؤ دروازہ۔

(160) محمد شیر۔ ماؤ دروازہ۔

(161) منیر علی خان۔ فرخ آباد

(162) گھڈی منبر خان۔ فرخ آباد۔

(163) عارف علی خان۔ کھٹک پورہ۔

(164) عزت خان۔ فرخ آباد۔

(165) دلدار خان۔ فرخ آباد۔

(166) شیر دل خان آفریدی۔

(167) حسن میر خان۔ کھٹک پورہ کے

(168) نور علی۔ شیخ پورا۔

(169) شمشاد علی۔ شیخ پور کے

(170) ظہور علی خان۔ بنگش پورہ۔ کوہنہ۔

(171) عابد علی خان۔ بنگش پوہا۔ کوہنہ۔

(172) محمد صغیر اللہ خان۔ بنگش پورہ۔ کوہنہ۔

(173) ضامن علی۔ چینی گرام۔ باغ رستم۔

(174) احسن علی خان۔ برّون۔

(175) جمہورت علی۔ عالم پور۔

(176) کریم نداف۔ بھال پور۔

(177) محمد علی خان۔ سہاور۔

(178) برکت اللہ۔ شاہ آباد۔

(179) جعفر خان۔ رسول پور۔

(180) عبدالرحیم خان۔ کسُم کہر۔

(181) احمد بخش۔ کمال گنج۔

(182) دوست محمد کھیاپانی قادری۔ فرخ آباد۔

(183) حنیف الدین۔ کھٹک پورہ۔

(184) بھکاری ء اللہ۔ نگر بھٹ پور۔

بحوالہ مجاہدینِ آزادی از صوبۂ بہار

(185) مولوی علاؤ الدین

مولوی علاؤ الدین پٹنہ بہار کے معززین میں سے تھے۔ آپ کو سیاسی سرگرمیوں کی وجہ سے گرفتار کیا گیا۔ مقدمہ چلایا گیا۔ 1857 کی پہلی جنگ آزادی پھیلانے کا جرم ثابت ہوا۔ عدالت نے حبس دوام بہ عبور دریائے شور کی سزا دی اور کالے پانی بھیجے گئے۔

(186) عنایت علی

عنایت علی عرف منے خان کے والد کا نام تبارک علی تھا۔ شادی پور، قلندر آباد کے رہنے والے تھے۔ 1857 پہلی جنگ آزادی کے الزام میں قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ 5 مئی 1858 کو انڈمان کی سزا ملی۔ انڈمان میں ہی انتقال ہوا۔

(187) قربان علی

قربان علی بہار کے رہنے والے تھے۔ 1857 کی جنگ آزادی میں بڑی گرم جوشی سے حصہ لیا۔ گرفتار کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔ انڈمان میں ہی انتقال ہوا۔

بحوالہ پنجاب، تقسیم ہند سے پہلے

(188) جنرل نیاز محمد خان

جنرل نیاز محمد خان 1857 کی تحریک آزادی کے قائد تھے۔ یہ دوآبہ کے رہنے والے تھے۔

تحریک آزادی میں شامل لوگوں کو ساتھ لے کر سورج پور کے پاس گنگا کو عبور کیا اور پرگنہ کیمل پور میں داخل ہوا۔

تھانہ کھار پر ایک دو دن پڑا رہا۔ شمس آباد کے لوگ بھی اس کے ہمنوا ہوگئے۔ 27 جون کو بریگیڈیر ہوپ گرائٹ کی فوج نے یکایک اس پر حملہ بول دیا۔ ان کے ساتھ تین ہزار آدمی تھے۔ مگر پسپائی ہوئی۔ گنگا پار چلے گئے۔ آخر پھر مقابلہ انگریزی فوج سے ہوا۔ نیاز محمد خان کو فرار ہونا پڑا۔ مکہ معظمہ چلے گئے۔

1872 میں نواب جوناگڈھ کے یہاں آکر ملازمت اختیار کی۔ بمبئی آئے ہوئے تھے جہاں گورنر جنرل کا قیام تھا۔ وہاں یہ پہچان لئے گئے۔ گرفتار ہوگئے۔ مقدمہ چلا۔

آخر سزائے موت تجویز ہوئی۔ مگر ہائی کورٹ نے کالا پانی تاحیات کی سزا دے کر انڈمان بھیج گیا۔ وہیں پیوند خاک ہوئے۔

بحوالہ ہریانہ

(189) محمد شفیع حسینی

محمد شفیع حسینی انبالہ ہریانہ کے رہنے والے تھے۔ انگریزوں کے خلاف 1857 کی تحریک آزادی میں شامل ہونے کی بنا ہر قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

بحوالہ غیر منقسم بنگال

(190) مولانا ریاض الحق

مولانا ریاض الحق بنگال کے مشہور لیڈر تھے۔

1857 کی تحریک آزادی پھیلانے کا جرم عائد کیا گیا۔ قید کیئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ عدالت کی طرف سے حبس دوام بہ عبور دریائے شور کی سزا ملی۔ جزیرہ انڈمان بھیجے گئے۔ وہیں پوری زندگی گذار کر رب حقیقی سے جاملے۔

(191) مولوی مظہر کریم

مولوی مظہر کریم بنگال کے تھے۔ ان کے والد کا نام شیخ مخدوم بخش قدوائی تھا۔تحریک آزادی میں بڑی گرم جوشی سے شامل تھے۔ گرفتار ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

یہاں انہوں نے میجر جان کے کہنے پر جغرافیہ کی کتاب ''مراصدالاطلاع'' کا اردو ترجمہ کیا۔

قطعہ تاریخ کتاب بحکم میجر جان ہائن بہادر جزائر دریائے شور اغی تاریخ مراصدالاطلاع۔

کمشنر صاحب ولا مراتب حاکم نامی ۔ کہ جن کا فیض سوئے منزل ارم رہبر ہے
ہوا منظور ان کو ترجمہ اس تحفہ نسخہ کا ۔ زبان صاف اردو میں کہ جو انسان بہتر ہے
مترجم مولوی مظہر کریم اس کے ہوئے دل سے ۔ فضیلت جن کی روشن تر مثالِ مہرانور ہے
اسیری اور غربت میں پھنسے ہیں وہ بھی بندہ بھی ۔ گھڑی بھر کا بھی کٹ جانا یہاں مانند خنجر ہے
منیر اس کی کہی تاریخ یوں سال سخن میں نے ۔ یہی کیمرِ جدیدِ بوستان ہفت کشور ہے

(192) شیخ امیر اللہ

شیخ امیر اللہ برٹش آرمی کے پانچویں لشکر میں تھے۔ ڈسن میورس کے لوگوں کو تحریک آزادی کے لئے بھڑکانے کی وجہ سے قید کر لئے گئے۔

مقدمہ چلا۔ الزام ثابت ہونے پر سزائے موت تجویز ہوئی۔ مگر کورٹ نے کالا پانی تاحیات رکھنے کا حکم صادر کیا اور انڈمان بھیجے گئے۔

بحوالہ میسور

(193) عبداللہ محی الدین

عبداللہ محی الدین نارگونڈا کے رہنے والے تھے جو کرناٹک کے دھارواڑ ضلع میں واقع ہے۔ عبداللہ کے والد کا نام محی الدین تھا۔ انہوں نے 1857 میں انگریزوں کے خلاف پہلی جنگ آزادی میں بڑا اہم رول ادا کیا اور ان لوگوں کا ساتھ دیا جو انگریزوں کے خلاف تھے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ مالکوم (Malcolm) کی عدالت میں چلا۔ 16 جون 1858 کو 1857 کی جنگ آزادی پھیلانے کے جرم میں کالے پانی کی سزا دی گئی۔ اور انڈمان بھیجے گئے۔

(194) شیخ علی

شیخ علی میسور میں سرنگاپٹنم کے رہنے والے تھے۔ ستارہ میں رجمنٹ میں حوالدار تھے۔ 1857 کی جنگ آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ 8 مارچ 1858 کو عمر قید کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیجے گئے۔

(195) بڑے میاں

بڑے میاں امین کے بیٹے تھے۔ ضلع دھاواڑ میں نارگونڈہ کے رہنے والے تھے۔ انکی عمر 50 سال کے قریب تھی۔ 1857 کی جنگ آزادی میں نارگونڈہ کی قیادت میں نمایاں طور پر حصہ لیا۔ 1857 کی جنگ آزادی میں بغاوت کے الزام میں قید ہوئے۔ کالا ڈگی میں مقدمہ چلا۔ 8 جولائی 1858 کو کالے پانی کی سزا ہوئی۔ اور انڈمان بھیجے گئے۔

(196) حطیلا حسین

حطیلا حسین نارگونڈا کے رہنے والے تھے جو کرناٹک کے دھارواڑ ضلع میں واقع ہے۔ انگریزوں کے خلاف 1857 کی پہلی جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیجے گئے۔

(197) فخرو

فخرو نارگونڈہ کے رہنے والے تھے۔ یہ کرناٹک کے دھارواڑ ضلع میں واقع ہے۔ 1857 میں انگریزی حکومت کو نارگونڈہ سے ختم کرنے میں پیش پیش تھے۔ وہاں یہ تحصیلدار کے عہدہ پر فائز تھے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ 28 جون 1858 کو کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(198) فارس خان امام خان

فارس خان، امام خان کے بیٹے تھے۔ نارگونڈہ جو کرناٹک کے دھارواڑ ضلع میں واقع ہے وہاں کے رہنے والے تھے۔ انگریزوں کے خلاف 1857 کی پہلی جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ جائیداد ضبط کر لی گئی۔ سزا ہوئی اور انڈمان بھیجے گئے۔

بحوالہ بمبئی اور ستارہ موجودہ مہاراشٹر

(199) کالو رحمان

کالو رحمان خاندیش بمبئی کے رہنے والے تھے۔

1857 کی پہلی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف اہم رول ادا کیا۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ 23 اگست 1857 کو کالے پانی عمر قید کی سزا سنائی گئی۔ انڈمان بھیجے گئے۔

(200) بھائی خان

بھائی خان یاوال تعلقہ، خاندیش بمبئی کے رہنے والے تھے۔ یاوال میں جب اکتوبر 1857 کی جنگ آزادی چھڑی تب بھائی خان نے اس میں بڑا اہم رول ادا کیا۔

1857 کی جنگ آزادی کے جرم میں قید ہوئے۔ عدالت نے پھانسی کی سزا دی بعد میں جسے بدل کر کالے پانی کی سزا ہوئی۔ 29 اکتوبر 1859 کو انڈمان بھیجے گئے۔

(201) ابراہیم حسین

ابراہیم حسین جنوبی ہندوستان بمبئی کے رہنے والے تھے۔ انگریزوں کے خلاف بڑی بہادری سے 1857 کی پہلی جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ 23 اگست 1857 کو کالے پانی کی سزا سنائی گئی۔ انڈمان بھیجے گئے۔

(202) گلزار حسین

گلزار حسین نے 1857 کی پہلی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف اہم رول ادا کیا۔ بمبئی کے رہنے والے تھے۔ 1857 کی جنگ آزادی کے جرم میں قید کر لئے گئے۔ 23 اگست 1857 کو کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیجے گئے۔

(203) کریم رحمان

کریم رحمان بمبئی کے رہنے والے تھے۔ انگریزوں کے خلاف 1857 کی پہلی جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ 23 اگست 1857 کو عمر قید کی سزا ہوئی۔ جائیداد ضبط کر لی گئی۔ بعد میں کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیجے گئے۔

(204) قتیل بیگ

قتیل بیگ بمبئ کے رہنے والے تھے۔ 1857 کی پہلی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف اہم رول ادا کیا۔ قید ہوئے۔ مقدمہ کا فیصلہ 19 اپریل 1858 کو ہوا۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(205) کالو مبارک

کالو مبارک بمبئ کے رہنے والے تھے۔ 1857 کی پہلی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف اہم رول ادا کیا۔ 1857 کی جنگ آزادی کے الزام میں قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ 23 اگست 1857 کو عمر قید کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیجے گئے۔

(206) بعبون جُمعل خان

بعبون جمعل خان مہاراشٹر میں ستارا کے رہنے والے تھے۔ ستارا میں انگریزوں کے خلاف 1857 کی پہلی جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ 1857 کی جنگ آزادی کے جرم میں قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔

7 نومبر 1857 کو کالے پانی کی سزا سنائی گئی۔ اور انڈمان بھیجے گئے۔

(207) انور خان پیارے خان

انور خان پیارے خان نے انگریزوں کے خلاف 1857 کو پہلی جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ بمبئی کے رہنے والے تھے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ 23 اگست 1857 کو کالے پانی کی سزا ہوئی۔ جائیداد ضبط کر لی گئی۔ اور انڈمان بھیجے گئے۔

(208) کریم خان

کریم خان کولھاپور، مہاراشٹر کے رہنے والے تھے۔ بطور سپاہی ملازم تھے۔ 27 ویں برٹش انفنٹری ریجمینٹ میں 1857 کی جنگ آزادی میں نمایاں حصہ لیا۔ جب راز کھلا تو انہیں گرفتار کرلیا گیا۔ کورٹ مارشل ہوا۔

28 نومبر 1857 کو کالے پانی کی سزا ہوئی۔ اور انڈمان بھیج دئے گئے۔

بحوالہ وندھیاچل وسطِ ہند

(209) مرزا ولایت حسین خان

لارڈ ڈلہوزی ہندوستان کا گورنر جنرل تھا۔ اس کی منشا تھی کہ حکومتِ انگلشیہ میں ہندوستان کی تمام ریاستیں حکومت سے ملحق ہو جائیں۔

ستارہ ناگپور کے بعد جھانسی 1253ھ میں ملحق ہوا۔ اس اثنا میں طوفان کے بادل چھانے لگے۔ کمپنی کے عمال کی سخت گیری سے عوام میں بے چینی کی چنگاریاں اکٹھی ہوکر 1857 کی تحریک آزادی کی صورت اختیار کرنے لگی تھیں جو کہ دراصل ہندوستان کی طرف سے اپنی سوسالہ غلامی کا جوا اتار پھینکنے کے عزم کا اظہار تھا۔ 1857 کی پہلی جنگ آزادی کا جوشعلہ بھڑک اٹھا اس نے تقریباً سارے ہندوستان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

مرزا ولایت حسین خان وزیر اعظم باندہ تھے۔ باندہ بندیلکھنڈ میں واقع ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب ہر ایک جانبازی اور سرفروشی پر سربکف تیار تھا۔

15 جون 1857 کو مسٹر ایچ۔ اے۔ کاک ویل قلعہ باندہ میں آیا۔ اس کو مصاحبوں نے قتل کر دیا۔ اس کے بعد 8 اکتوبر کو اردگرد سے مجاہدین آزادی آکر جمع ہوئے جنرل وائٹ لاک نے حملہ کیا مگر اس کو شکست کھانی پڑی۔ جنگی کونسل بنائی گئی۔ جس کے ارکان میں سے ایک وزیر اعظم مرزا ولایت حسین تھے۔

جنرل وائٹ نے اپریل 1858 کو دوسرا حملہ باندہ پر کیا مگر مقابلہ پر اہل باندہ ٹھیر نہ سکے اور شکست یاب ہوئے 20 اپریل 1858 کو سرکاری قبضہ باندہ پر ہوگیا۔

مرزا ولایت حسین فرخ آباد گئے مگر راستہ میں گرفتار ہوگئے۔ ان پر 1857 کی جنگ آزادی کا مقدمہ چلا۔ انڈمان بھیج دئے گئے۔ ولایت حسین یہیں سپرد خاک ہوئے۔

بحوالہ مدھیہ پردیش

(210) مہیب اللہ

مہیب اللہ مدھیہ پردیش میں نیمار کے رہنے والے تھے۔ منڈیشور میں انگریزوں کے خلاف 1857 کو جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیجے گئے۔ انڈمان میں وفات پائی۔

(211) گلاب خان

گلاب خان مدھیہ پردیش میں نیمار کے رہنے والے تھے۔
منڈا لیشور میں انگریزوں کے خلاف 1857 کی جنگ آزادی میں جدوجہد کرنے کی بنا پر قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیجے گئے۔

(212) منجو شاہ

یہ نیمار مدھیہ پردیش کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے منڈیلیشور میں

انگریزوں کے خلاف 1857 کی جنگ آزادی میں جدوجہد شروع کی۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دئے گئے۔ یہیں وفات پائی۔

(213) سراج الدین

سراج الدین نیمار، برار، مدھیہ پردیش کے رہنے والے تھے۔ انگریزوں کے خلاف 1857 میں پہلی جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ قید کر لئے گئے۔ عمر قید کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیجے گئے جہاں وفات ہوئی۔

(214) نورا

نورا مدھیہ پردیش میں نیمار، برار کے رہنے والے تھے۔ 1857 میں انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ قید ہوئے۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیجے گئے۔ وہیں سپرد خاک ہوئے۔

(215) قائم خان

قائم خان مدھیہ پردیش میں نیمار، برار کے رہنے والے تھے۔ انگریزوں کے خلاف 1857 کی پہلی جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیجے گئے۔ وہیں سپرد خاک ہوئے۔

دہلی سے تحریک آزادی کے چند پروانے

(216) نواب موسیٰ خان

نواب موسیٰ خان دہلی کے رہنے والے تھے۔ یہ بہادر شاہ ظفر کے درباری تھے۔ یہ فوج کے لئے غلہ اور روپیہ کا انتظام کرتے تھے۔ جب انگریزی حکومت کو ان کے 1857 کی جنگ آزادی میں شامل ہونے کی اطلاع ملی تو قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(217) حکیم عبدالحق

حکیم عبدالحق دہلی کے رہنے والے تھے۔ یہ بہادر شاہ ظفر کے درباری تھے۔ 1857 کی جنگ آزادی کے اہم رکن تھے۔ اس میں شامل لوگوں کی ہر طرح سے مدد کرتے تھے۔ انگریزوں نے انہیں گرفتار کرلیا۔ مقدمہ چلا۔ سزا ہوئی کالے پانی بھیج دئے گئے۔

(218) صوبہ دار قادر بخش

قادر بخش بہادر شاہ ظفر کی فوج میں صوبے دار کی حیثیت سے ملازم تھے۔ ان کے دربار سے بھی جڑے ہوئے تھے۔ 1857 کی جنگ آزادی میں پیش پیش تھے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دئے گئے۔

(219) نواب احمد مرزا

دہلی کے نواب احمد مرزا بھی بہادر شاہ ظفر کے درباری تھے۔ 1857 کی جنگ آزادی میں شامل لوگوں کی خوب مدد کی۔ خود بھی 1857 کی جنگ آزادی میں شامل ہوگئے۔ انگریزوں کے علم میں آتے قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دئے گئے۔

بحوالہ حیدرآباد دکن آندھرا پردیش موجودہ تلنگانہ

(220) مولوی سید علاء الدین حیدر

مولوی سید علاء الدین حیدر، حیدرآباد تلنگانہ کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد کا نام سید حفیظ الہی تھا۔ حیدرآباد میں 1857 کی پہلی جنگ آزادی کے لیڈر تھے۔

1857 کی جنگ آزادی میں سرگرم سیاست میں حصہ لیتے تھے۔ انہوں نے روہیلہ کی فوج انگریزوں کے خلاف تشکیل کی تھی۔ جس میں طرّے باز خان بھی شامل تھے۔

17 جولائی 1857 کو انہوں نے حیدرآباد ریذیڈنسی پر حملہ کیا۔

ان پر انگریزی حکومت کے خلاف 1857 کی جنگ آزادی چلانے کا الزام عائد کیا گیا۔ مقدمہ چلا۔ اور حبس دوام بعبور دریائے شور انڈمان بھیجے گئے۔ انڈمان میں بچوں کو دینی تعلیم دیا کرتے تھے۔ مسلمانوں کے بیچ مولوی سید علاو الدین کا ایک اہم مقام تھا۔

1885 میں پورٹ بلیر میں مسلمانوں نے جامع مسجد ابرڈین کی بنیاد رکھی۔ لکڑی کی پرانی چھوٹی مسجد کو شہید کر کے۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں 1872 میں مولانا محمد جعفر تھانیسری نے اپنے مکان میں پانچوں وقت نماز کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ 1885 میں سرکار نے جامع مسجد ابرڈین کا لائسنس چار متولیوں کے نام جاری کیا تھا۔ ان میں سے ایک مولوی سید علاء الدین حیدر تھے۔ 1891 انڈمان میں انتقال ہوا۔

(221) فقیر حسین شاہ

فقیر حسین شاہ آندھرا پردیش میں مچھلی پٹنم کے رہنے والے تھے۔ انگریزوں کے خلاف 1857 کی پہلی جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ انڈمان بھیجے گئے۔

(222) سیّد احمد

سید احمد حیدرآباد کے رہنے والے تھے۔ بطور سپاہی ملازمت کرتے تھے۔ اورنگ آباد، موجودہ مہاراشٹر میں واقع ہے۔ 1857 کی جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ کھلے عام انگریزوں کی مخالفت کی۔ قید ہوئے۔ اور عمر قید کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیجے گئے۔

(223) فقیر یتیم شاہ

فقیر یتیم شاہ آندھرا پردیش میں مچھلی پٹنم کے رہنے والے تھے۔ 1857 کی پہلی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف حصہ لیا۔ 1857 کی جنگ آزادی کے الزام میں قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ انڈمان کی سزا ہوئی۔ 9 ستمبر 1857 کو انڈمان بھیجے گئے۔

(224) نصیرہ بادل

نصیرہ بادل، خاندیش سے تعلق رکھتے تھے۔ 1857 میں پہلی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف حصہ لیا۔ قید ہوئے۔ 1857 کی جنگ آزادی کا مقدمہ چلا۔ ان کو پھانسی اور ضبطیٔ جائداد کا فیصلہ سنا دیا گیا۔ پھانسی کی سزا کو کالے پانی کی سزا میں بدل دیا گیا۔ اور 29 اکتوبر 1858 کو انڈمان بھیجے گئے۔

(225) وزیر

وزیر خاندیش میں یاوال کے رہنے والے تھے۔ انگریزوں کے خلاف 1857 کی تحریک آزادی کی بنا پر قید ہوئے۔ سزائے موت سنائی گئی۔ مگر بعد میں اسے بدل کر عمر قید کر دیا گیا۔ اور 29 اکتوبر 1858 کو انڈمان بھیجے گئے۔

مدراس موجودہ تامل ناڈو میں 1857 کی پہلی جنگ آزادی

(226) شیخ منّو

شیخ منّو مدراس کے رہنے والے تھے۔ غلام غوث کے ساتھی تھے۔ مدراس کے لوگوں کو 1857 میں انگریزوں کے خلاف 1857 کی تحریک آزادی کی ترغیب دی۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ اور انڈمان کی سزا ہوئی۔

(227) عامر خان

عامر خان مدراس کے رہنے والے تھے۔ والد کا نام لعل خان تھا۔ وہ ایک سرگرم مجاہد تھے۔ 1857 کی پہلی جنگ آزادی کے پیغام کو خوب پھیلایا۔ ریاست میں انگریزوں کے خلاف 1857 کی آزادی کی تحریک جاری کی۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ 13 اکتوبر 1857 کو کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(228) غلام غوث

غلام غوث مدراس کے رہنے والے تھے۔ 1857 کی جنگ آزادی کے جذبات پیدا کرنے کی بنا پر قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیجے گئے۔

بحوالہ گجرات

(229) عمر خان

عمر خان، بڑودہ، گجرات کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے 1857 کی پہلی جنگ آزادی میں بڑی گرم جوشی سے حصہ لیا۔ حکومت نے گرفتار کیا۔
مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دے گئے۔

بحوالہ آسام

(230) شیخ فرمود علی

شیخ فرمود علی آسام کے رہنے والے تھے۔ 1857 میں انگریزوں کے خلاف تحریک آزادی میں اہم رول ادا کیا۔ قید کر لئے گئے۔
مقدمہ چلا۔ عمر قید کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیجے گئے۔

(231) نظیر

نظیر آسام کے رہنے والے تھے۔ 1857 کی پہلی جنگ آزادی میں آسام میں اہم رول ادا کیا۔ حکومت نے قید کیا۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیے گئے۔

بحوالہ پیشاور، شمال مغربی سرحدی صوبہ

(232) نظر محمد

نظر محمد پیشاور، صوبہ سرحد کے رہنے والے تھے۔ 1857 کی پہلی جنگ آزادی میں اہم رول ادا کیا۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیجے گئے۔

(233) سرور شاہ

سرور شاہ پیشاور، صوبہ سرحد کے رہنے والے تھے۔ **1857** کی پہلی جنگ آزادی میں اہم رول ادا کیا۔ اور قید کر لئے گئے۔ عمر قید کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیجے گئے۔

بحوالہ روہیلہ پٹھان

(234) نواز خان

نواز خان کے والد کا نام محمد خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ انہوں نے پہلی جنگ آزادی 1857 میں بڑی گرم جوشی سے اہم رول ادا کیا۔ مرہٹواڑہ کے علاقے میں انگریزوں کے خلاف ہر موقع پر مجاہدین کا ساتھ دیا۔
گرفتار کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(235) امیر خان

امیر خان کے والد کا نام عظیم خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی جنگ آزادی میں اہم رول ادا کیا۔ گرفتار کر لئے گئے۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(236) امیر خان

امیر خان کے والد کا نام نصر اللہ خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی جنگ آزادی کے سرگرم کارکن تھے۔ گرفتار ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیے گئے۔

(237) سید انور حسین

سید انور حسین کے والد کا نام نور علی خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی جنگ آزادی میں بڑا رول ادا کیا۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیے گئے۔

(238) انور خان

انور خان، امیر خان کے بیٹے تھے۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی جنگ آزادی میں اہم کارنامے انجام دیئے۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(239) بصیر خان

بصیر خان کے والد کا نام سید محمد خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی جنگ آزادی کی ایک اہم کڑی تھے۔ کالے پانی کی سزا میں انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(240) بہادر خان

بہادر خان کے والد کا نام ظفر خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی جنگ آزادی میں حصہ لیا تھا۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(241) بہرام خان

بہرام خان کے والد کا نام خان زاد خان تھا۔ 1857 کی جنگ آزادی میں کھل کر حصہ لیا۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(242) تہور خان

تہور خان نیاز محمد کے بیٹے تھے۔ مرادآباد کے رہنے والے تھے۔ 1857 کی جنگ آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ قید ہوئے، مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(243) جمن خان

جمن خان کا ذکر مولانا محمد جعفر تھانیسری نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ 1857 کی جنگ آزادی کے کارکن تھے۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(244) حسن خان

حسن خان کے والد کا نام بادل خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی جنگ آزادی میں عملی حصہ لیا۔ گرفتار ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(245) حسن خان

حسن خان کے والد کا نام نصراللہ خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی جنگ آزادی میں خوب حصہ لیا۔ گرفتار ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(246) حکیم خان

حکیم خان کے والد کا نام محمد دین خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی جنگ آزادی میں اہم رول ادا کیا۔ قید کر لئے گئے، مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(247) داؤد خان

داؤد خان کے والد کا نام خضر خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی جنگ آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(248) داراب خان

داراب خان کے والد کا نام میاں گل خان تھا۔ یہ 1857 کی جنگ آزادی کے اہم کارکن تھے۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(249) دولہ خان

دولہ خان روہیلہ پٹھان تھے۔ دکھن ہندوستان کے 1857 کی جنگ آزادی میں اہم رول ادا کیا تھا۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(250) دیدار خان

دیدار خان کے والد کا نام عزیز خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی جنگ آزادی میں اہم رول ادا کیا۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(251) رضیہ خاتون

رضیہ خاتون کے والد کا نام نصیرالدین تھا۔ بنگال کی رہنے والی تھیں۔ 1857 کی جنگ آزادی میں مردانہ وار حصہ لیتی تھیں۔ بنگال میں یہ پہلی خاتون تھیں جنہوں

نے انگریزوں کے خلاف کھڑے ہونے کی ہمت دکھائی۔ قید کر لی گئیں۔ مقدمہ چلایا گیا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دی گئیں۔ وہیں انتقال ہوا۔

(252) رن مست خان

رن مست خان روہیلہ پٹھان تھے۔ دکن ہندوستان 1857 کی جنگ آزادی میں شریک رہے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(253) زبردست خان

زبردست خان کے والد کا نام شیخ نور خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی جنگ آزادی میں ہر طرح سے شامل تھے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلایا گیا۔ سزا ہوئی کالے پانی کی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(254) سرور خان

سرور خان کے والد کا نام قمر خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی جنگ آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(255) سعادت خان

سعادت خان کے والد کا نام عمر خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی جنگ آزادی میں شامل تھے۔ گرفتار کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(256) سعد خان

سعد خان کے والد کا نام احمد خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی جنگ آزادی کے سرگرم کارکن تھے۔ گرفتار ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(257) سعید خان

سعید خان کے والد کا نام محمد خان تھا۔ 1857 کی جنگ آزادی کے سرگرم کارکن تھے۔ گرفتار کر لئے گئے۔

مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(258) سید انشاء اللہ

سید انشاء اللہ باندہ، اودھ کے رہنے والے تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں نمایاں رول ادا کیا۔ قید کر لئے گئے۔

کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(259) سید اللہ خان

سید اللہ خان کے والد کا نام اورنگ خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی کے سرگرم کارکن تھے۔ گرفتار کر لئے گئے۔

مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(260) سید رسول

سید رسول کے والد کا نام سید شاہ تھا۔ 1857 کی تحریک آزادی میں سرگرم کارکن تھے۔ گرفتار ہوئے۔

مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(261) سید شاہ

سید شاہ کے والد کا نام غلام قادر تھا۔ 1857 کی تحریک آزادی سے جڑے ہوئے تھے۔ گرفتار کر لئے گئے۔

مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(262) سیف خان

سیف خان روہیلہ پٹھان تھے۔ دکن ہندوستان میں 1857 کی تحریک آزادی میں پیش پیش رہے۔ قید کر لئے گئے۔

مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(263) شاہ خان

شاہ خان کے والد کا نام شاہد خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی کے سرگرم کارکن رہے۔ قید کر لئے گئے۔

مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(264) شاہ داد خان

شاہ داد خان روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں اہم رول ادا کیا۔ قید کر لئے گئے۔

مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(265) شاہ دولہ خان

شاہ دولہ خان کے والد کا نام شیر علی خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی کے ایک اہم کارکن تھے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(266) شیخ فصاحت اللہ

شیخ فصاحت اللہ بدایوں کے رہنے والے تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں اہم رول ادا کیا۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(267) شیر خان

شیر خان کے والد کا نام رحمٰن خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی سے جُڑے ہوئے تھے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(268) صولت خان

صولت خان کے والد کا نام علی الدین خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں شامل تھے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(269) طرہ باز خان

طرہ باز خان روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی کے سرگرم کارکن تھے۔ قید کر لئے گئے۔

مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(270) عبدالرحمٰن خان

عبدالرحمٰن خان کے والد کا نام حبیب خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں شامل تھے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(271) عثمان خان

عثمان خان روہیلہ پٹھان تھے۔ دکن ہندوستان میں 1857 کی تحریک آزادی میں ایک سرگرم کارکن تھے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(272) عزیز خان

عزیز خان روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی جب دکن ہندوستان میں شروع ہوئی۔ اُس میں شامل تھے۔ قید کر لئے گئے مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی وہ انڈمان لائے گئے۔

(273) عطائی خان

عطائی خان کے والد کا نام فیروز خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی کے سرگرم کارکن تھے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا، کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(274) غلام بھولن سیوہاری

غلام بھولن سیوہاری مرادآباد، اودھ کے رہنے والے تھے۔ یہ شاہ جی یا ساجی کے نام سے بھی جانے جاتے تھے۔ پیری مریدی کا شوق تھا۔ 1857 کی تحریک آزادی میں اپنے مریدوں کے ساتھ شامل تھے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(275) غلام حسین خان

غلام حسین خان کے والد کا نام سبحان خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں کھل کر حصہ لیا۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(276) غوث داد خان

غوث داد خان روہیلہ پٹھان تھے۔ دکن ہندوستان میں 1857 کی تحریک آزادی میں شامل تھے۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(277) غوث خان

غوث خان روہیلہ پٹھان تھے۔ دکن ہندوستان میں 1857 کی تحریک آزادی میں بڑے جوش وخروش سے حصہ لیا۔ قید کر لئے گئے، مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(278) قاسم خان

قاسم خان کے والد کا نام موسیٰ خان تھا۔ یہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں حصہ لیا۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(279) قزّن خان

قزّن خان روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں شامل رہے۔
قید کر لئے گئے۔
مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(280) کریم خان

کریم خان روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی دکن ہندوستان میں تحریک آزادی میں کھل کر شامل رہے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(281) کلّو خان

کلّو خان مرادآباد، اودھ کے رہنے والے تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ قید کر لئے گئے۔
مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(282) محمد خان

محمد خان کے والد کا نام حضرت خان تھا۔ 1857 کی تحریک آزادی میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ قید کر لئے گئے۔
مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(283) محی الدین

محی الدین کے والد کا نام بادشاہ صاحب تھا۔ 1857 کی تحریک آزادی میں حصہ لیا۔ قید کر لئے گئے۔
مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(284) مدد خان

مدد خان کے والد کا نام نور محمد خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں حصہ لیا۔ قید کر لئے گئے۔
مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(285) مروی خان

مروی خان کے والد کا نام اصغر خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں اہم کارکن رہے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(286) معز الدین خان

معز الدین خان کے والد کا نام شیر محمد خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں شامل رہے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(287) منصور خان

منصور خان کے والد کا نام عمر خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں شامل رہے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(288) منصور خان

منصور خان کے والد کا نام قلندر خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں شامل رہے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(289) منوّر خان

منوّر خان کے والد کا نام صغیر خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں ایک اہم رول ادا کیا۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(290) ناظر خان

ناظر خان کے والد کا نام عجب خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں ایک شامل تھے۔ گرفتار کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(291) نذر خان

نذر خان کے والد کا نام عمر خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں ایک شامل تھے۔ گرفتار ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(292) نسیم خان

نسیم خان کے والد کا نام طلب داد خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں اہم رول ادا کیا۔ گرفتار کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا سنائی گئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(293) نعمت اللہ خان

نعمت اللہ خان 1857 کی تحریک آزادی کے ایک اہم کارکن رہے۔ گرفتار کر لئے گئے۔

مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(294) نواز خان

نواز خان کے والد کا نام محمد خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں اہم رول ادا کیا۔ گرفتار ہوئے۔

مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(295) امان اللہ خان

امان اللہ خان دکن کی 1857 کی تحریک آزادی کی ایک اہم کڑی تھے۔ انگریزوں کے خلاف بڑی سختی سے کھڑے ہوئے۔ گرفتار ہوئے۔

مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(296) امام خان

امام خان کے والد کا نام الٰہی خان تھا۔ 1857 کی تحریک آزادی میں شامل تھے۔ گرفتار ہوئے۔

مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(297) امان اللہ صدیقی

امان اللہ صدیقی، خیر اللہ صدیقی کے بیٹے تھے۔ امروہہ کے رہنے والے تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں پیش پیش رہے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔ 19 فروری 1861 کو رہا کر دئے گئے۔ وطن واپس آ گئے۔

(298) مولوی ایوب خان

مولوی ایوب خان کے والد کا نام انور خان تھا۔ مرادآباد کے رہنے والے تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں خوب حصہ لیا۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(299) باز خان

باز خان روہیلہ پٹھان تھے۔ دکن میں 1857 کی تحریک آزادی کے اہم کارکن تھے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(300) بدر الدین خان

بدر الدین خان کے والد کا نام الہ دین خان تھا۔ 1857 کی تحریک آزادی میں بڑے جوش خروش سے حصہ لیا۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(301) بدنیا پیر

بدنیا پیر کے والد کا نام پیر صاحب تھا۔ یہ سوماپور، نارگنڈ کے رہنے والے تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں اہم رول ادا کیا۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(302) تیمور خان

تیمور خان کے والد کا نام نعمت خان تھا۔ 1857 کی تحریک آزادی کے سرگرم کارکن تھے۔ گرفتار ہوئے۔

مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(303) جانباز خان

جانباز خان روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں دل کھول کر حصہ لیا۔ قید کر لئے گئے۔

مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(304) جواہر خان

جواہر خان کے والد کا نام قلندر خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی کے ایک سرگرم کارکن تھے۔تحریک آزادی میں حصہ لیا۔

قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(305) جہاں داد شاہ

جہاں داد شاہ، اودھ الہ آباد کے رہنے والے تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی کے جانباز مجاہد تھے۔ مولوی لیاقت علی کے ساتھی تھے۔ گرفتار کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(306) حمید خان

حمید خان روہیلہ پٹھان تھے۔ دکن کی 1857 کی تحریک آزادی میں حصہ لیا تھا۔ قید ہوئے۔

مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(307) حیات خان

حیات خان روہیلہ پٹھان تھے۔ دکن ہندوستان کی 1857 کی تحریک آزادی میں شامل تھے۔ قید کر لئے گئے۔ ان پر مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(308) حیدر خان

حیدر خان روہیلہ پٹھان تھے۔ ان کے والد کا نام شیر علی خان تھا۔ 1857 کی تحریک آزادی میں حصہ لیا۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(309) سید خلیل

سید خلیل کے والد کا نام سید عمر تھا۔ یہ 1857 کی تحریک آزادی کے سرگرم کارکن تھے۔ قید کر لئے گئے۔
مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(310) رحمت اللہ خان

رحمت اللہ خان کے والد کا نام سعید اللہ خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں شامل تھے۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(311) رحمت شاہ خان

رحمت شاہ خان کے والد کا نام فضل شاہ خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں حصہ لیا۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(312) رحیم خان

رحیم خان کے والد کا نام محمد خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں اہم کارکن تھے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(313) رستم خان

رستم خان کے والد کا نام سرور خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی سے جُڑے ہوئے تھے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(314) زین خان

زین خان روہیلہ پٹھان تھے۔ دکن ہندوستان میں 1857 کی تحریک آزادی میں اہم رول ادا کیا۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(315) سرانداز خان

سرانداز خان کے والد کا نام ایاز خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی

تحریک آزادی میں شامل تھے۔ گرفتار کئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(316) سردار خان

سردار خان کے والد کا نام اشرف خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں شامل تھے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(317) مولوی سرفراز علی

مولوی سرفراز علی شاہجہاں پور، اودھ کے رہنے والے تھے۔ یہ سید احمد کے مرید اور وہابی تھے۔ اودھ میں 1857 کی تحریک آزادی کی قیادت بھی کی۔ گرفتار ہوئے۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(318) سلطان پارس

سلطان پارس نارگونڈہ، ضلع دھارواڑ کے رہنے والے تھے۔ فوج میں سپاہی تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی کا حصہ بنے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(319) سمندر خان

سمندر خان کے والد کا نام عزت خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی کے کارکن تھے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(320) سَوائے خان

سَوائے خان کے والد کا نام ننھے خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی کے سرگرم کارکن تھے۔ گرفتار کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(321) مفتی سید احمد بریلوی

مفتی سید احمد بریلوی کے والد کا نام کرامت علی تھا۔ سنبھل، مرادآباد کے رہنے والے تھے۔ دیسی بریلی میں رہنے لگے تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں نمایاں کردار ادا کیا۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(322) سید شیر علی خان

سید شیر علی خان امروہہ، اودھ کے رہنے والے تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی کے امروہہ میں یہ رہنما تھے۔ انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(323) سیدو میاں

سیدو میاں کے والد کا نام جیت میاں تھا۔ مرہٹواڑہ کے علاقے میں 1857 کی تحریک آزادی میں شامل تھے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(324) سیف اللہ خان

سیف اللہ خان کے والد کا نام محی الدین خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں شامل رہے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(325) سیف اللہ خان

سیف اللہ خان کے والد کا نام فرخ شاہ خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں حصہ لیا۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(326) شاہ ولی خان

شاہ ولی خان روہیلہ پٹھان تھے۔ دکن ہندوستان میں 1857 کی تحریک آزادی کے نمایاں کارکن تھے۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(327) سید شبیر علی

سید شبیر علی امروہہ، مرادآباد کے رہنے والے تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں خوب کام کیا۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔
جنوری 1859 میں کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔ وہیں 1890 کو انتقال ہوا۔

(328) شجاعت خان

شجاعت خان روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں شامل تھے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(329) شیخ سکھن

شیخ سکھن لکھنؤ، اودھ کے تھے۔ نواب ممو خان بہادر کے ساتھی تھے۔ نیپال میں انہیں گرفتار کیا گیا۔ 1857 کی تحریک آزادی کے ایک اہم کڑی تھے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(330) عباس علی خان

عباس علی خان کے والد کا نام اسد علی خان تھا۔ یہ مرادآباد کے رہنے والے تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں سرگرم رہے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(331) عبداللہ خان

عبداللہ خان کے والد کا نام دیدار خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی کے ایک اہم کارکن تھے۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(332) عبداللہ خان

عبداللہ خان کے والد کا نام محمد خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی کے ایک اہم کارکن تھے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(333) عبداللہ خان

عبداللہ خان کے والد کا نام سلطان خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں شامل رہے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(334) عظمت خان

عظمت خان روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں حصہ لیا۔ قید ہوئے۔

مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(335) عظیم خان

عظیم خان کے والد کا نام نوبت خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں شرکت رہے۔ قید ہوئے۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(336) علی بہادر خان

علی بہادر خان کے والد کا نام امیر خان تھا۔ یہ مرادآباد، اودھ کے رہنے والے تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ گرفتار کر لئے گئے۔
مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(337) عمر خان

عمر خان روہیلہ پٹھان تھے۔ دکن ہندوستان میں 1857 کی تحریک آزادی میں شامل رہے۔ قید کر لئے گئے۔
مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(338) غازی خان

غازی خان روہیلہ پٹھان تھے۔ دکن ہندوستان میں 1857 کی تحریک آزادی میں حصہ لیا۔ قید کر لئے گئے۔
مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(339) فتح خان

فتح خان روہیلہ پٹھان تھے۔ دکن ہندوستان میں 1857 کی تحریک آزادی میں شامل تھے۔ قید کر لئے گئے۔
مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(340) فرید خان

فرید خان روہیلہ پٹھان تھے۔ دکن ہندوستان میں 1857 کی تحریک آزادی میں شامل تھے۔ قید کر لئے گئے۔
مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(341) فیروز خان

فیروز خان کے والد کا نام عالم خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں شامل رہے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(342) نواب قادر علی خان

نواب قادر علی خان شاجہانپور، اودھ کے رہنے والے تھے۔ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں ایک بڑے گروہ کے ساتھ شامل ہوئے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔ لمبے عرصہ کے بعد رہا ہو کر وطن واپس ہوئے۔

(343) گلاب شاہ خان

گلاب شاہ خان روہیلہ پٹھان تھے۔ دکن ہندوستان میں 1857 کی تحریک آزادی میں شامل تھے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(344) گلزار خان

گلزار خان روہیلہ پٹھان تھے۔ دکن ہندوستان میں 1857 کی تحریک آزادی میں شامل تھے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(345) گُل انداز خان

گُل انداز خان کے والد کا نام دل بند خان تھا۔ یہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں شامل تھے۔ گرفتار کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(346) محمد خان

محمد خان کے والد کا نام غلام محمد خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی اہم کارکن تھے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(347) سید منیر خان

سید منیر خان کے والد کا نام دین محمد خان تھا۔ یہ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں نمایاں رول ادا کیا۔ گرفتار کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(348) منیر الدین

منیر الدین کے والد کا نام محمد خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں شامل تھے۔ گرفتار کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(349) موسیٰ خان

موسیٰ خان کے والد کا نام امیر خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی کے سرگرم کارکن تھے۔ گرفتار کر لئے گئے۔

مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(350) موسیٰ خان

موسیٰ خان کے والد کا نام زماں شیر خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی کا ایک حصہ رہے۔ گرفتار کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(351) مولوی کریم اللہ

مولوی کریم اللہ 1857 کی تحریک آزادی کے ایک سرگرم کارکن تھے۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(352) میاں نور خان

میاں نور خان کے والد کا نام شاہ نور خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں شامل تھے۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(353) میر باز خان

میر باز خان کے والد کا نام جان باز خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں حصہ لیا۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(354) میر عالم خان

میر عالم خان کے والد کا نام عزت شاہ خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں سرگرم کارکن رہے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیے گئے۔

(355) میر محمود خان

میر محمود خان کے والد کا نام سید محمد خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں شامل تھے۔ گرفتار کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیے گئے۔

(356) نور خان

نور خان کے والد کا نام قاسم خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں شامل تھے۔ گرفتار کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(357) نور شاہ خان

نور شاہ خان کے والد کا نام بہادر شاہ خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں نمایاں کارنامہ انجام دیا۔ گرفتار ہوئے۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(358) ولی محمد خان

ولی محمد خان کے والد کا نام فقیر محمد خان تھا۔ 1857 کی تحریک آزادی میں اہم رول ادا کیا۔ گرفتار ہوئے۔

مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیے گئے۔

(359) ہشتم خان

ہشتم خان کے والد کا نام سرور خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی تحریک آزادی میں شامل رہے۔ گرفتار کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان لائے گئے۔

(360) احمد خان

احمد خان، حبیب خان کے بیٹے تھے۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ مرہٹواڑہ کے علاقے میں 1857 کی تحریک آزادی میں سرگرم کارکن تھے۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(361) احمد شاہ خان

احمد شاہ خان کے والد کا نام فقیر محمد خان تھا۔ روہیلہ پٹھان تھے۔ 1857 کی جنگ آزادی سرگرم کارکن تھے۔ قید کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(362) اعظم خان

روہیلہ پٹھان تھے۔ اعظم خان کے والد کا نام رحیم خان تھا۔ 1857 کی جنگ آزادی میں ان کا اہم رول تھا۔ قید ہوئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

(363) اکبر علی

اکبر علی کے والد کا نام محمد روشن تھا۔ لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔ انگریزوں کی خلاف ورزی کی بنا پر گرفتار کر لئے گئے۔ مقدمہ چلا۔ کالے پانی کی سزا ہوئی۔ انڈمان بھیج دیئے گئے۔

مآخذ

"ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علما"

از مفتی انتظام اللہ شہابی

"غدر کے چند علماء"

از مفتی انتظام اللہ شہابی

"مصنفین زندان"

از محمد انیس الرحمٰن قاسمی

"الثورۃ الہندیہ۔ باغی ہندوستان"

تصنیف : علامہ فضل حق خیرآبادی

ترجمہ : محمد الشاہد خاں شروانی

"علماء ہند کا شاندار ماضی"

از مولانا غلام سید محمد میاں

"سرگذشت مجاہدین"

از مولانا غلام رسول مہر

"جنگ آزادی 1857 کے ہیرو"

از سیدہ انیس فاطمہ بریلوی

"تحریک آزادی کے مسلم مجاہدین"

از ڈاکٹر مختار احمد کلی

انقلاب کی خونیں تاریخ

از مفتی شوکت علی فہمی

دوسرا حصہ (ب)

مجاہدین آزادی (1858 سے)

(1) مجاہدین آزادی کی انڈمان میں قید کے دوران لکھی گئی عربی اور اردو کتابیں اور ترجمہ

(2) مجاہدین آزادی نے انڈمان میں تعلیم کا بیج بویا۔ 1860۔

(3) مجاہدین آزادی نے انڈمان میں میل ملاپ، بھائی چارہ اور ایکتا کا بیج بویا۔ 1861۔

(4) مجاہدین آزادی نے انڈمان میں سب سے پہلی مسجد کی بنیاد رکھی۔ 1859۔ جزیرہ روس میں۔

(5) جامع مسجد ابرڈین مجاہدین آزادی کی دین ہے۔ 1872 سے 1900 تک۔ ایک لمبا سفر۔

(6) قواعد وضوابط جامع مسجد اہل سنت و الجماعت 1926

(7) زلزلہ 1941 اور 2004

(8) نماز عیدین۔

(9) مسافر خانہ۔ 1917 شیخ مسعود متولی۔

(10) ملٹری پولیس مسجد 1892ء 1893ء۔

مجاہدین آزادی جو یہاں لائے گئے تھے۔ انہیں ہم چار حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(1) کچھ اپنی سزا کی مدت پورا کرنے کے بعد اپنے وطن واپس چلے گئے۔

(2) کچھ یہیں اس مٹی میں دفن ہوئے۔

(3) کچھ اسی جزیرہ میں شادی بیاہ کر کے بس گئے۔

(4) کچھ ایسے بھی تھے جن کی سزا پوری ہوگئی۔ مگر انہیں ہندوستان واپس جانے کی اجازت نہیں ملی۔

یہاں کے مقامی باشندے انہی مجاہدین آزادی سے جڑے ہوئے ہیں جو یہاں کے ہوگئے، یہاں بس گئے۔

انہی مجاہدین آزادی نے جنگلات کو کاٹ کر صاف کیا جہاں گاؤں بس گئے۔ جو پگڈنڈیاں انہوں نے بنائیں۔ وہ آج بڑی بڑی سڑکوں کی شکل اختیار کر چکی ہیں۔ جو جھونپڑیاں انہوں نے بنائیں وہ عمارتوں میں تبدیل ہوچکی ہیں۔ جن دلدلوں کو بھرا وہ اب میدان ہیں۔

آج کا انڈمان ان کی دین ہے۔ ہر چیز کی بنیاد انہوں نے ہی رکھی۔

(1) مجاہدین آزادی کی انڈمان میں قید کے دوران لکھی گئی عربی اور اردو میں کتابیں اور ترجمہ کی گئیں کتابیں :

(1) علامہ فضل حق خیرآبادی نے قید کے دوران انڈمان میں یہ کتابیں لکھیں:
عربی میں۔
(i) الثورہ الہندیہ۔
(ii) قصائد فتنہ الہند۔

(2) مولانا محمد جعفر تھانیسری نے سب سے پہلی آپ بیتی اردو زبان میں۔
(i) کالا پانی یا تواریخ عجیب لکھی۔
(ii) ڈپٹی کمشنر پراتھرو کی پورٹ بلیئر پر انگریزی میں لکھی ہوئی قاعدہ / ضابطہ کی کتاب کا اردو میں ترجمہ کیا۔

(3) مفتی عنایت احمد کاکوری نے انڈمان میں قید کے دوران لکھیں :
(i) علم الصیغہ۔ (عربی) صرف کی مشہور کتاب جو مدراس کے درس نظامیہ میں آج شامل ہے۔
(ii) تواریخ حبیب اللہ اور
(iii) تقویم البلدان کا ترجمہ کیا۔

(4) منشی محمد اسماعیل حسینی منیر شکوہ آبادی نے اپنے

(i) دیوان میں زیادہ تر نظمیں، غزلیات اور قصائد انڈمان میں قید کے دوران لکھیں۔ ان کے علاوہ نعتیں اور مناجاتیں کہیں۔

(ii) علامہ فضلِ حق خیر آبادی کے اصرار پر 151 اشعار کا قصیدہ حضرت امام حسین مجتبےٰ کی منقبت میں لکھا۔

(5) سید اکبر زماں اکبر آبادی کا کلام مولوی محمد علی شاہ میکش اکبر آبادی کے پاس تھا۔

(6) مولوی مظہر کریم انڈمان میں میجر جان کے کہنے پر

(i) ''فراصد الاطلاع'' کا اردو میں ترجمہ کیا۔

(2) مجاہدین آزادی نے انڈمان میں تعلیم کا بیج بویا۔ 1860

10 مارچ 1858 سے مجاہدین آزادی کو جزائر انڈمان لانے کا سلسلہ شروع ہوا۔ انڈمان انگریزوں کے قبضے میں تھا۔ مجاہدین آزادی تعلیم یافتہ تھے۔

(1) علامہ فضل حق خیر آبادی کو فتویٰ جہاد کے الزام میں 1859 میں سزا کے طور پر انڈمان لایا گیا۔

کرنل جے سی ھوگٹیین (Col. J. C. Haughtion) سپرنٹنڈنٹ سیٹلمینٹ (Settlement) اور جیل تھا۔ وہ مشرقی ادبیات میں دلچسپی رکھتا تھا۔ اس نے ہیئت افلاک ونجوم

(Astronomy & Astrology) میں فارسی میں ایک کتاب لکھی۔ اسے درست کرنے کے لئے جیلر نے ایک مولوی کو یہ کتاب دی۔ وہ علامہ فضل حق خیر آبادی کے پاس اس کتاب کو لیکر گیا۔ علامہ نے دو تین دن میں اس کتاب میں جو جو کمی تھی اُسے درست کر دیا اور حاشیہ میں تفصیل سے سمجھا کر لکھ دیا۔ جیل سپرنٹنڈنٹ نے بہت پسند کیا۔

کرنل جے سی ہوگٹیمن کو ایک سنہرا موقع مل گیا۔ فرصت کے لمحے وہ علامہ کے پاس کاپی کتاب لیکر بیٹھ جاتا۔ غرض شروع ہوا پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ بنگال کی کھاڑی کے ایک چھوٹے سے جزیرے میں، سمندر کے کنارے، گھنے جنگلات کے سائے میں۔

تاریخ شاہد ہے علامہ فضل حق خیر آبادی پہلے استاد اور جیل سپرنٹنڈنٹ پہلے طالب علم تھے۔ اور کچے بیرک قیدیوں کا اوّلین اسکول بنے۔ انڈمان کے چھوٹے سے جزیرہ رَوس میں اس طرح مجاہدین آزادی نے یہاں تعلیم کا بیج بویا۔

(2) مولانا محمد جعفر تھانیسری 1866 میں انڈمان لائے گئے۔ جزیرہ رَوس میں انہیں رکھا گیا۔ یہاں وہ انگریز افسروں اور سپاہیوں کو فارسی اور اردو پڑھایا کرتے تھے۔

ان کے علاوہ

(3) مفتی عنایت احمد کاکوری

(4) مولوی علاء الدین

(5) مولوی امیر الدین

(6) مولوی لیاقت علی

(7) منشی محمد اسمٰعیل حسین منیر شکوہ آبادی

(8) سید اکبر زماں اکبر آبادی

(9) قطب شاہ، کے نام قابل ذکر ہیں۔ جنہوں نے انڈمان میں پڑھنے پڑھانے کے سلسلے کو آگے بڑھایا۔

(3) مجاہدین آزادی نے انڈمان میں میل ملاپ، بھائی چارہ اور ایکتا کا بیج بویا۔ 1861۔

انڈمان میں ہندوستان کے ہر خطے، ہر علاقے، ہر مذہب، ہر طبقے، ہر زبان کے بولنے والے اور الگ الگ سوچ کے لوگ 1857 کی پہلی جنگ آزادی میں شامل ہونے کی پاداش میں لائے گئے۔ ان میں اپنے اپنے علاقے کے رہنما اور مذہبی پیشوا بھی تھے۔ انکی اپنی الگ ایک دنیا تھی۔ ان کی بول چال، کھان پان، پہناوے، عبادت کے طریقے ایک دوسرے سے بالکل جدا اور الگ تھے۔

غرض پورے ہندوستان کو انگریزوں نے انڈمان میں سمیٹ دیا۔ ان سب کو ایک محدود احاطے میں جزیرہ رَوس میں اور دیگر مقامات پر سمیٹ دیا گیا تھا جس کا وہ تصور بھی نہیں کرسکتے تھے۔ ایک ہی جگہ پر رہنا، قیدیوں کا ایک جیسے لباس پہننا، ایک ساتھ کھانا پینا، کام میں ایک ساتھ جانا، صبح سے شام تک ایک ساتھ محنت کرنا، ایک ساتھ سونا۔ غرض ایسے حالات میں لازمی مذہبی بندشیں کمزور پڑتی گئیں۔ اِسے انہوں نے بڑی خوبصورتی سے اس طرح ڈھالا کہ سب ایک دوسرے کے ہوکر رہ گئے۔ اپنے آپ کو ایک نئے رنگ میں رنگ لیا۔ شادیوں میں مذہب بھی آڑے نہیں آیا۔

مولانا محمد جعفر تھانیسری کو 11 جنوری 1866 میں انڈمان لایا گیا تھا۔ انہوں نے الموڑہ کی ایک غیر مسلم خاتون سے 15 اپریل 1870 کو نکاح کیا۔ مولانا احمد اللہ نے ان کا نکاح پڑھایا تھا۔

پنڈت اجودھیا رائے کو 3 جنوری 1871 کو انڈمان لایا گیا۔ انکی رہائی

1891 میں ہوئی۔ اسلام قبول کرنے کے بعد 1892 میں انہوں نے مہر علی شاہ کی بیٹی فتح بی بی سے نکاح کیا۔ اس سے تین بیٹے ہوئے۔ بیوی کی وفات کے بعد انہوں نے پنڈت جی جو اَب نظیر محمد کے نام سے جانے جانے لگے تھے دوسری شادی ملابار کی چاند بی بی سے کی۔ ان سے چھ بیٹے ہوئے۔

میرے سب سے چھوٹے بھائی عارف محمد مصطفیٰ نے اتو دیوی سے نکاح کیا۔

میرے بڑے بیٹے رومان محمد نے شیلا دیوی نائر سے نکاح کیا۔

غرض اس طرح کی شادیوں کی انڈمان اور نکوبار میں ان گنت مثالیں موجود ہیں۔ یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ کسی کو کسی سے کوئی شکایت نہیں۔ سب کچھ بڑی خوشی مل جل کر انجام پاتا ہے۔

مجاہدین آزادی نے یہاں مذہب اور فرقے کی بنیاد پر محلّے نہ بنانے کا ارادہ کیا۔ اور اس پر عمل بھی کیا۔ اگر محلّے بنتے تو لوگ بٹ جاتے۔ اپنے اپنے دائرے میں سمٹ جاتے اپنے ہی ماحول میں گھرے رہتے۔ ایک دوسرے سے، دور ہوتے جاتے۔ ساتھ ساتھ رہنے سے آپس میں ملنے سے، خرید فروخت کرنے سے، بات چیت کرنے سے، ایک دوسرے سے ملکر ایک جگہ کھانے پینے سے، ساتھ ساتھ گھومنے پھرنے سے، ایک دوسرے کے دکھ درد میں شامل ہونے سے، مل کر تہوار منانے سے، خوشی اور غم میں شامل ہونے سے ہی پیار بڑھتا ہے۔ محبت بڑھتی ہے۔ میل ملاپ سے رہنے کا سلیقہ آتا ہے۔ میل ملاپ اور بھائی چارہ کا یہی سب سے اچھا اور آسان راستہ تھا اور ہے جو یہاں رائج ہوا۔

علامہ فضل حق خیر آبادی کی آخری آرام گاہ ساؤتھ پوائنٹ کے ساحل سمندر پر ہے۔ انکے مزار پر منتیں مانی جاتی ہیں۔ مرادیں مانگنے والوں میں ہر مذہب، ہر علاقے اور ہر طبقے کے لوگ شامل ہیں۔ مراد پوری ہونے پر جو اہتمام کیا جاتا ہے اس میں رشتے دار، دوست احباب اور ہر مذہب کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ دل چھولینے والا میل ملاپ اور بھائی چارہ کا منظر علامہ فضل حق خیر آبادی کے مزار پر دیکھا جا سکتا ہے۔

(4) مجاہدین آزادی نے انڈمان میں سب سے پہلی مسجد کی بنیاد رکھی۔

جزیرہ رَوس میں 1859

مجاہدین آزادی کو جب ہندوستان سے انڈمان لایا گیا پہلی جنگ آزادی 1857 کے بعد چاٹم (Chhatam) جزیرے میں اور پھر فوراً انہیں جزیرہ رَوس میں لایا گیا۔ یہاں انکے لئے کوئی بھی انتظام نہیں تھا۔ صرف اور صرف گھنے جنگلات تھے۔ یہاں انہوں نے کیسی کیسی مصیبتیں اٹھائی ہوں گی انہیں الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ یہ سب ایمان والے تھے۔ اللہ والے تھے۔ ہر حال میں اللہ کے شکر گزار بندے تھے۔ انہوں نے کچھ تھوڑی سی جگہ کو صاف کر کے جھونپڑیاں بنائے اپنے رہنے کے لئے۔ اُن کے ساتھ آئے ہوئے ذمہ دار انگریز افسران زیادہ تر جہاز پر ہی رہتے تھے جو تھوڑی دوری پر لنگر انداز ہوا کرتا تھا۔

ان حالات کا اندازہ سرکاری ریکارڈ دیکھنے سے ہی ہوتا ہے۔ سپرنٹنڈنٹ قیام بستی۔ جیمس والکر (James Walker) نے 19 اکتوبر 1858 کو ایک مال بردار جہاز پلوٹو ٹاریاری (Ploto Taryare) کو رنگون روانہ کیا تاکہ برما سے بانس اور جھونپڑیوں کی چھت کے لئے گھاس پھوس لائے جائیں۔ اس دوران مجاہدین آزادی نے اپنی عبادت کے لئے انہی جھونپڑیوں کے قریب ایک مقام چن لیا نماز ادا کرنے کے لئے۔ جہاں وہ اپنی سہولت کے مطابق نماز ادا کرتے تھے۔ جزائر انڈمان کے اس چھوٹے سے جزیرہ رَوس میں یہ پہلی عبادت گاہ بنی جہاں پہلی مرتبہ جب اللہُ اکبر کی صدائیں بلند ہوئی ہوں گی۔ چاہے وہ کسی کمزور بزرگ کی کانپتی لرزتی آواز میں ہی کیوں نہ ہوں پورے جزیرہ روس میں وجد سا چھا گیا ہوگا۔ زمین کی گردش چند لمحوں کے لئے رُک سی گئی ہوگی!۔

دیکھنے والی آنکھوں نے دیکھا ہوگا جب درختوں نے سنا ہوگا اللہ بڑا ہے۔ اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔ تب سارے درخت تعظیم میں جھک گئے ہونگے۔ پرندے چہچہانے لگے ہوں گے۔ سمندر کی موجوں میں جوش سا بھر گیا ہوگا۔

جب اللہ کے اِن نیک بندوں کی پیشانیاں اللہ کی بارگاہ میں پتھریلے فرش سے چھوئی ہوں گی تب زمین کا وہ گوشہ اپنے کو سب سے خوش نصیب سمجھ کر اِترا رہا ہوگا۔

اور جب اللہ کی بارگاہ میں اُن برگزیدہ بندوں نے اپنے لرزتے ہوئے ہاتھوں کو بلند کیا ہوگا۔ اور آنسوؤں کے درمیان اللہ سے کچھ مانگنے کی ہمت جٹا رہے ہوں گے تب ربّ العالمین کو ان پر ترس آیا ہوگا۔ اس کی رحمت کو جوش آیا ہوگا۔ اور نہ جانے کیا کیا نعمتیں انکے لئے انکے مانگنے سے پہلے لکھی گئی ہوں گی۔ ان کے دامنوں کو آخرت کی کن کن نعمتوں سے مالا مال کر دیا گیا ہوگا۔ انکے کتنے رتبے بلند کر دیئے گئے ہونگے۔

مجاہدین آزادی کے لانے کا سلسلہ بڑھتا گیا۔

نماز کی اس چھوٹی سی کچی جھونپڑی کو کچھ اور بڑا کیا گیا۔ تمام بندشوں کے باوجود نماز کا اہتمام ہوتا رہا۔

جزیرہ رَوس کی آبادی بڑی تیزی سے بڑھ رہی تھی۔

قیدیوں کو دوسری آبادی سے الگ کر دیا گیا۔ مجاہدین آزادی کی بنائی ہوئی اوّل عبادت گاہ ان سے چھوٹ گئی۔ اس کی دیکھ بھال کا ذمہ آنے والی آبادی کے مسلمانوں نے لے لیا۔ کچی جھونپڑی پکی بنا دی گئی۔ ملٹری پولیس سرکاری ملازمین اور دکانداروں نے مصلّی کی جگہ لے لی۔

10 جنوری 1926 صبح 9 بجے جامع مسجد ابرڈین کمیٹی نے مسلم ہال میں یہ فیصلہ لیا کہ انہیں اطلاع ملی ہے کہ جزیرہ رَوس میں جو مسجد ہے اس میں مرمت کی سخت ضرورت ہے۔ اس لئے فوج کے کمانڈنگ افسر سے کسی اسٹنٹ انجنیئر سے مرمت کرانے کی درخواست کی جائے۔ اور جو خرچ آئے اس کا بل جامع مسجد ابرڈین کمیٹی کو بھیج دیں ادا

کرنے کے لئے۔ بعد میں کمانڈنگ افسر کی اجازت سے پوری مسجد کی مرمت اور روغن وغیرہ کی ذمہ داری جامع مسجد ابرڈین کمیٹی نے ایس ڈی او (S.D.O) شیخ مسعود کے ذمہ دی جو سابق ٹرسٹی جامع مسجد ابرڈین بھی تھے۔ اس ذمہ داری کو شیخ مسعود انجنیئر نے بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا اور نیک کام کو تکمیل تک پہنچایا۔

ایک طویل عرصے تک جزیرہ رَوس انڈمان اور نکوبار کا انگریزوں کے دور حکومت میں صدر مقام رہا۔ اور اب ؎

کھنڈر میں بیٹھ کر اک بار دیکھو
گئے وقتوں کے پتھر بولتے ہیں

(5) جامع مسجد، ابرڈین بھی۔

مجاہدین آزادی کی دین (1872 سے 1900 تک)

مولانا محمد جعفر تھانیسری 11 جنوری 1866 کو انڈمان لائے گئے۔ وہ تعلیم یافتہ تھے۔ جزیرہ رَوس میں نائب میر منشی مقرر کیا گیا۔ جون 1872 کو جنوبی پورٹ بلیئر ابرڈین میں ان کا تبادلہ کر دیا گیا میر منشی کے عہدے پر۔ اُن کے پرانے آقا اور شاگرد میجر پرتھرو ڈپٹی کمشنر تھے۔

مولانا کو ابرڈین میں ڈپٹی کمشنر نے مکان بنانے کے لئے زمین دی۔ انہوں نے ایک کشادہ لکڑی کا مکان 1872 کے ختم ہوتے ہوتے بنوا لیا۔

مجاہدین آزادی اور دوسرے مجرموں کو انڈمان لانے کا سلسلہ بڑھتا ہی گیا۔

ابرڈین میں اجتماعی نماز ادا کرنے کے لئے کوئی مقام نہیں تھا۔ مولانا کو فکر ہوا۔ جزیرہ روس میں ایک چھوٹی سی مسجد بن گئی تھی۔ مولانا نے اپنے مکان پر ابرڈین کے مسلمانوں کو ایک دعوت میں جمع کیا تا کہ دعائے برکت کی جاسکے۔ نماز کے لئے مشورہ بھی ہوا۔ طے پایا کہ مولانا کا مکان کافی بڑا ہے۔ آبادی کے مرکز میں ہے۔ اس لئے یہاں نماز ادا کرنے کا انتظام کرنا مناسب رہے گا۔

مولانا محمد جعفر تھانیسری اس فیصلہ سے بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے اپنا آدھا مکان مسجد کے طور پر استعمال کرنے کی اجازت دے دی۔ یہاں پانچوں وقت کی نمازیں ادا ہونے لگیں۔ جمعہ کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا اور دینی تعلیم بھی۔ ابرڈین میں یہ پہلی مسجد بنی۔ اور انڈمان کی دوسری۔ مولانا اسی مکان میں لگ بھگ 11 سال رہے۔

1872 سے 1883 تک۔ آخر مولانا کی رہائی کا فرمان آگیا۔ ہندوستان واپسی سے پہلے وہ اپنا پورا مکان مسجد کے لئے وقف کرنا چاہتے تھے۔ مگر اپنی موجودگی میں نہ کرا پائے۔ روانگی کے بعد مقامی مسلمانوں کو کافی جدوجہد کے بعد کئی شرطوں کے ساتھ پورے مکان کو مسجد بنانے کی اجازت مل گئی۔ ساتھ ایک دینی مدرسہ کے۔

مولانا محمد جعفر تھانیسری کی روانگی انڈمان سے 9 نومبر 1883 کو تھی۔ جمعہ کا دن تھا۔ انہوں نے دن کی دعوت رکھی۔ مولوی لیاقت علی نے جمعہ کی نماز ساتھ ادا کی اور دعوت میں دوسرے کئی مجاہدین آزادی کے ساتھ شرکت فرمائی۔

مولانا حکیم عبدالکریم انبالہ کے رہنے والے تھے۔ پہلی جنگ آزادی میں شامل ہونے کی وجہ سے انڈمان بھیجے گئے۔ مولانا محمد جعفر کے ساتھ یہاں انڈمان لائے گئے تھے۔ مولانا محمد جعفر نے مولانا حکیم عبدالکریم کو اپنے مکان کی مسجد میں امامت کی ذمہ داری سونپی تھی۔ جسے وہ بڑی خوش اسلوبی سے انجام دے رہے تھے۔

ابرڈین میں مسلمانوں کی تعداد بڑھ رہی تھی۔ نماز کے لئے مولانا کا مکان چھوٹا پڑنے لگا۔ تب پورٹ بلیئر کے مسلمانوں نے 1885 میں جامع مسجد ابرڈین کی بنیاد رکھی۔ اُسی جگہ پر جہاں سے پہلے دن نماز کا آغاز کیا گیا تھا۔

آج جس مقام پر عالی شان جامع مسجد موجود ہے یہی وہ جگہ ہے جہاں مولانا محمد جعفر کا مکان تھا جسے انہوں نے مسجد کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اس مسجد کے پہلے پیش امام بھی مجاہدِ آزادی تھے۔ مولانا حکیم عبدالکریم اور دونوں وہابی تحریک میں انڈمان لائے گئے تھے۔

— کیا کبھی ہم انہیں یاد کرتے ہیں؟
— کیا کبھی ہمارے ہاتھ ان کے لئے دعاؤں کے لئے اٹھتے ہیں؟
— کیا کبھی ہم اپنے اس فعل سے شرمندگی محسوس کی ہے؟

ابتدا میں مسجد کا لائسنس چار متولیوں کے نام دیا گیا جنہیں سرکار نے منظور کیا تھا۔ یہ چاروں حضرات مجاہدین آزادی تھے۔

(1) مولوی سید علاؤ الدین۔ (2) محمد جان۔ (3) محمد یار خان۔ (4) سید اکبر زماں اکبر آبادی۔

(1) مولوی سید علاؤ الدین، سید حافظ الٰہی کے بیٹے تھے۔ حیدر آباد موجودہ تلنگانہ کے ساکن تھے۔ انڈمان میں 22 جنوری 1860 میں لائے گئے۔ قید کی مدت ختم ہونے پر بھی واپسی کی اجازت نہیں ملی۔ 1891 میں انڈمان میں سپردِ خاک کیا گیا۔

(2) محمد جان، ہدایت علی کے بیٹے تھے۔ پیشاور کے رہنے والے تھے۔ 13 اپریل 1858 کو انڈمان کی سزا سنائی گئی۔ 14 سال کے لئے۔

(3) محمد یار خان، بدایوں کے رہنے والے تھے۔

(4) سید اکبر زماں اکبر آبادی، سید امیر زماں کے بیٹے تھے۔ اگرہ کے رہنے والے تھے۔

انڈمان میں مسلمانوں کی تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کو دیکھ کر 1900 میں پہلی مسجد مسمار کی گئی۔ ڈاکٹر مرزا علی نے نئی بنیاد رکھی۔ 1913 میں نئی مسجد بن کر تیار ہوگئی۔

مسجد ابرڈین کی مختصر تاریخ کچھ اس طرح ہے۔
(1) 1872 سے 1883۔ مولانا محمد جعفر کے مکان میں نماز کا سلسلہ شروع ہوا اور اس نے مسجد کی شکل اختیار کی۔

(2) 1883 سے 1885۔ مکان کی جگہ چھوٹی سی مسجد بنائی گئی۔

(3) 1885 سے 1900۔ پرانی مسجد کو شہید کر کے نئی مسجد کی بنیاد رکھی۔ جب سے آج تک ضرورت کے مطابق توسیع ہو رہی ہے۔

1913 میں مسجد کے انتظامات کے اختیارات متولیوں کے ہاتھ سے لیکر خود مسجد کے نام پر پٹہ دیا گیا۔ اور مسجد کی مجلسِ انتظامات کے ذمہ دیا گیا۔
یہ جامع مسجد اہل سنت و الجماعت کے نام سے موسوم ہے۔

(6) قواعد و ضوابط۔ جامع مسجد اہل سنت و الجماعت۔ 1926

(1) جس کے قواعد و ضوابط 1926 میں سابق سکریٹری عبدالسبحان بن نظیر محمد نے بنائے۔

(2) ترمیم شدہ ضمنی قواعد (Bye - laws) 1969 میں سابق سکریٹری عبدالغفور بن نظیر محمد نے بنایا۔

(کیا اچھا ہوتا اگر جامع مسجد ابرڈین کا نام مسجد مجاہدین آزادی ہوتا؟)

جامع مسجد ابرڈین کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی ذمہ داری منشی وزیر علی، منشی سبحان علی اور مستری عبدالکریم نے خوش اسلوبی سے انجام دی۔

20,000 ہزار اینٹیں سرکار کی طرف سے پہلی قسط کے طور پر مفت دی گئیں۔ مزدوروں کے ساتھ۔

Lt. Col. M.V. Douglas چیف کمشنر (1913-1920) تھے۔

اگلے صفحات میں جامع مسجد اہل سنت و الجماعت، پورٹ بلیئر کے اصل قواعد و ضوابط عکسی صورت میں پیش کئے جا رہے ہیں۔ دیگر متعلقات کے عکس بھی شامل اشاعت ہیں۔

اللہ اکبر

قواعد وضوابط

جامع مسجد اہل سنّت والجماعت

پورٹ بلیر

سنہ ۱۳۶۰ھ

قیمت ۲/

قواعد وضوابط

جامع مسجد اہل سُنّت و الجماعت پورٹبلیر

مختصر تاریخ

۱۸۸۵ء میں پورٹ بلیر کے فری مسلمانوں نے جامع مسجد پورٹ بلیر کی بنیاد رکھی جس کی لاگت بمع مسافر خانہ وغیرہ تقریبًا ایک لاکھ روپیہ ہوگی۔ اِبتدا میں مسجد کا لائسنس چار متوّیان مولوی سید علاؤ الدین حیدر صاحب۔ محمد جان صاحب۔ محمدّ یار صاحب اور اکبر زمان صاحب کے نام سرکار سے منظور ہوا تھا یہ صاحبان وقتاً فوقتاً تبدیل کئے جاتے تھے اور مسجد کے اِنتظام میں پورے اختیارات رکھتے تھے۔ ۱۹۰۰ء میں پُرانی مسجد مسمار کی گئی اور ڈاکٹر مرزا علی صاحب نے ایک نئی بنیاد رکھی۔ مگر

اُن کی یہاں سے فوری روانگی پر موجودہ مسجد کی بنا منشی وزیر علی
صاحب۔ منشی سُبحان علی صاحب۔ حاجی حسین علی صاحب اور
اور مستری عبدالکریم کے ہاتھوں رکھی گئی۔ یہ صاحبان اس مسجد کے
جملہ اُمور پورے اختیارات کے ساتھ ۱۹۱۲ء تک انجام دیتے
رہے اور مسجد کی عمارت کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ ۱۹۱۲ء میں
ایک نئی ساخت کے بموجب انتظام کا کام ایک صدر اور
دس ممبروں کی سپردگی میں دیا گیا اور ہر سال اس عملہ کا
انتخاب فری مسلمانوں کی مرضی پر چھوڑا گیا۔ مسجد کا قبضہ
متولّیوں کے نام سے ہٹا لیا گیا اور خود مسجد کے نام پر پٹّہ دیا گیا
نیا انتظام تا حال زیرِ عمل ہے اور مندرجہ ذیل آئین پر
کاربند ہے۔

(۱) یہ جامع مسجد اہل سنت والجماعت کے نام سے موسوم ہے
(۲) حقِ ممبری۔ بلا امتیاز یہ حق تمام فری مسلمانوں کے لئے
کُھلا ہے۔ ممبروں کو حقِ رائے دہندگی حاصل ہے اور وہ کارکن
مجلس کے رُکن انتخاب کئے جا سکتے ہیں۔

۳- مُدّعا- مطمحِ نظر یہ ہے کہ تمام فرقِ مسلمانوں کو عبادت کی آسانیاں مُہیّا کی جائیں۔

۴- کارکن کمیٹی- مسجد کی مجلسِ انتظامیہ میں گیارہ حضرات ممبر ہونگے یعنی ایک صدر کمیٹی- ایک نائب صدر- ایک سکریٹری اور آٹھ ممبران۔

۵- ہر سال کثرتِ رائے کے مطابق ممبر انتخاب ہونگے صدر اور ممبران جو اس طرح منتخب ہونگے ایک دفتری سال کے زمانے کو پورا کرینگے اور دوسرے بار انتخاب کئے جانے کے مستحق ہونگے۔

۶- مجلسِ عوام کی منظوری کے بغیر مسجد کی ضروریات کیلئے کارکن کمیٹی کو ایک ۱۰۰ سو روپیہ اور سکریٹری کو پانچ روپیہ تک خرچ کرنے کا اختیار ہوگا۔

۷- کم سے کم تین ماہ میں ایک مرتبہ کارکُن کمیٹی اجلاس کریگی تاکہ حساب وکتاب معائنہ کرے اور مسجد کی بندوبست کے متعلق ضروری اُمور بجالائے۔

رائے برابر ہونے کی صورت میں صدر کی رائے فیصلہ کن ہوگی۔

۱۲۔ مسجد کے ہر ممبر کے لئے عام اجازت نہے کہ کارکن کمیٹی کے اجلاس میں حاضر ہو مگر امرِ زیرِ بحث پر صدر کی اجازت کے بغیر وہ کلام نہیں کر سکتا۔

۱۳۔ صدر کے اختیارات۔ صدر کو اختیار ہوگا کہ :۔

(ا) کارکن کمیٹی یا مجلسِ عوام کے اجلاس کو کسی وقت بُلانے کے لئے سکریٹری کو ہدایت کرے۔

(ب) کمیٹی کے کسی ممبر کو صدر۔ نائب صدر۔ سکریٹری یا کارکن کمیٹی کے ممبروں میں سے کسی کے فرائض کو بکلی یا جزئی طور پر انجام دینے کے لئے مقرر کرے۔ جبکہ ایسے کارکن کسی وجہ سے اپنے فرائض کی انجام دہی سے معذور ہوں

۱۴۔ ضرورت کو دیکھ کر یا صدر کے حکم سے یا کارکن کمیٹی کے دو ممبروں کی لکھی ہوئی درخواست پر سکریٹری کارکن مجلس کا اجلاس بُلا سکتا ہے۔ کم سے کم پچیس ممبروں کی درخواست پر مجلس عوام بُلایا جا سکتا ہے۔

۸- کارکن کمیٹی کا فیصلہ عام مسلمانوں کے حق میں قطعی حکم ہوگا۔ مگر اکثریت کے غیر تشفی بخش سمجھنے کی صورت میں وہ مجلس عوام میں آخری فیصلہ کے لئے پیش ہوگا۔

۹- اِجلاس۔ کمیٹی کے اجلاس میں صدر میر مجلس ہوگا۔ اُنکی عدم موجودگی میں نائب صدر۔ دونوں صاحبان کی غیر حاضری کی صورت میں حاضرین ممبران اپنے میں سے کسی صاحب کو صدر بنا کر مجلس کی کارروائی کو عمل میں لائینگے۔ کارکن کمیٹی کے اجلاس میں سات ممبروں کی موجودگی کارروائی کی دُرستگی کے لئے اشد ضروری ہوگا۔ مجلس عوام کی دُرستگی پچاس مسلمانوں کی موجودگی کے بغیر ناجائز ہوگی۔

۱۰- سکریٹری کے لئے لازمی ہے کہ کارکن کمیٹی کے اِجلاس کے لئے تین دن پیشتر اور مجلس عام کے لئے ایک ہفتہ پیشتر نوٹس جاری کرے۔ جس پر امور فیصلہ طلب ضرور مندرج ہوں۔

۱۱- اِجلاس میں جملہ امور کثرت رائے سے فیصلہ ہونگے۔

۱۵- مجلسِ عوام- عام طور پر مجلسِ عوام سال میں دو مرتبہ ۳۱- مارچ اور ۳۰- ستمبر کے لگ بھگ منعقد کی جائے گی۔

(ا)- حساب کتاب کا خلاصہ اور ترقی کی رپورٹ اِن مجالس میں پیش کی جائے گی۔

(ب) مسجد کی بہبودی کے لئے کوئی خاص تجویز کرنے والے ممبر اپنی تجویزیں لکھ کر قیامِ مجلس سے پانچ دن پیشتر سکریٹری کے پاس بھیج سکتے ہیں۔

۱۶- کارکن کمیٹی کے ممبروں کے فرائض- کمیٹی کے ہر ممبر کا فرض ہوگا کہ:-

(ا)- چندہ دینے والے ممبروں کی تعداد میں اضافہ کریں۔

(ب)- کمیٹی کے زیرِ غور معاملات پر ممبروں کے خیالات کا پتہ لگاتے رہیں اور بوقتِ اجلاس اُن کا اظہار کریں۔

۱۷- سکریٹری کے فرائض- سکریٹری کے فرائض میں سے ہوگا کہ:-

(ا)- چندہ دہندگان کی صحیح فہرست برقرار رکھے اور نیز اُن کی قوم

کی جو واجب الوصول ہیں۔

(ب)۔ ممبروں کے خطوط وصول کرے اور مسجد کی فلاح و بہبودی کے سلسلہ میں تمام ضروری امور سے صدر کو مطلع کرے اور تمام خط وکتابت انجام دے۔

(ج)۔ کسی اہم امر میں اگر ضروری ہو تو ممبروں کے خیالات معلوم کرے۔

(د)۔ بر وقت نئے کمیٹی کے سالانہ انتخاب کا انتظام کرے۔

(ہ)۔ کمیٹی کی کارروائی کو قلمبند کرے اور اس کے ہدایات پر عمل پیرا ہو۔

(و) تاریخ حال تک مسجد کے آئین کو درست رکھے اور مثلیں (رسیدیں۔ خط وکتابت کے نقول) نقدی لین دین کی کتاب۔ کتاب کارروائی مجلس۔ کتاب مال و اسباب۔ کتاب کرایہ۔ کتاب چندہ۔ کتاب خزانہ اور دیگر حساب وکتاب کے متعلق چھوٹے موٹے رجسٹر بھی برقرار رکھے۔

(ز) - ممبروں سے باقاعدہ چندہ وصول کرے۔ اگر کوئی فوری خرچ ہاتھ میں نہیں ہے تو پچاس روپے سے زاید رقم ہر ماہ کے پہلے ہفتہ میں خزانہ ڈاک خانہ میں داخل کرے۔

(ح) کمیٹی کے آنے والے اجلاس میں حساب آمد و خرچ چھان بین اور پڑتال کے لئے پیش کرے۔

(ط) کرایہ کے تمام کمروں کی نگرانی (سکریٹری) کے ہاتھ میں ہوگی اور سوچ سمجھ کر اُن کرایہ داروں کو دے گا جو ظاہرا اچھے چال چلن رکھتے ہوں۔ اگر کوئی ممبر یہ خیال کرے کہ کوئی کرایہ دار قابلِ اعتراض ہے تو اُسے چاہیئے کہ فیصلہ کے لئے کارکن کمیٹی کو لکھ کر رپورٹ دے۔

۸ا- مسجد کا عملہ- ایک پیشِ امام، تنخواہ (۳۰-۵-۵۰) اور دو پہرے دار - ایک قبرستان اور ایک مسجد کے لئے ہونگے - یہ پہرے دار وہ تمام کام کریں گے جو کہ

قبرستان اور مسجد کے احاطوں کی عمدہ رکھوالی سے تعلق رکھتی ہوگی۔ نائب صدر قبرستان کے پہرے والے کے کام کی نگرانی رکھے گا۔ دونوں پہرے داروں کو سرکار بہادر تنخواہ دیتی ہے اور یہ تنخواہ دار قیدی ہیں۔

۱۹۔ پیشِ امام کے فرائض۔ تمام مذہبی فرائض کی ادائیگی کے علاوہ وہ ہر صبح دو گھنٹے بچوں کو عربی کی تعلیم دے گا اور ہر ماہ کے درمیان میں کم سے کم ایک مرتبہ اتوار کو دو بجے مجلسِ وعظ قائم کرے گا۔ کارکن کمیٹی کے ممبر باری باری مجلسِ وعظ کے موقع پر لوگوں کی خاطر تواضع کرینگے۔ ممبروں میں سے ایک شخص بہ حیثیت انسپکٹر عربی تعلیم کی ترقی کو معائنہ کرنے کے لئے مقرر ہوگا۔

۲۰۔ مسجد کی جائداد غیر منقولہ یہ ہیں۔

(ا) چاروں طرف باغیچہ بموجب مال افسر صاحب کے عطا کردہ پٹہ کے۔

(ب) مُسلم ہال۔ (یہ زیادہ تر نکوبار کے لوگوں کے جمع کردہ

رُوپے سے قائم کیا گیا ہے۔ پیش امام کے لئے
ایک کمرہ کے سوائے مسلم ہال کے اوپر کی منزل
بطور مسافر خانہ کے استعمال ہوگی۔ نیچے کی منزل
کرایہ پر دی جائے گی۔ سوائے ایک کمرہ کے
جس میں مسجد کا پہرہ دار اور اسباب رہے گا)
احاطے کے اندر ایک علٰحدہ پیشاب خانہ اور ایک
غسل خانہ ہے۔

(ج) مسلمانوں کا قبرستان پُرانا اور نیا مع ایک چھوٹے
مکان کے۔

(د) محفوظ روپیہ۔ اچانک ضرورت کے لئے ہمیشہ
ایک ہزار روپیہ نقد محفوظ رکھا رہے گا۔ اگر دوسری
ضروریات پر اِس روپے میں سے کچھ لینا پڑے
تو لیا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ جلد از جلد یہ محفوظ رقم
پوری کر دی جائے۔

۱۲۔ مسافر۔ مسافروں کو بلا قیمت بستر ا۔ برتن۔ روشنی۔

پانی اور تمام ممکن آسانیاں بہم پہنچائی جائینگی۔ ایسا کہ انہیں گھر کی طرح آرام رہے۔ جہازوں کی عدم روانگی کی صورت میں اُن کے ٹھیرنے کی کوئی میعاد مقرر نہ ہوگی۔ پیش اِمام کے پاس ایک رجسٹر ہوگا جس میں اُن کا نام اور دوسری ضروری باتیں درج رہیں گی۔

۲۲۔ سُود۔ خزانے میں رکھے ہوئے روپے پر سرکار کا دیا ہوا سُود مسافرخانہ میں اسباب (قیمت رفتہ رفتہ کم کرنے والا مال) پر خرچ کیا جائے گا۔

۲۳۔ پیش امام کی چھٹی۔ گورنمنٹ نوکروں کے بنیادی قواعد کے بموجب ہی چھٹی کے سوال کا فیصلہ کیا جائے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ پیش امام کارکن کمیٹی کے ساتھ یہ عہدنامہ کریں کہ وہ دس سال تک ضرور مسجد کی خدمت کرینگے۔

۲۴۔ اِن آئین کا چھاپنا۔ اِن آئین کی دو سو نقلیں۔ ۱۰۰۔ انگریزی میں۔ ۱۰۰۔ اُردو میں۔ چھوٹی کتاب کی شکل میں

چھاپی جائیں گی۔ اور ممبروں میں تقسیم کی جائیں گی۔ ان قواعد کے بنانے یا ترمیم کرنے کے اختیارات صرف مجلس عوام کے ہاتھ میں ہے۔ چھپائی کا خرچ سود سے دیا جائیگا۔

از

عبد السبحان

سابق سکریٹری

مورخہ ۲۹۔ نومبر
سنہ ۱۹۲۶ عیسوی
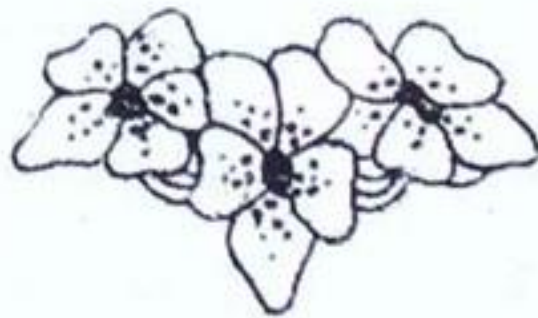
باہتمام ایس۔ ایم حسن ستارۂ ہند پریس لمیٹڈ نمبر ۲ بنیا پوکھر لین کلکتہ میں چھپا

ستارۂ ہند پریس لمیٹڈ کلکتہ کی مطبوعہ کتابیں

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
زیورِ زیب النساء	۵ر	اسلامی تعلیم اوّل	۰۱ر	اُردو آموز حصّہ دوم	۵ر
مفتاحُ الجنۃ •	۵ر	اسلامی تعلیم دُوم	۲ر	پارۂ عم کلاں	۱ر
راہِ نجات	۰۱ر	اسلامی تعلیم حصہ سوم	۳ر	پارۂ عم خرد	۰۱ر
ہدایۃ الاسلام	۰۳ر	اسلامی تعلیم حصہ چہارم	۴ر	مولود دلپذیر	۰۲ر
خطبۂ علی	۰۲ر	اُردو آموز حصّہ اوّل	۳ر	مولود طیش	۴ر

طریق النجات - تقریباً اٹھارہ سو

صحاح وستہ کی مستند حدیثوں کا عام فہم اُردو ترجمہ ہماری روزمرّہ زندگی میں جس قدر مسائل کی ضرورت ہوتی ہے وہ سب اس میں درج ہیں قیمت مکمل چار حصوں کی عار - مجلد چرمی ہاف عہ ر - متفرق جلدوں کیلئے - جلد اول ۱۰ر دوم ۸ر سوم ۹ر چہارم عمر

توشیحُ التہذیب - از مولانا عبدالرحمٰن

صاحب بقا غازی پوری - اس سے بہتر اُردو میں آج تک تہذیب کی شرح کسی اور نے نہیں لکھی ہے - اس مرتبہ کچھ ترمیم اور تنسیخ کے بعد اعلیٰ درجہ کے کاغذ اور بہترین لکھائی چھپائی کیساتھ تیار کی گئی ہے - قیمت عہ ر

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
مولود سعیدی	۲ر	حساب آموز	۲ر	پارۂ عم مع قواعد ضروریہ	۱ر
اُردو کی جدید پہلی کتاب	۲ر	فارسی آموز جدید	۲ر	نخخانہ بدر	ہے ر
دینیات کی پہلی کتاب	۲ر	اصول صحت اوّل	۵ر	تواریخی قصّے	۷ر
دینیات کی دوسری کتاب	۲ر	اصول صحت دُوم	۹ر	بچوں کا جغرافیہ	۸ر
منتخبُ الحکایات	۴ر	اُردو کا جدید قاعدہ		کلام مجید مختلف قسم اور سائز	

ملنے کا پتہ :- ستارۂ ہند پریس لمیٹڈ نمبر ۲۵ بنیاپوکھر لین کلکتہ

شرائط لائیسنس

دفعہ ۱۔ [illegible]

[illegible]

دفعہ ۲۔ [illegible]

اور اگر حسب شرائط مندرجہ دفعہ ۶۔ قانون جزائر انڈمان و نکوبار ۱۸۷۶ء کے چیف کمشنر صاحب بہادر منتقل کیا جانا اراضی کا منظور فرماویں تو لیسنسدار
بر وقت کیے جانے رجسٹری انتقال کے در رجسٹر داخل خارج فیصدی پانچ روپیہ اوپر کسی تعداد کے جو لیسنسدار نے بوجہ اس انتقال کے اوس شخص سے وصول کیا ہو کہ جس کے
نام سے اوس نے اپنا استحقاق قبضہ اوپر اراضی کے خارج کرایا ہو سرکار کو دیوے۔

دفعہ ۳۔ اہل لیسنس اراضی مندرجہ لیسنس پر مکان اوس انداز اور طرح کا بناوے کہ جو چیف کمشنر صاحب بہادر یا دیگر افسر کہ جسکو صاحب موصوف نے اختیار
بخشا ہو تجویز کریں جسقدر تعداد زر کہ جو بنسبت طیاری مکان کے صرف میں آوینگے وہ تعداد روپیہ سے زیادہ نہو گی۔

[illegible]

دفعہ ۵۔ [illegible]
تجویز فرماویں۔

العبد لیسنسدار

مسجد کے سامنے کی زمین 9 فٹ اونچی اور پیچھے کی طرف 10 فٹ نیچی ہے
جامع مسجد ابرڈین کی تعمیر میں اہم رول وزیر علی ساکن ابرڈین بستی کا تھا جنکے والد قید کر کے یہاں لائے گئے تھے۔ وزیر علی کی دوسری بیگم دہلی کی تھی۔ جو یہاں 'دہلی والی' کے نام سے مشہور تھی۔ انہوں نے مسجد کا نقشہ دہلی سے بنا کر منگوایا تھا۔ جو افغان تعمیر کہا جاسکتا ہے۔ مسجد کی تعمیر کے لئے جتنا چندہ جمع کیا گیا تھا اتنی ہی رقم سرکار کی طرف سے بھی دی گئی۔ مزدور بلا اجرت ملے۔ یہ سب مسلمان قیدی تھے۔ پوری مسجد اینٹوں کی بنی ہوئی ہے۔ یہ اینٹیں ڈنڈس پوائنٹ (Dandns Point) میں بنائی گئی تھیں۔ آج سے ایک سو سولہ سال پہلے بھی یہاں ماہر راج مستری قیدی تھے۔ انہوں نے اینٹیں اس خوبصورتی سے تراشیں جو گنبد میں استعمال کی گئیں۔ مسجد میں تین گنبد ہیں۔ جو اندر سے خالی ہیں۔ ان میں لوہے کا استعمال بالکل نہیں کیا گیا۔ دیکھ کر ایسا لگتا ہے جیسے کسی نے گھڑے کو اُلٹ کر رکھ دیا ہو۔ 1900 میں بنی ہوئی مسجد کی چوڑائی 75 فیٹ، لمبائی 106 فیٹ اور اونچائی 66 فیٹ ہے۔ جو اب بھی برقرار ہے۔

تین گنبدوں میں درمیانہ گنبد نسبتاً بڑا ہے۔ اسکی گولائی 56 فیٹ اور اونچائی 34 فیٹ ہے۔ 8 مینار ہے۔ سب سے اونچا مینار 27 فٹ ہے۔ امام کے مصلی اور منبر پر پتھر جن میں خوبصورت پھول بنے ہوئے ہیں خاص طور سے رنگون سے منگائے گئے تھے۔

7-(الف) زلزلہ 1941

26 جون 1941 کو جزائر انڈمان ونکوبار میں زبردست زلزلہ آیا جس سے مسجد کے دو میناروں کو نقصان پہنچا اور کئی جگہ دراڑیں پڑ گئیں۔ اس زلزلہ کی پیمائش 8.1 (Magnitude) تھی۔ شیخ مسعود (S.D.O) ایس ڈی اوٗ چودہری عبدالکریم اور مستری رحمت حسین کو زلزلہ میں مسجد کو جو نقصان ہوا اُس کی مرمت کی ذمہ داری دی گئی۔ مسجد کو

چاروں طرف سے لوہے کی چھوڑی پٹی سے کسا گیا۔ دیواروں کو لوہے کے چھڑوں سے۔ یہ کام اس قدر اچھے ڈھنگ سے کیا گیا کہ بغیر راڈ کے بنی ہوئی عمارت میں مضبوطی پیدا ہوگئی۔

1900 میں جب جامع مسجد کا تیسری مرتبہ تعمیر کا کام شروع ہوا تب بیت الخلا مسجد سے کافی نیچے بنایا گیا تاکہ اُس زمانہ کے حساب سے کسی قسم کی بدبو مسجد میں نہ آسکے۔ اِسے شیخ مسعود ٹرسٹی اور سابق نائب صدر کی رائے اور نگرانی میں بنایا گیا۔

60 سال کے لمبے عرصے میں لوہے کی پلیٹوں اور سلاخوں میں زنگ نے اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا تھا۔ انکو بدلنا ضروری ہوگیا تھا۔ معائنہ اور مشورے کے بعد طے پایا کہ اسکی ذمہ داری یمین محمد مرتضٰی بن عبدالغفور سپرنٹنڈنٹ انجنیئر کے ذمہ دی جائے۔ یمین محمد مرتضٰی شیخ مسعود متولی کے ناتی ہیں۔ 2001 میں سلاخوں اور پلیٹوں کو بدلنے کا کام شروع کیا گیا۔ یمین محمد مرتضٰی کی زیر نگرانی پورے کام کو بہت خوش اسلوبی سے انجام تک پہنچایا گیا۔

اگلے دو عکسی صفحات سے 1941 کے زلزلہ کے اثرات کی کیفیت اور انتسار کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ حال

تمام مسلمانوں کو بذریعہ اِس پرچے کے مطلع کیا جاتا ہے کہ 26 رجون 1941ء کے زلزلہ کے صدمہ سے جامع مسجد ایبرڈین کو کسی قدر نقصان ہوگیا ہے۔ دو منار گر گئے ہیں۔ چھت پھٹ گئی ہے۔ اور دیواریں جگہ جگہ سے شگافتہ ہوگئی ہیں۔ پھر بھی خدا کے فضل سے مسجد کھڑی ہے۔ انجنیر صاحبان نے بعد معائنہ یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ مسجد کو آئندہ کسی ایسے حادثہ سے بچانے کے لئے لوہے کی سلاخوں سے جکڑنا ضروری ہوگا۔ اگر جنگ سے پیشتر یہی کام کرنا ہوتا۔ تو ایک ہزار روپے میں سر انجام پا جاتا۔ مگر اب لوہے کی قیمت دو ڈھائی گنا چڑھ گئی ہے۔ اس وقت تخمینہ ڈھائی ہزار روپے کا ہے۔ مسلمانوں کو یہ یاد دلانا کافی ہے کہ مسجد میں روپیہ لگانا بہترین نیکیوں میں سے ہے۔ مرنے کے بعد بھی یہ نیکی جاری رہتی ہے۔ جب تک مسجد قائم رہتی ہے۔ اس پر پیسہ لگانے والے کے اعمالنامے میں نیکیاں درج ہوتی رہتی ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کا فرض اوّلین ہے کہ اس پرچے کو گھر گھر سنائیں اور یہ بھی بتائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے نمونۂ قیامت دکھلایا۔ پھر بھی محض اپنے فضل سے ہم لوگوں کی اور بال بچوں کی جان و مال کو محفوظ رکھا۔ ایسی شکرانہ میں ہر مسلمان مرد۔ عورت۔ بچے۔ بوڑھے کی طرف سے حسب توفیق کچھ نہ کچھ خانۂ خدا میں آنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ بڑا بے نیاز ہے۔ یہ آزمائشیں ہوتی ہیں۔ اور انسان کو نیکی کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ مبارک ہیں وہ جو اس کار خیر میں شرکت کریں۔ مسجد کے زلزلہ امدادی فنڈ کے لئے رقوم سکریٹری مسجد کمیٹی کو بھیجی جاویں۔ اور باقاعدہ رسید حاصل کی جائیں۔

خادم المسلمین

اکبر علی

صدر۔ مسجد کمیٹی۔ ایبرڈین

پورٹ بلیر

مورخہ 5 رجولائی 1941ء

(7) زلزلہ 2004

جزائر انڈمان و نکوبار کا خطہ -Earth Quake Zone -V میں آتا ہے جو بے حد خطرناک ہے۔ یہاں زلزلہ کی وسعت Richter Scale-3 کا تو روزانہ ہوتا ہے۔ جسکا ریکارڈ بھی نہیں رکھا جاتا اور نہ ہی کسی کا دھیان اس طرف جاتا ہے۔ لوگ عادی ہوگئے ہیں۔

1941 کے بعد 2004 میں یعنی 63 سال بعد 26 دسمبر 2004 کے بہت ہی زبردست اور خطرناک زلزلہ سے یہاں کے لوگوں کو دو چار ہونا پڑا جسکی وسعت Richter Scale 9 کے قریب تھی۔ صبح صبح کوئی 6 بجکر 29 منٹ پر خطرناک جھٹکے لگے جو دیکھتے ہی دیکھتے سنامی کی شکل اختیار کر گئے۔ زبردست زلزلہ نے جامع مسجد ابرڈین کو بھی متاثر کیا۔ 6 مینار گر پڑے۔ جگہ جگہ مسجد کے اندر دراڑیں پڑ گئیں۔

2001 کی مرمت اور دیکھ بھال کی بنا پر 2004 کے زلزلے میں مسجد میں نقصان بہت کم ہوا۔ اللہ نے حفاظت کی۔

(8) نماز عیدین

جنگ آزادی 1857 میں انگریزوں کے خلاف مسلمانوں نے سب سے اہم رول ادا کیا تھا جس کی بنا پر مسلمانوں کو سب سے زیادہ مصیبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ انگریزوں نے مسلمانوں کے خلاف ظلم و ستم ڈھانے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ مگر اس کے برخلاف انڈمان میں انگریزوں کا برتاؤ بالکل الگ تھا۔ مسلمانوں کو ہر طرح کی سہولتیں دی گئیں۔ انڈمان اور نکوبار کے مینول (Manual) 1898 کو بدلا گیا تاکہ مسلمان سرکاری ملازم ابرڈین مسجد میں اپنی خدمت بغیر کسی اجرت کے کر سکے۔ پڑھے لکھے مسلمان قیدی بلا اجرت کے مسجد، قبرستان اور بچوں کی دینی تعلیم وغیرہ کے لئے دیئے جاتے اور حکومت کی طرف سے 10 روپے ماہوار ادا کئے جاتے تھے۔

جب انڈمان میں مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی اور کسی مسجد میں ایک ساتھ عید کی نماز ادا کرنا مشکل ہوگیا تب مسلمانوں نے حکومت سے جم خانہ میدان میں عیدین کی نماز ادا کرنے کی اجازت مانگی جو چیف کمشنر نے دے دی۔ یہ سلسلہ انگریزوں کے دور حکومت میں سالوں سال تک چلتا رہا۔ جاپانیوں نے بھی اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی۔ جو قیدی جیل میں بند ہوتے تھے ان کے لئے ابرڈین مسجد سے ایک امام عید کی نماز پڑھانے کے لئے جیل کے اندر بھیجا جاتا تھا، جیل سپرنٹنڈنٹ کے بلانے پر۔ مسلمان قیدیوں کے ساتھ غیر مسلم قیدی بھی جیل کے اندر ابرڈین مسجد کے لئے چندہ دیا کرتے تھے جیل سپرنٹنڈنٹ کی معرفت جس کی باقاعدہ رسید بھی بھیجی جاتی تھی۔

(9) مسافر خانہ

ابتدا میں انڈمان ونکوبار کی تجارت اور آمدورفت برما، رنگون اور مانڈلے سے ہوتی تھی۔ جو جہاز اور چھوٹے بوٹ مدراس، کلکتہ، برما سے پورٹ بلیئر اور نِکوبار کے بیچ چلتے تھے ان میں سے زیادہ تر تاجروں کے پورٹ بلیئر میں رہنے کے لئے کوئی انتظام نہیں تھا۔ نِکوبار کے لوگوں کو بھی اس صورت حال سے دو چار ہونا پڑتا تھا۔ تب یہ طے پایا کہ پورٹ بلیئر میں ایک مسافر خانہ بنایا جائے۔ اس کام کی ذمہ داری جامع مسجد کی مجلسِ انتظامیہ نے 1917 میں شیخ مسعود ٹرسٹی (متولی) کو سونپی جسے انہوں نے بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا۔

مسافر خانہ کے لئے جامع مسجد ابرڈین کے بغل میں مین روڈ پر ایک مقام کی نشان دہی کی گئی۔ لاگت 100 سال پہلے -/500 روپے لگائی گئی۔ رقم جمع ہوئی۔ ایک منزلہ 40 فیٹ چوڑی، 60 فیٹ لمبی بلڈنگ تعمیر کی گئی۔ مسافر خانہ کے ساتھ پیش امام جامع مسجد کی رہائش گاہ بھی اس میں شامل تھی۔ جیسا کہ 1926 کے قواعد وضوابط میں دیا گیا ہے۔ کچھ اور تفصیل بھی ہے جس کا سرکاری ریکارڈ اگلے صفحات میں عکسی پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ دستاویزات اس باب کا مسلسل ہیں۔

(10) ملٹری پولیس مسجد، سپلائی لائین (پولیس لائین)

مارچ 1858 سے یہاں انڈمان میں ملٹری پولیس کے آنے کا سلسلہ شروع ہوا تاکہ برٹش آفیسروں کی مجاہدین آزادی اور قبائلی باشندوں سے حفاظت کی جاسکے۔

مجاہدین آزادی کی تعداد بڑھتی گئی۔ جزیرہ روس میں سب کو رکھنا مشکل ہو رہا تھا۔ اس لئے موجودہ سپلائی لائین کی جگہ کو ملٹری پولیس کے رکھنے کے لئے چنا گیا جو ملٹری پولیس لائین کہلایا۔ جنگلات صاف کر کے بیرک بنائے گئے۔ ضرورت اور سہولت کی تمام چیزیں مہیا کی گئیں جو ملٹری پولیس کے افسران اور سپاہیوں کو درکار تھیں۔ ایک بہت وسیع علاقہ پولیس لائن کے دائرے میں لایا گیا۔

ملٹری پولیس میں ہر مذہب کے لوگ شامل تھے۔ شروع شروع میں جب انکی تعداد کم تھی وہ اپنی عبادت اپنے اپنے طریقے سے اپنے بیرکوں میں ادا کرتے تھے۔ جب تعداد بڑھنے لگی تب انہوں نے 29 جون 1878 کو اپنے کمانڈنگ آفیسر سے یہ درخواست کی کہ انہیں عبادت کے لئے جگہ دی جائے۔ اس بات کا فیصلہ ہونے میں **14** سال کا لمبا عرصہ لگ گیا۔

چیف کمشنر کرنل ہوس فورڈ (Col. Hors Ford) (1892-94) کے زمانے میں عبادت گاہیں بنانے کا کام شروع ہوا۔ ملٹری پولیس لائین کے سامنے ایک بڑی زمین کا چناؤ کیا گیا جس میں مسجد، ٹھاکر باڑی (مندر) اور گرودوارہ بنائے گئے۔ تینوں عبادت گاہیں ایک ہی دیوار سے گھری ہوئی تھیں۔

پولیس مسجد کے تمام اخراجات سرکار اٹھاتی تھی۔ یہاں تک کہ مسجد کے اطراف میں باغیچے کے لئے مالی تک رکھا گیا تھا۔

(11) جم خانہ میدان۔ موجودہ نیتاجی اسٹیڈیم۔ مجاہدین آزادی کی دین

انگریز ہر وقت اسی سوچ میں رہتے تھے کہ مجاہدین آزادی کو کیسے مشکل سے مشکل کاموں میں الجھا کر رکھا جائے تاکہ انہیں آرام کرنے کی مہلت تک نہ مل سکے۔

جہاں نیتاجی اسٹیڈیم ہے یہ پورا علاقہ کھاڑی اور دلدل تھا۔ چیف کمشنر ٹیمل نے اس دلدل کو بھرنے کا بیڑا اٹھایا اور اس اذیت ناک کام کے لئے مجاہدین آزادی کو جھونک دیا۔

یہ دلدل والا علاقہ تین طرف سے گھنے جنگلات والی پہاڑیوں سے گھرا ہوا تھا۔ پہلے گھنے جنگل کو کاٹ کر صاف کرایا گیا۔ پھر اونچے اونچے پہاڑیوں کو کاٹ کر۔ مٹی ٹوکری میں بھر کر۔ دلدل بھرنے کا کام شروع ہوا۔

120 سال پہلے اس کام کو انجام دینے پر مجاہدین آزادی کو کن کن مشکلات کا، دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ہوگا۔ یہ وہی عزت دار، پڑھے لکھے، اڈھیڑ عمر کے، بیمار اور کمزور مجاہدین آزادی بتا سکتے ہیں۔ کسی قلم میں اتنی صلاحیت ہے کہ وہ اُس منظر کو، اس لمحے کو کاغذ کے ٹکڑے میں سمیٹ سکیں۔

یہ جم خانہ میدان جو آج نیتاجی اسٹیڈیم کہلاتا ہے۔ مجاہدین آزادی کی دین ہے۔

مجاہدین آزادی کے کن کن احسانات کا ذکر کیا جائے۔ انڈمان میں سب کچھ انہیں کا بویا ہوا ہے۔ انہیں کا کیا ہوا ہے۔

(12) سیلولر جیل (نیشنل میموریل)

جس جگہ یہ جیل بنایا گیا پہلے اس مقام کو جنگلات سے صاف کیا گیا۔ بعد میں پہاڑی کو کاٹا گیا۔ یہ مجاہدین کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔

ساحل سمندر پر جس پہاڑی سلسلہ کو مجاہدین آزادی نے جنگلات سے صاف کیا اور مٹی کاٹ کر برابر کیا۔ اس مقام کو جیل بنانے کے لئے چُنا گیا۔

جیل بنانے کا کام 1896 میں شروع ہوکر 1906 میں مکمل ہوا۔ جیل کے سات ونگز Wings تھے۔ یہ تین منزلہ مظبوط عمارت تھی۔ جو سب طرف سے اونچی چار دیواری سے گھری ہوئی تھی۔ ایک پورا شہر تھا۔ ہر چیزیں اندر موجود تھیں۔ جیسے قلعوں میں ہوتا تھا۔ ہر قیدی کے لئے ایک کمرہ۔ کل 698 کمرے تھے۔

صف اول کے قومی سیاسی قیدیوں نے اپنی موجودگی سے اس جیل کی اتنی عزت بڑھا دی کہ 11 فروری 1979 کو اِسے نیشنل میموریل کا درجہ دیا گیا۔

سامنے دو منزلہ عمارت ہے جس میں انتظامیہ عملہ کے دفتر، میوزیم، لائبریری وغیرہ موجود ہیں۔ جیل کا اپنا ہسپتال، پھانسی گھر، باورچی خانہ، کنواں، چھلکا کوٹنے اور کولھو سے تیل نکالنے کا حصہ۔ غرض ہر وہ چیز موجود تھی جس کی ضرورت ایک جیل میں پڑتی تھی۔

ہمارے سیاسی رہنما سیلولر جیل کو تیرتھ استھان کہتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ یہاں نہ آنے والے کی زندگی ادھوری ہے۔

سیلولر جیل کے بنیاد کی زمین تیار کرنا مجاہدین آزادی کی ہی دین ہے۔

تیسرا حصہ

ایک مختصر تعارف

جزائر انڈمان و نکوبار کا ذکر بہت سے لوگوں کے علاوہ عرب تاجروں کے 850ء اور 871ء کے سفرناموں میں بھی ملتا ہے۔ ان میں ابو زید حسن اور سلیمان کے نام قابل ذکر ہیں۔

اِن جزائر میں ابتدا ہی سے قبائیلوں، آدی واسیوں کا بسیرا تھا۔ موٹے طور پر انہیں دو گروپ میں تقسیم کیا گیا۔

1- پہلے گروپ میں وہ ہیں جو انڈمان میں رہتے ہیں اور نِگ رائٹ (Negritos) کہلاتے ہیں۔

2- دوسرا گروپ نکوبار میں رہنے والوں کا ہے جنہیں منگولائٹ (Mongoloids) کہتے ہیں۔

ان دو بڑے گروپوں کے کئی چھوٹے چھوٹے گروپ ہیں۔ قبائیلوں کو یہ بالکل پسند نہیں تھا۔ گوارہ نہیں تھا کہ اُن کے اِن جزائر میں باہر سے کوئی آئے۔ باہر سے آنے والوں کو یہ بالکل پسند نہیں کرتے تھے۔ نہ ہی کسی کو اپنے یہاں آنے دیتے تھے۔ اپنی طاقت کے مطابق انہوں نے اُن سے مقابلہ کیا۔

سالوں سال تک وہ اپنی کوششوں میں کامیاب رہے۔

جزائر انڈمان اور نکوبار کے قبائلی

(1) انڈمان

انڈمان میں جو قبائلی یا آدی باسی بسے ہوئے ہیں وہ کہاں سے آئے یہ کہنا مشکل ہے۔ ان آدی باسیوں کو چار الگ الگ درجوں میں بانٹا گیا ہے۔

(i) گریٹ انڈمانیز (Great Andamanese)

(ii) جارواز (Jarawas)

(iii) اونگیز (Onges)

(iv) سنتھی نلیز (Sentinelese)

یہ نیگریٹو قبائلی (Negrito tribes) ایشیا اور افریقہ کے نیگریٹو سے بالکل جدا ہیں۔

(i) گریٹ انڈمانیز کو اسٹریٹ جزیرہ (Strait Island) میں بسایا گیا ہے جو پورٹ بلیئر کے شمال مشرق میں 126 کیلومیٹر کی دوری پر ہے۔

(ii) جراواز کو اے ٹی آر (Andaman Trunk Road) کے ساتھ 30 مربع میل میں جسے جراواز Reserves' Forest علاقہ کہا جاتا ہے، بسایا گیا ہے۔

(iii) اونگیز کو چھوٹا انڈمان کے ڈیوگونگ کریک (Creek) میں بسایا گیا جو پورٹ بلئیر سے 100 کیلو میٹر جنوب میں واقع ہے۔

(iv) سنتھی نلیز نارتھ سنتھی نل آئلینڈ میں بسے ہیں۔ یہ پورٹ بلیر کے جنوب مغرب میں 47 کیلومیٹر کی دوری پر ہے۔

(2) نکوبار

نکوبار میں جو قبائلی یا آدی باسی ہیں انہیں دو گروپ میں بانٹا گیا ہے۔

(i) نکوباریز (Nicobarese)

(ii) شوم پین (Shompens)

(i) نکوباریز: پورے نکوبار ضلع کے صرف 7 گاؤں جو گریٹ نکوبار کے مشرقی ساحل پر واقع ہیں کو چھوڑ کر باقی سب شیڈول ٹرائب ریزرو ایریا (Scheduled Tribe Reserve Area) ہیں۔

یہ مانا جاتا ہے کہ نکوباریوں کا تعلق جنوب مشرقی ایشیا سے ہے۔ یہ منگولین نسل سے ہیں۔

(ii) شوم پین: یہ گریٹ نکوبار جزیرے میں بسے ہوئے ہیں۔ انکا تعلق سماترا کے مغربی ساحلی علاقہ سے ہے۔

مختصر تاریخ جزائر انڈمان ونکوبار

لفٹننٹ بلیئر (Lt. Blair) نے انڈمان میں سب سے پہلے باہر کے لوگوں کو لاکر اکتوبر 1789 میں بسانے کا سلسلہ شروع کیا۔ جزیرہ چاٹم (Chatham Island) میں جس کا نام پورٹ کارنوالس رکھا جو اَب پورٹ بلیئر کہلاتا ہے۔ یہ قبائلی علاقہ میں باہر کے لوگوں کا پہلا قدم تھا۔

30 دسمبر 1792 کو شمالی انڈمان میں لفٹننٹ بلیئر نے نئی جگہ چُن لی باہر کے لوگوں کو بسانے کے لئے۔ پورٹ کارنوالس سے الگ۔

5 مارچ 1793 کو کپتان کائڈ نے بستی بسانے کی ذمہ داری سنبھالی۔ لیکن حالات ناسازگار ہونے کی بنا پر مئی 1796 کو شمال مشرقی پورٹ کو خیرباد کہنا پڑا۔

انڈمان 60 سال تک باہر کے لوگوں سے خالی رہا۔ آخر 15 جنوری 1858 کو یہ طے پایا کہ انڈمان میں سزا یافتہ قیدیوں کو بسایا جائے۔

10 مارچ 1858 کو ڈاکٹر جے پی والکر (Dr. J.P. Walker) کی قیادت میں 1857 کے 200 مجاہدین آزادی کا پہلا گروپ انڈمان پہنچا۔

10 مارچ 1858 کا دن انڈمان کی تاریخ میں سب سے اہم دن ہے۔ اُس دن سے انڈمان کو دوبارہ بسانے کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔ 1857 کی پہلی جنگ آزادی کے مجاہدین آزادی انڈمان لائے گئے اور یہ سلسلہ کافی عرصہ تک جاری رہا۔

پورٹ بلیئر میں (1858 سے 1942) تک تعینات سپرنٹنڈنٹوں اور چیف کمشنروں کی فہرست

(1) ایچ ایس مان 1858 میں پہلے سپرنٹنڈنٹ تھے۔

(2) ڈاکٹر والکر نے 1858-1859 میں ذمہ داری سنبھالی۔

(3) کیپٹن ہوگٹن (Captain Haughton) 1859-1862

(4) آر ایل ٹیٹلر 1862-1864

(5) لیفٹننٹ کرنل فورڈ 1864-1868

(6) کرنل ایچ مان 1868-1871

1871 سے انڈمان اور نکوبار میں تعینات چیف کمشنر

(7) میجر ڈی ایم اسٹیورٹ 1871-1875

(8) میجر جنرل سی اے بارویل (Major C.A. Barwell) 1875-1879

(9) کرنل ٹی کیڈل (Col. T. Cadel) 1879-1892

(10) کرنل این ایچ ہورس فورڈ 1892-1894

(11) کرنل رچرڈ سی ٹمپل 1894-1903

(12) ایف ای ٹیوسن (F.E. Tuson) 1903-1904

(13) ڈبلو آر ایچ مَرک 1904-1906

(14) کرنل اے برووننگ 1906-1913

(15) کرنل ایم ڈبلو ڈگلس 1913-1920

(16) کرنل ایچ سی بیڈن 1920-1923

(17) کرنل ایم ایل فرار (Col. M.L. Ferrar) 1923-1931

(18) جے ڈبلو اسمتھ (J.W. Smyth) 1931-1935

(19) ڈبلو اے کونس گریو (W.A. Congsgrave) 1935-1938

(20) سی ای واٹر فال 1938-1942

مجاہدین آزادی کے بعد
لوگ جو سلسلہ وار انڈمان لائے گئے

(1) منی پوری 1891

1891 میں انگریزوں کے خلاف منی پور میں بغاوت پھوٹ پڑی جسے انگریزوں نے بڑی سختی سے دبا دیا۔ کئی لوگوں کو بڑی بے دردی سے مار ڈالا گیا۔ کچھ انڈمان بھیج دئے گئے۔ ان میں سے صرف 4 نام ملتے ہیں۔

(2) برمیز 1907

برما سے انگریزوں نے برمیز قیدیوں کو انڈمان میں جنگل صاف کرنے کے لئے 1907 سے لانا شروع کیا۔ انہیں تراوردی (Tarawardy Rebellion) بغاوت کے تحت انڈمان لایا گیا تھا۔

(3) کرین (Karens) 1923

انگریز سرکار کے ایک ایجنٹ بشیر احمد نے 1923 میں مایا بندر کے آس پاس کے جنگلات کو صاف کرانے کے لئے رنگون سے کرین لوگوں کو لانے کا سلسلہ شروع کیا۔

(4) موپلاز 1922

کرنل ایچ سی بیڈن (Col. H.C. Beadon) چیف کمشنر کے دور میں 1922 میں مدراس جیل سے 1400 کے قریب موپلاز کو انڈمان لایا گیا۔ 1932 میں موپلاز کو یہ اجازت مل گئی کہ وہ اپنے بال بچوں کو انڈمان بلا کر اپنے ساتھ رکھ سکتے ہیں۔ تو یہ سلسلہ شروع ہوا اور انکی تعداد بڑھتی گئی۔ یہ ملابار علاقے سے لائے گئے تھے جو سب مسلمان تھے۔

1927 میں مدراس گورنمنٹ نے انڈمان میں موپلاز کے لئے مساجد اور مدرسے بنانے کے لئے دس ہزار روپے کی منظوری دی۔ اس کے مطابق درج ذیل مساجد بنائی گئیں:

ایک مسجد منار گھاٹ میں (Mannarghat)

ایک مسجد کنا پورم میں (Kanappuram)

ایک مسجد مسلم بستی میں (Muslim Basti)

ایک مسجد ہربرٹ آباد میں (Herbertabad)

ایک مسجد کالی کٹ میں (Calicut)

دو مساجد حشمت آباد میں (Hashmatabad)

ایک مسجد مان پور میں (Manpur)

ایک مسجد نیو نیا شہر میں (New Naiashahr)

1931 میں موپلاز کی تعداد انڈمان میں 1885 تھی۔

(5) بھانٹوس 1926

انہیں عام طور سے بھاتو کہتے ہیں۔ انہیں 1925 میں متحدہ صوبوں (United Provinces) سے لایا گیا۔ 1931 میں ان کی کل تعداد 285 تھی۔ انہیں فرارگنج تحصیل اور کیڈل گنج (Caddlegunj) میں بسایا گیا۔

(6) رمپا (Rumpa) کسان 1924

رمپا کسانوں کی بغاوت کا دائرہ گوداوری اور وشاکھاپٹنم ضلع میں تھا جنہیں انگریزوں نے بڑی بے دردی سے کچل دیا۔ زیادہ تر کو سزائے موت دی۔ کچھ انڈمان بھیج دیئے گئے۔ 1924 میں۔ ریکارڈ میں 8 نام ملتے ہیں۔

(7) وہابی

1847 کے بعد سے وہابی تحریک انگریزوں کے خلاف بڑے زور و شور سے شروع ہوئی۔ 1863 میں انگریزوں نے اس تحریک کو بڑی سختی سے دبانے کی کوشش کی۔ اہم رہنما کو پھانسی پر لٹکا دیا پھر کچھ کو کالا پانی کی سزا دی۔ ان میں مولوی احمد اللہ کا نام سرفہرست ہے۔ سلسلہ وار 1870 میں مالدہ کا مقدمہ اور راج محل کا مقدمہ۔ 1872 میں پٹنہ کا مقدمہ وغیرہ شامل ہیں۔

(8) بنگالی پناہ گزیں 1949

14 مارچ 1949 کو بنگالی پناہ گزینوں کا پہلا دستہ 132 ریفیوجی خاندان جس میں کل 495 افراد شامل تھے کلکتہ سے ایس ایس مہاراجہ بحری جہاز میں انڈمان کے لئے روانہ ہوا۔ جو 17 مارچ 1949 کو پورٹ بلیئر پہنچا۔ اور یہ سلسلہ ایک لمبے عرصے تک چلتا رہا۔

31 دسمبر 1960 تک 2400 خاندان جن میں کل 9500 افراد شامل تھے انڈمان لائے گئے۔

جزائر انڈمان ونکوبار کی کل آبادی 1951 میں 30971 تھی۔ جو 2001 میں 314084 ہوگئی۔

چوتھا حصہ

جزائر انڈمان ونکوبار میں جاپانیوں کا قبضہ

23 مارچ 1942 سے 6 اکتوبر 1945 تک

انگریزوں کے دور حکومت میں انڈمان میں انگریزی فوج کی صرف ایک کمپنی تھی۔ جسے جنوری 1942 میں ہٹا کر گورکھا بٹالین لائی گئی۔

یکم مارچ 1942 کو جنرل واول (Geveral Wavell) کے حکم پر گورکھا بٹالین کو بھی انڈمان سے ہٹا لیا گیا۔ وہاں کی آبادی کو جاپانیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر انگریز اپنے تمام دفاتر، افسران اور ان کے اہل و عیال کو جزیرہ روس سے خالی کراکر ابرڈین لے آئے۔ تمام انگریز انڈمان کو چھوڑ کر جانے لگے۔

13 مارچ 1942 کو آخری جہاز چاٹم سے روانہ ہوا۔

23 مارچ 1942 کو جاپانی افواج نے انڈمان ونکوبار پر قبضہ کرلیا۔ جو انگریز افسران یہاں تھے انہیں قید کرلیا گیا۔

(1) میجر اے جے بیرڈ (A.J. Byrd)

5 مئی 1942 کو جاپانی فوجیوں نے انگریز افسر میجر اے جے بیرڈ کو جو چیف کمشنر کا پرسنل سکریٹری تھا۔ براؤننگ کلب گراؤنڈ میں سبھوں کی موجودگی میں بڑے وحشیانہ طریقے سے سر قلم کیا۔

ایک سال کا عرصہ جاپانی دورِ حکومت کا سکون کا تھا۔

کارنکوبار میں جاپانیوں نے مکمل طور پر اپنا قبضہ 2 اگست 1942 کو کیا۔

(2) ڈگناباد

30 مارچ 1943 کو جاپانی فوجی دستہ نے 7 پڑھے لکھے افراد کو ڈگناباد میں گولی کا نشانہ بنایا۔

(3) برہان الدین

6 اپریل 1944 کو جاپانی فوجیوں نے برہان الدین نامی ایک کلرک کا بڑی بے رحمی سے قتل کیا۔

(4) جزیرہ ھیولاک

14 اگست 1945 کی رات لگ بھگ 500 افراد کو تین کشتیوں میں سوار کرا کے ابرڈین جٹی سے جزیرہ ھیولاک کے قریب لے جاکر سمندر میں پھینک دیا گیا۔ ان میں سے زیادہ تر کی موت واقع ہوئی۔

(5) ہمفرے گنج (Homfray Gunj)

30 جنوری 1944 کو 44 افراد کو ہمفرے گنج کے گھنے سنسان جنگل میں ایل اکار کے لمبے گڑھے میں کھڑا کر کے جاپانی فوجیوں نے اپنی گولیوں کا نشانہ بنایا۔ اس مقام کا ایک دردناک واقعہ کچھ یوں ہے :

جزائر انڈمان اور نکوبار 23 مارچ 1942 سے 6 اکتوبر 1945 تک جاپانیوں کے قبضے میں رہا۔ پھر شروع ہوا جاپانی فوجی حکومت کے ظلم وستم کا دور۔ یہاں کی چھوٹی سی آبادی کو تکلیف، پریشانی، خوف و دہشت نے اپنے گھیرے میں لے لیا۔

جاپانیوں نے اپنے قبضے کے دو سال 7 مہینے بعد بھی اپنے ظلم وستم اور دل دہلا دینے کا سلسلہ جاری رکھا جس کی یادیں دلوں اور دماغوں کو ہمیشہ جھنجھوڑتی رہیں گی۔

فوجیوں نے بہت سارے بے قصوروں اور معصوموں کو انگریزوں کے جاسوس بتا کر اپنے شکنجہ میں لینا شروع کیا۔ اور جیل کی کوٹھریاں بھرتی چلی گئیں۔

وہ منظر کیسا ہوگا؟۔ عبدالجلیل کی بپتا

22 اکتوبر 1943 کی بات ہے۔ گورنمنٹ ہائی اسکول میں چھٹی تھی۔ اسکول پتھر گڈا فنکس بے (Phoenix Bay) میں تھا۔ موجودہ تامل سنگم کے پاس عبدالجلیل اِس اسکول میں ٹیچر تھے۔ وہ نظیر محمد عرف پنڈت اَجودھیا رائے کے آٹھویں بیٹے تھے۔ ان کی پیدائش 31 جنوری 1909 میں رَوس آئی لینڈ میں ہوئی تھی۔ ٹیچرس ٹریننگ رنگون، برما میں ہوئی۔ 4 اگست 1933 میں ان کی شادی رنگون میں کلثوم بی بی سے ہوئی۔ ان سے ایک بیٹی زرینہ ہوئی۔

پتھر گڈا اسکول کے کواٹر میں اس وقت وہ اکیلے تھے۔ انکی دوسری بیوی گھر پر

نہیں تھی۔ کواٹر زور سے کھٹ کھٹانے کی آواز ہوئی۔ انہوں نے دروازہ کھولا۔ چار سپاہیوں کو سامنے کھڑا پایا۔ اس سے پہلے کہ وہ معلوم کرتے، تم ہی عبدالجلیل ہو گھمنڈ اور غرور میں ڈوبے ہوئے ایک سپاہی نے کڑک کر کہا ''ہاں!......'' بس اتنا ہی سنا تھا کہ دوسرے سپاہی نے بڑھ کر کلائی میں ہتھکڑی ڈال دی۔ کہا ''چلو......'' نہ کپڑے بدلنے دیئے اور نہ ہی گھر بند کرنے کی مہلت۔ سب کچھ جیسا تھا ویسا ہی چھوڑنا پڑا۔

لنگی میں ہی پیدل، ننگے پاؤں بازار سے لے جا رہے تھے۔ عزت دار لوگوں کو ذلیل کرنے میں جاپانیوں کو مزا آتا تھا۔ انکی والدہ چاند بی بی کا مکان بازار میں تھا۔ جہاں انہوں نے بچپن اور جوانی کے دن گزارے تھے۔

کسی نے آکر کہا ''دادی! جلیل بڑے ابا کو پولیس پکڑ کر لے جا رہی ہے''۔ اماں یہ سن کر کانپ گئی۔ کانوں پر یقین نہ آرہا تھا۔ بدحواسی میں جھپٹ کر باہر برآمدے میں آئی۔ آپ اپنے دیکھنے پر یقین نہ آرہا تھا۔ آگے بڑھتے ہوئے بیٹے نے مڑ کر گھر کی طرف دیکھا۔

اماں کو بدحواس کھڑا پایا۔ اسکی اور اپنی مجبوری، بے کسی اور لاچاری کو وہ سمجھ رہا تھا۔ آخر ماں نظروں سے اوجھل ہوگئی۔ وہ اُداس اور ناامید ہوگیا۔ جب رشتے داروں کو علم ہوا ہوگا تب وہ سہمے سہمے آئے ہونگے۔ تسلی دینے کے لئے۔ امید دلانے کے لئے۔ اُس عمر رسیدہ ماں کو کیا تسلی دی جاسکی ہوگی جسکا 34 سالہ نوجوان پڑھا لکھا بیٹا ہتھکڑیوں میں جکڑ کر اس کی نظروں کے سامنے سے لے جایا گیا۔

جیل تک کا راستہ ختم نہ ہو پا رہا تھا۔ اس کا دماغ شرمندگی، بے بسی اور غصہ سے پھٹ رہا تھا۔ کپڑے پسینے سے شرابور ہوگئے تھے۔ جیل آخر آگیا۔ اس کی تنگ و تاریک کوٹھری میں پہنچ کر ہی اس نے سکون محسوس کیا۔ ایک کونے میں تنہا اس کا ذہن گھر میں بھٹک رہا تھا۔ کب صبح ہوگئی پتہ ہی نہ چلا۔

پڑھے لکھے نوجوان کے لئے جاپانیوں نے اپنے ذہن میں گھنونے منصوبے بُن رکھے تھے۔ کوٹھری کے سامنے بوٹوں کی آوازوں نے اسکے خیالات کا سلسلہ توڑا۔ دروازہ کھولا گیا۔ سنتری کے ساتھ آنے والے سپاہیوں نے بڑھ کر سختی سے اس کے بازوؤں کو جکڑ

لیا۔ وہ اچانک اس طرح کے برتاؤ کے لئے اپنے آپ کو تیار نہیں کر پایا تھا۔ اُسے دوسرے کمرے میں لے جایا گیا۔ کمرے کے کنارے ایک میز پر تین جاپانی افسر بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک کونے میں اُسے کھڑا کر دیا گیا۔ الزام بتائے گئے۔ وہ الزام لگائے گئے جو اس نے کئے ہی نہیں تھے۔ وہ خاموش کھڑا رہا۔ پھر بھی ہمت سمیٹ کر اس نے انکار کے لئے سر کو ناں میں ہلایا۔ زبان سے آہستہ سے آواز نکلی ''نہیں، میں نے ایسا کچھ نہیں کیا''۔

کمرہ میں موجود جاپانیوں کی بھنویں تن گئیں۔ پیشانیوں پر شکنیں پڑ گئیں۔ بس پھر کیا تھا۔ مظالم کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوگیا۔

100 دن میں برداشت کی سب حد ختم ہوگئیں تھیں۔ اسے مجبور کر دیا گیا۔ بے بس کر دیا گیا۔

سیلولر جیل کے اندر عدالت سجائی گئی۔

بغیر جرم کے قید کر کے کال کوٹھری میں بھیجنے والے جاپانی اذیتیں دینے والے وہ خود۔ الزام لگانے والے بھی وہی، وکیل بھی، گواہ بھی اور جج کی کرسی پر بھی وہی۔ تب فیصلہ کیا ہوا ہوگا۔ کیا یہ کہنے کی ضرورت ہے۔ ایسی ہی عدالت کو دیکھ کر شاید انصاف کی دیوی نے اپنی آنکھوں پہ کالی پٹی باندھ رکھی ہو۔

اس لمحہ کے بارے میں سوچئے۔ تصور کریں۔ جب اس مجرم کو سزا اُس گناہ کی، اس غلطی کی سنائی گئی ہوگی جو اس نے کی ہی نہیں تب اس نے اپنے آپ کو کتنا مجبور، کتنا بے بس، کتنا اکیلا اور کتنا کمزور محسوس کیا ہوگا۔ اور اس لمحہ اُسے اپنے مالک سے، اپنے خالق سے بھی شکایت ہوئی ہوگی۔ فیصلہ سننے کے بعد وہ کوٹھری تک بھی جانے کی ہمت نہ جٹا پایا ہوگا۔

کوٹھری کے ایک کونے میں اندھیرے میں، تنہائی میں اس نے اپنے آپ کو سمیٹ لیا ہوگا۔ ہمت جٹا کر، خیالات کو سمیٹ کر، بند آنکھوں میں سب واقعات ایک کے بعد دوسرا، دھندلے، دھندلے سے گزرنے لگے ہوں گے۔

29 جنوری 1944 کی شام دو سپاہیوں نے ابرڈین بازار میں چاند بی بی کے مکان کے دروازے کو اپنے بوٹوں کی ٹھوکروں سے ہلایا۔ وہ اندر فرش پر لیٹی ہوئی تھی۔ کھٹ

کھٹانے کا نیا انداز سنکر اس نے سوچا کون ہوگا اس وقت؟۔ سہمے سہمے اس نے دروازہ کھولا۔ آنے والوں کو دیکھکر چہرہ پیلا پڑ گیا۔ وہ خاموش کھڑی رہی۔

''حکم ہوا ہے۔ ایک سپاہی نے کہنا شروع کیا۔ کل تم صبح جیل میں اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اپنے بیٹے سے مل سکتی ہو۔ اس کے لئے کپڑے اور کھانا بھی لا سکتی ہو''۔ رات سب بڑے چھوٹے ایک کمرہ میں جمع ہوئے۔ بتی نہیں جلا سکتے تھے۔ گھر ہی کیا پورا انڈمان اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ ہوائی حملے کے خوف سے۔ سبھوں کے لئے بڑی بے چینی کی رات تھی۔ اچھے بُرے خیالوں کی رات۔ کچھ سکون اور زیادہ گھبراہٹ کی رات۔ ساری رات طرح طرح کی سوچوں میں گزر گئی۔ کب صبح ہوئی پتہ بھی نہ چلا۔ نہ آنکھوں میں نیند تھی اور نہ تھکن۔ مگر دماغ بوجھل تھے۔

30 جنوری 1944 کی صبح بڑی غمگین تھی۔ اداس تھی۔ بوجھل بوجھل سی تھی۔ ہر طرف خاموشی تھی۔ سناٹا تھا۔ جیسے تیسے قدم جیل کی طرف بڑھنے لگے۔

اپنے بیٹے عبدالجلیل سے ملنے کے لئے چاند بی بی اپنے دو بیٹوں عبدالسبحان، عبدالغفور اور پوتی صفیہ کے ساتھ صبح اندھیرے میں ہی گھر سے نکل پڑی تھی۔ سیلولر جیل کے راستے میں پریشان اور تھکے ہوئے رشتہ دار نظر آ رہے تھے۔ جیل کے سامنے سب بڑی بے چینی سے اس گھڑی کا انتظار کر رہے تھے جس کے لئے وہ سب یہاں بلائے گئے تھے۔ سب کی نگاہیں جیل کے گیٹ پر ٹکی ہوئی تھیں۔ آخر وہ گھڑی آ ہی گئی جس کا انتظار تھا۔

فوجی موٹر سائیکلوں اور ٹرکوں کی گھڑگھڑاہٹ نے خاموشی کو توڑا۔ جیل سے باہر لائے جانے والوں کی نظریں انہی کو تلاش کر رہی تھیں۔ ادھر باہر انتظار میں کھڑے رشتہ داروں نے ان کو تلاش کر لیا۔

عبدالجلیل نے اپنی ماں اور بھائیوں کو اور انہوں نے اپنے بیٹے اور بھائی کو تلاش کر ہی لیا۔ یہ لمحہ یہ گھڑی جیسے رک سی گئی ہو۔ تھم سی گئی ہو۔ گزرتے ہوئے ٹرک پر سے انہوں نے عبدالجلیل سے صرف اتنا ہی سُنا ''زرینہ کی اماں کو میرا سلام کہنا''۔

اور ایسا ہی کچھ منظر دوسرے گھر والوں کے ساتھ بھی پیش آیا ہوگا۔ وہ لمحہ، وہ

گھڑی، اور وہ منظر کیسا ہوگا؟ جب ماں نے اپنے بیٹے، بیوی نے اپنے خاوند، بہن نے اپنے بھائی اور بیٹے بیٹی نے اپنے ابا کو، نگاہوں سے اُوجھل ہوتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ آنکھیں پتھرا گئی ہوگی۔ آنسو باہر نکالنے کی ہمت کھو بیٹھی ہونگی۔ صبر کا دامن ٹوٹ گیا ہوگا۔ سسکیوں نے ہی کچھ سہارا دیا ہوگا۔

جب یہ محسوس ہوا کہ گھر سے جو وہ سوچ کر آئے تھے ویسا نہیں ہے بلکہ کچھ اور ہونے والا ہے جس کے لئے وہ تیار نہیں تھے۔

جیل سے باہر ٹرک میں سوار کرا کر لانے والے کمزور، لاچار اور بیمار تھے۔ بے بس تھے، ناامید تھے، ہمت چھوڑ چکے تھے۔ وہ ٹرک جن پر انہیں سوار کیا گیا تھا یقیناً وہ بھی شرمندہ ہونگے۔ آگے بڑھنے کی ہمت نہ جٹا پا رہے ہونگے مگر انہیں آگے بڑھنا پڑا۔ نامعلوم منزل کی طرف۔ پیچھے چھوڑ گئے گھر والوں کو، رشتہ داروں کو رونے بلکنے اور تڑپنے کے لئے۔ وہ کتنی جھنجھلاہٹ کا لمحہ ہوگا۔ کتنی بے بسی کا منظر ہوگا جب ان افراد کو اپنے انجام کا احساس ہوا ہوگا۔

اس منظر کو کوئی کیسے بیان کرے جب جاپانی سپاہی سنگینوں کی نوک سے ان لوگوں کو اس گھنے سنسان جنگل کے ایک ٹیلے پر کھڑا کر رہے ہونگے جو کچھ ہی دیر میں انکی قبر بننے والا تھا۔ ان میں کئی کھڑے بھی نہیں ہو پاتے تھے۔ وہ آپس ہی میں ایک دوسرے کا سہارا لئے ہوئے ہوں گے۔ اپنے کمزور ہاتھوں سے پاس کھڑے ہوئے ساتھی کے جسم کے کسی حصے کو دباتے ہوئے۔ چہروں کو کالی پٹیوں سے ڈھک دیا گیا ہوگا۔ جاپانی فائرنگ دستہ کو اشارہ ملتے ہی گولیوں کی بوچھار کی گئی ہوگی۔ تب یہ ایک دوسرے پر کس کس طرح سے گرے ہوں گے۔ کسی کا چہرہ کسی کے سینے سے جالگا ہوگا۔ پیاسوں کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیا گیا۔ جن کے سانس باقی ہوں گے انہیں بھی گھٹ گھٹ کر مرنے پر مجبور کر دیا گیا ہوگا۔

کسی نے اس لمحے کو دیکھا ہوگا تو اس نے بھی محسوس کیا ہوگا کہ آسمان بھی غمگین ہوکر بادلوں میں سما گیا ہوگا۔ ہوائیں تھم گئی ہوں گی۔ پرندوں نے یہ منظر دیکھکر چہچہانا بند کر دیا ہوگا۔ درختوں کے پتے سمٹ گئے ہونگے۔ جو بے گناہ ہوتے ہیں وہ پاک ہوتے ہیں۔ نیک ہوتے ہیں۔ معصوم ہوتے ہیں۔ وہ غسل کے، کفن کے، آخری رسومات کے محتاج نہیں۔

(6) ترموگلی (Termugli)

اسی طرح 300 افراد کو ترموگلی (Termugli) میں مارا گیا۔ اور نا جانے کتنے لوگوں کو جیل کے اندر اور دوسرے جزیروں میں ظالم جاپانیوں کے ہاتھوں اپنی جان گنوانی پڑی۔

(7) نِکو باری

جاپانیوں کے ظلم وستم سے نِکو باری بھی بچ نہ سکے۔

(8) نیتا جی سبھاش چندر بوس

29 دسمبر 1943 دن کے 11 بجے نیتا جی سبھاش چندر بوس جاپانیوں کے اسپیشل بمبار سے لمبا لائن ہوائی اڈے پر اُترے۔ اُنہیں جزیرہ روس میں ٹھہرایا گیا۔ سابق برٹش چیف کمشنر کے بنگلے میں۔

30 دسمبر 1943 کو نیتا جی جم خانہ میدان یعنی موجودہ نیتا جی اسٹیڈیم میں انڈین نیشنل فلیگ (Indian National Flag) لہرایا۔ یہ پہلی مرتبہ ہوا۔

انہوں نے 3 راتیں انڈمان میں گزاریں۔ یکم جنوری 1944 کو سنگاپور کے لئے روانہ ہوئے۔

(9) جاپانی ملٹری کمانڈر (1942-1945)

(1) شگیرو ایشی کاوا (Shigeru Ishikawa)

(23 مارچ 1942 سے جون 1944)

(2) تیزو ھارا (Teizo Hara)

(جون 1944 سے اکتوبر 1945)

(10) چیف کمشنر۔ جاپانیوں کے ماتحت

(1) بوچھو (Bucho)

(23 مارچ 1942 سے 1943)

(2) اے ڈی لوگاناتھن (A.D. Loganathan)

(دسمبر 1943 سے یک اکتوبر 1944)

(3) میجر منصور علی علوی (Major Mansoor Ali Alavi)

(2 اکتوبر 1944 سے اگست 1945)

پانچواں حصہ

جزائر انڈمان و نکوبار۔ مختصر جغرافیائی جائزہ

(1) آب و ہوا

بارش 2011 میں

مہینہ	ملی میٹر
جنوری	244.53
فروری	99.02
مارچ	298.63
اپریل	103.97
مئی	300.65
جون	408.42
جولائی	563.73
اگست	447.68
ستمبر	703.77
اکتوبر	193.72
نومبر	141.77
دسمبر	265.75
کُل	3771.64

بارش پورٹ بلیئر 2011 میں

مہینہ	ملی میٹر
جنوری	132.1
فروری	77.4
مارچ	456.2
اپریل	54.2
مئی	409.3
جون	510.4
جولائی	607.6
اگست	535.2
ستمبر	643.6
اکتوبر	150.7
نومبر	71.4
دسمبر	240.6
کُل	3888.7

بارش کے دن 2011 میں

مہینہ	ایام
جنوری	9
فروری	7
مارچ	11
اپریل	5
مئی	13
جون	17
جولائی	27
اگست	24
ستمبر	26
اکتوبر	14
نومبر	4
دسمبر	9
کُل	166

(2) درجہ حرارت (°c) پورٹ بلیئر 2011 میں

مہینہ	زیادہ سے زیادہ	کم سے کم
جنوری	30.4	24.0
فروری	31.1	23.0
مارچ	30.6	24.0
اپریل	32.1	25.0
مئی	31.9	25.0
جون	30.4	25.0
جولائی	29.6	24.0
اگست	29.6	24.0
ستمبر	29.2	24.0
اکتوبر	31.2	25.0
نومبر	32.5	25.0
دسمبر	30.4	25.0
اوسط	30.7	24.4

(2) زلزلہ

جزائر انڈمان و نکوبار خطۂ زلزلہ پانچ (Earth Quake Zone-V) میں آتا ہے جو بے حد خطرناک ہے۔

زلزلے کے جھٹکے جن کی وسعت (Magniude) 5.0 یا اس سے زیادہ ہے۔ رچٹر اسکیل (Richter Scale) میں کچھ مثالیں اس طرح ہیں:

1- 2004 میں 26 دسمبر کو 20 مرتبہ زلزلہ آیا۔ ان میں سب سے زبردست جھٹکا 8.6 رچٹر اسکیل کا تھا۔

2- 27 دسمبر کو 15 مرتبہ زلزلہ آیا۔ ان میں سب سے زبردست 5.6 رچٹر اسکیل کا تھا۔

3- 28 دسمبر کو 13 مرتبہ زلزلہ کے جھٹکے محسوس کئے گئے۔ ان میں سب سے زبردست 5.8 کا تھا۔

4- 29 دسمبر کو 10 مرتبہ زلزلہ کے جھٹکے محسوس کئے گئے۔ ان میں سب سے زیادہ 6.1 کا تھا۔

5- 30 دسمبر کو 6 مرتبہ۔ سب سے زیادہ 5.8 کا تھا۔

6- 31 دسمبر کو 14 مرتبہ زلزلے کے جھٹکے لگے۔ ان میں 5.8 سب سے زیادہ تھا۔

زلزلہ 2015 میں:

جنوری میں 117 مرتبہ زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے گئے۔

مہینہ	بار
جنوری	117
فروری	26
مارچ	12
اپریل	6
مئی	5
جون	2
جولائی	9
اگست	8
ستمبر	5
اکتوبر	7
نومبر	2

بتایا جاتا ہے کہ جزائر انڈمان و نکوبار میں زلزلہ 3 وسعت سے کم رچٹر اسکیل میں روزانہ ہی ہوتا رہتا ہے جسے اب ریکارڈ میں نہیں لیا جاتا۔

(3) جزائر انڈمان ونکوبار کی آبادی 2011 اور شرح خواندگی

	مرد	عورت	کُل
جنوبی انڈمان	127283	110859	238142
نارتھ اور مڈل انڈمان	54861	50736	105597
نکوبار	20727	16115	36842
انڈمان اورنکوبار	202871	177710	380581
شرحِ خواندگی	90.27	82.43	86.35

قبائلی آبادی :2001

1) جزائر انڈمان :

انڈیمانیز : 43

اونگس : 96

سنتھی نلیز : 39

جاروا : 240

2) جزائرنکوبار :

نکوباریز :28,653

شومپینس : 398

(4) سرکاری انتظامی اکائی (Administrative Unit)

1	اضلاع	3
2	تحصیلات	9
3	آئینی شہر	1
4	مردم شماری شہر	4
5	مردم شماری گاؤں	555
6	لوک سبھا سیٹ	1
7	میونسپل کاؤنسل	1
8	وارڈ	24
9	گرام پنچایت	69
10	پنچایت سمیتی	7
11	ضلع پریشد	2
12	قبائلی کاؤنسل	7
13	قبائلی دیہی کاؤنسل	52
14	پولیس اسٹیشن	22

جزیرے / گاؤں

1	آبادی والے جزیرے	37
2	آبادی والے گاؤں	501
3	غیر آباد گاؤں	46
4	محصول والے گاؤں	193

اضلاع اور تحصیل

1) شمالی اور وسطی انڈمان

(i) ڈیگلی پور

(ii) مایا بندر

(iii) رنگت

2) جنوبی انڈمان

(iv) پورٹ بلیئر

(v) فرار گنج (Ferrargunj)

(vi) لٹل انڈمان

3) نکوبار

(vii) کارنکوبار

(viii) نن کوڑی (Nancowrie)

(ix) کیمبل بے (Campbell)

پیداواری علاقہ 16535.22 ہیکٹیر

(5) زراعت

فصل	رقبہ (ہیکٹیر)	پیداوار میٹرک ٹن
چاول	8005.2	24368.2
دالیں	578.25	279.54
کیلا	1817.5	14042.3
ناریل	21900.0	128.95
سپاری	4290.9	9966.4
پپیتا	323.4	2701.0
Tapioca	239.5	4246.6
گنا	269.5	7136.6
کاجو	1197.6	378.9
پام	1593.00	1131.0
ربر	918.99	185.5

(6) مویشی 2012

	تعداد
کُل مویشی	154747
گائے بیل	45625
بھینسیں	7863
بکرے	65324
پولٹری : مرغ، مرغی 2012	1165353

پیداوار (14-2013)

انڈے	1211.89 لاکھ
دودھ	15.52 لاکھ ٹن

(7) آمدورفت۔ رُسل و رسائل

1) سڑک	کیلو میٹر
قومی شاہراہ	333.00
ریاستی شاہراہ	263.60
دیہی راستے	307.81
تحصیل کے بڑے راستے	209.04
دیگر سڑکیں	24.81

سڑکی ٹرانسپورٹ

بسیں:

سرکاری	227
پرائیوٹ	159

2) جہاز رانی

مین لینڈ کے لئے آبی جہاز	5
مقامی جزائر کے لئے جہاز	5
مال بردار آبی جہاز	22
گاڑی بردار جہاز	16
بندرگاہ کے اندر چلنے والے لانچ	22
چھوٹے بندرگاہ کی جٹی	23
بحری ہوائی جہاز	1
راستے	3

3) بین الاقوامی ہوائی پٹی

سفری ہوائی جہاز	5782
ہیلی پیڈ	18
ہیلی کاپٹر کے راستے	9

4) ہوائی جہاز کی دوری	کیلومیٹر
پورٹ بلیئر سے	
چینئی	1330
کولکاتا	1303

سمندر کی دوری	کیلومیٹر
پورٹ بلیئر سے	
چینئی	1190
کولکاتا	1255
ویزاگ	1200

8) جزیروں کے مابین دوری کیلومیٹر	
نرکنڈم	259
ڈیلگی پور	185
مایا بندر	159
رنگت	93
بارہ ٹانگ	65
ھیولک	39
نیل جزیرہ	37

لٹل انڈمان	122
کارنکوبار	278
ننکوری	435
کچال	422
گریٹ نکوبار	544

جزائر انڈمان ونکوبار کے احاطے سے دوری

جزیرہ کوکو (میمار)	45 کیلومیٹر
پُوکٹ (تھائی لینڈ)	550
سماترہ (انڈونیشیا)	150

9) تعلیم

اسکولی تعلیم

ادارے	تعداد	طالب علم	اساتذہ
پری پرائمری	41	10884	154
پرائمری	224	31625	963
مڈل	81	19202	1045
سیکنڈری	51	12942	1035
سینئیر سکنڈری	58	11814	2377
کُل	455	86467	5574

اعلیٰ تعلیم

ادارے	تعداد	طالب علم	اساتذہ
صنعتی ٹریننگ	2	421	40
ٹیچر ٹریننگ	1	117	18
انجنیئرنگ	1	1122	43
ڈگری کالج	3	4820	136
بی ایڈ کالج	1	213	37
نرسنگ اسکول	1	61	7
اے این ایم اسکول	1	46	7
میرن بایولوجی	1	109	10
کُل	11	6909	298

IGNOU میں داخلہ : 3209 (لڑکیاں)

اسٹیٹ لائبریری کتابیں : 131725

ممبران : 23846

10) مچھلیاں

مچھلیاں پکڑی گئیں :

کُھلے سمندر میں	36753
اندرونی سمندر میں	195

مچھلیاں پکڑنے والے 14839

مقامی بنے ہوئے بوٹ	1571
مشین سے بنے ہوئے بوٹ	43
روایتی انجن مچھلی بوٹ	1401

لوکڈ (مقفّل) اسٹوریج

برف کی مشین	16
کولڈ اسٹوریج	9
مچھلی بازار	14
مچھلی کی فروخت	36948 ٹن
مچھلیاں برآمد کی گئیں	1599 ٹن

11) پالتو مویشیوں کی پرورش اور دیکھ بھال (2010-11)

مویشیوں کے اسپتال	9
دواخانے	12
ذیلی دوا خانے	49
رواں دوا خانے	11
انڈوں سے بچے نکالنے کی یونٹیں	11
مویشیوں کے ڈاکٹر	37
مویشیوں سے متعلق دیگر ملازمین	338

12) بجلی

بجلی گھر	53
ڈیزل جنریٹر سیٹ	176

13) سوِل سپلائی

واجبی قیمت والی دوکانیں	503
فیملی پہچان کارڈ	104248
گودام	37
ایل پی گیس کنکشن	87606
گھریلو	86429

14) چھوٹے پیمانے پر قائم کی گئیں صنعتی یونٹیں 2011

صنعتی یونٹ	تعداد
لکڑی	243
زرعی	140
سمندری	68
خوراک	150
معدنیات	115
کیمیائی	53
گل سازی	385
چمڑے	10
ٹیکسٹائل	131
ناریل کے ریشہ	3
بید اور بمبو	5
طباعت اور اشاعت	3
خوبصورتی کو نکھارنا	2
اوٹو موبائل رکھ رکھاؤ	3
الیکٹونک سامان کا رکھ رکھاؤ	6
کمپیوٹر مرمت کاری وغیرہ سے منسلک	5
جہاز اور بوٹ کی مرمت	1
سونے اور چاندی کی زیورات	

سازی سے جڑے کام	3
فوٹو اسٹوڈیو	1
ہوٹل اور ریسٹورنٹ	11
سیاحت سے جڑے	2
متفرق	699

15) شعبۂ طبّ وصحت 2011

ہسپتال	4
برادری کے صحت کے مراکز	4
ابتدائی صحت کے مراکز	21
شہری صحت کے مراکز	5
ذیلی مراکز	114
ہومیو پیتھک شفا خانے	8
آیور ویدک شفا خانے	1
دستیاب بستر	1055

ہسپتال کا عملہ

ڈاکٹر	124
ماہر معالجین	50
نرسیس	362

مڈوائف / اے این ایم	171
کمپیوٹر فارمیسٹ	138
ملیریا، فلیریا انسپکٹر	25
سینیٹری انسپکٹر	9
ٹیکہ دینے والے	9
زنانہ ہیلتھ ویزیٹر	32
دیگر	77

16) پولیس 2011

ڈائریکٹر جنرل آف پولیس	1
انسپکٹر جنرل آف پولیس	1
ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس	1
سپرنٹنڈنٹ پولیس	4
اسسٹنٹ اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس	13
چیف فائر آفیسر	1
انسپکٹر	46
سب انسپکٹر / نائب سب انسپکٹر	385
کانسٹیبل اور ہیڈ کانسٹیبل	2470
دیگر عہدے دار	212

پولیس اسٹیشن

پولیس اسٹیشن	22
پولیس آؤٹ پوسٹ	17
لوک آؤٹ پوسٹ	6
جاروا حفاظتی پوسٹ	15
پولیس ریڈیو اسٹیشن	22
فائر اسٹیشن	20
ایچ ایف ریڈیو اسٹیشن	22
وی ایچ ایف ریڈیو اسٹیشن	412

17) سیاحت

سیاحوں کی دلچسپی کے تاریخی مقامات:

1- سیلولر جیل، نیشنل میموریل، اٹلنٹا پوائنٹ
2- شہید بیدی، ہمفرے گنج
3- جزیرہ روس
4- جزیرہ وائپر

(1) کھاڑی (2) ساحل (3) باغیچہ /پارک (4) مشکل پیدل سفر (5) میوزیم
کاروباری مقام

(1) کھاڑی

کالی گھاٹ (شمالی انڈمان)، پرنگرا (شمالی انڈمان)، اُترا (مڈل انڈمان)، یراٹا (مڈل انڈمان)، بارہ ٹانگ (مڈل انڈمان)، رائٹ میو (Wright Mayo) (ساؤتھ انڈمان)۔

(2) ساحل

کاربانیس کوری (پورٹ بلیئر)، منڈا پہاڑ (چھڑیا ٹاپو)، سِلوَن سینڈ (ساؤتھ انڈمان)، سِنک آئی لینڈ (ساؤتھ انڈمان)، نارتھ بے (ساؤتھ انڈمان)، ونڈور (ساؤتھ انڈمان)، لوہا بیرک (ساؤتھ انڈمان)، جولی بوائے (ساؤتھ انڈمان)، ریڈ اِسکن (ساؤتھ انڈمان)، جزیرہ رَوس (ساؤتھ انڈمان)، رٹ لینڈ (ساؤتھ انڈمان)، کولین پور (ساؤتھ انڈمان)، مارک بے (نورتھ بیچ آئی لینڈ)، سیتا پور (نیل آئی لینڈ)، رادھانگر (ہیولوک آئی لینڈ)، وجے نگر (ہیولوک آئی لینڈ)، بٹلر بے۔بیچ (لٹل انڈمان)، بالو ڈیرھ (بارہ ٹانگ آئی لینڈ)، آم کُنج، رنگت (مڈل انڈمان)، کٹ برٹ بے۔ رنگت (مڈل انڈمان)، کرماٹانگ۔ مایابندر (مڈل انڈمان)، للاجی بےلونگ آئی لینڈ (مڈل انڈمان)، ایوس (مڈل انڈمان)، کیبار آئی لینڈ (مڈل انڈمان)، پوکا ڈھیرھ (مڈل انڈمان)، رام پور (مڈل انڈمان)، کالی پور، ڈیگلی پور (نارتھ انڈمان)، رام نگر (نارتھ انڈمان)، اسمتھ آئی لینڈ (نارتھ انڈمان)، ٹیبل آئی لینڈ (نارتھ انڈمان)، سینڈ بار جوائنگ (رَوس/ اسمتھ آئی لینڈ)۔

(3) باغیچہ / پارک

زولوجیکل گارڈن ہیڈو (پورٹ بلیئر)، میرینا پارک، اٹلنٹا پوائنٹ (پورٹ بلیئر)، گاندھی پارک (آر۔جی۔ٹی روڈ)، ریکان چلڈرن پارک (ڈیری فارم)، ڈاکٹر رادھا کرشنا پارک (ساؤتھ پوائنٹ)، بوٹانیکل گارڈن (ہیڈو)۔

(4) مشکل پیدل سفر

سیڈل پیک 732 میٹر (نارتھ انڈمان)، مؤنٹ ھیریٹ 365 میٹر (ساؤتھ انڈمان)، ماؤنٹ ڈیوالوہ (مڈل انڈمان)، ماؤنٹ فورڈ (رٹ آئی لینڈ)، مدھوبن (ساؤتھ انڈمان)، شول بے (ساؤتھ انڈمان)، ونڈور (ساؤتھ انڈمان)، ومبرلی گنج (ساؤتھ انڈمان)، منڈا پہاڑ، چھڑیا ٹاپو (ساؤتھ انڈمان)، رٹ لینڈ آئی لینڈ (ساؤتھ انڈمان)۔

(5) میوزیم کاروباری مقام

انتھرو پولوجیکل میوزیم (پورٹ بلیئر)، کاٹیج انڈسٹریز، امپوریم (مڈل پوائنٹ)، کھادی گرام اُدیوگ امپوریم (مڈل پوائنٹ)، فشریز میوزیم (اٹلنٹا پوائنٹ)، فارسٹ میوزیم، ہیڈو (پورٹ بلیئر)، سمریتیکا میوزیم (راس آئی لینڈ)، میوزیم سمودریکا (ڈیلینی پور)، آرٹ گیلری (سیلولر جیل)۔

حوالہ جات

1. Basic Statistics-2010-11 Directorate of Economics and Statistics Andaman and Nicobar Administration.
2. Meterological Statistics of Andaman and Nicobar Island-2009 Directorate of Economics and Statistics.
3. Andaman and Nicobar Islands At A Glance-2015 Directorate of Economics and Statistics.

چھٹا حصہ

جزائر انڈمان ونکوبار میں مسلمان : اعداد وشمار

تعداد جزائر انڈمان ونکوبار۔ سال 2011 میں

کل تعداد	:	380,581	
مرد	:	202,871	
عورتیں	:	177,710	
مسلم مرد	:	17301	- 8.53%
مسلم عورتیں	:	15112	- 8.50%
		32413	- 8.52%

(1) انڈمان	:	343,739
(2) نکوبار	:	36,842

جزیرہ انڈمان ونکوبار کی کل آبادی میں مسلم آبادی 8.52 فی صدی ہے۔

مسلم آبادی

سال	بالغ		بچے			
	مرد	عورت	لڑکے	لڑکیاں		کُل
31.3.1890	3115	381	239	162	=	3897
31.3.1894	2909	327	194	161	=	3591
31.3.1908	4223	423	191	162	=	4999
1961	—	—	—	—	=	7398
1971	—	—	—	—	=	11655
1981	—	—	—	—	=	16188
1991	—	—	—	—	=	21354
2001	—	—	—	—	=	29265
2011	—	—	—	—	=	32413

(2) مساجد انڈمان ونکوبار میں: 76

ضلع جنوبی انڈمان

(1) تحصیل پورٹ بلیئر

1) جامع مسجد، ابرڈین
2) ملٹری پولیس مسجد، ابرڈین
3) ملابار مسلم جماعت، ابرڈین
4) قریشا مسجد، موہن پورہ
5) مسجد راؤنڈ بستی، ابرڈین۔ حلیمہ مسجد
6) مسجد نور، فونگی چانگ، فنکس بے
7) مسجدِ اتحاد الاسلام، فنکس بے
8) مسجد الہدیٰ، فنکس بے
9) زکریا مسجد۔ فنکس بے
10) مسجد الاقصیٰ، پریم نگر
11) جمعہ مسجد، ڈیلینی پور
12) بنیاد آباد مسجد، بنیاد آباد
13) جلالیہ مسجد، لِلّی پور، ہڈو
14) جمعہ مسجد، ہڈہ
15) مچھلی لائن مسجد، مچھلی لائن
16) ساؤتھ پوائنٹ مسجد، ساؤتھ پوائنٹ
17) شادی پور مسجد، شادی پور
18) جمعہ مسجد، جنگلی گھاٹ
19) احمدیہ مسجد، لمبالین
20) اشرف مسجد، لمبالین
21) نور عالم مسجد، پہاڑ گاؤں (پرانا)
22) پہاڑ گاؤں مسجد، پہاڑ گاؤں (نیا)
23) بلال مسجد، باتھو بستی
24) مسجدِ جَڈویٹ طیّبہ، ڈالی گنج
25) برڈ لائین مسجد، برڈ لائین
26) جامعہ مسجد، گاراچَرامہ
27) کالی کٹ مسجد، کالی کٹ
28) آلِ اَبرار مسجد، کالی کٹ (پیمہ)
29) جمعہ مسجد، کوڈیا گھاٹ
30) مسجدِ قُبا، ہیولاک

(2) تحصیل فیرار گنج (Ferrargunj)

31) پانی گھاٹ مسجد، پانی گھاٹ

32) رحمانیہ مسجد، بمبو فلاٹ

33) قادریہ جمعہ مسجد، اسٹیوارٹ گنج

34) مسجد الاحسان، اسٹیوارٹ گنج

35) انصارالاسلام مسجد، اسٹیوارٹ گنج

36) رفاہیہ مسجد، آزادنگر، اسٹیوارٹ گنج

37) اکبریا مسجد، وِمبرلی گنج

38) منافل الاسلام مسجد، وِمبرلی گنج

39) کبریا مسجد، وِمبرلی گنج

40) مسجد مرکز نگر

41) المسجد الصدیق

42) صدیقیہ مسجد، منار گھاٹ

43) محی الدین جمعہ مسجد

44) رحمانیہ مسجد، رائٹ میو

45) مسجد الخیر، مَلا پورم

46) نور مسجد، نیا پورم

47) کڈا کا چانگ مسجد، کڈاکاچانگ

48) روضۃ العلوم، متھرا

49) مسجدِ عمام، جرکاٹانگ

50) نور الاسلام مسجد، فیرار گنج

51) جمعہ مسجد، تُوشنا آباد

52) صُلّب السلام مسجد، تُوشنا آباد

53) نمونہ گھر مسجد، نمونہ گھر

54) جامعہ اسلامیہ مسجد، میٹھا کھاڑی

55) بدریہ جمعہ مسجد (1) اُگرا براج

56) بردیہ جمعہ مسجد (2) اُگرا براج

(3) تحصیل ہٹ بے (Hut Bay)

57) جامعہ مسجد، ہٹ بے

58) قادریہ جمعہ مسجد، راوِندر نگر، لٹل انڈمان

ضلع شمالی انڈمان اور وسطی انڈمان

(1) تحصیل رنگت

59) جمعہ مسجد، رنگت
60) نُوالیہ مسجد، شیوا پورم، بیٹا پور
61) نمبو تلا مسجد، نمبو تلا
62) تعلیم المسجد، بارٹا نگ
63) کدمَ تلہ مسجد، کدم تلہ
64) جمعہ مسجد لانگ آئی لینڈ

(2) تحصیل مایا بندر

65) جمعہ مسجد، مایا بندر

(3) تحصیل ڈیگلی پور

66) اریئل بے مسجد، ڈیگلی پور
67) نور الہدیٰ جمعہ مسجد، ڈیگلی پور
68) کالی گھاٹ مسجد، کالی گھاٹی

ضلع نکوبار

(1) تحصیل نکوبار

69) مُلا کا مسجد
70) چُھچُھکیا مسجد
71) سَوائی مسجد

(2) تحصیل نن کوڑی

72) چمپیین مسجد، نن کوڑی
73) الٰہی مسجد، کامورٹا
74) پلپلو مسجد، کامورٹا
75) کپنگا مسجد، کچال

(3) تحصیل کیمپ بل بے (Campbell Bay)

76) جامعہ مسجد، کیمپ بل بے

(3) مدارس انڈمان ونکوبار میں: تعداد 22

1) مدارک الاسلام، ابرڈین بازار، ملابار مسلم جماعت

2) ادارہ کیف العلوم، ابرڈین بستی

3) ہدایت المسلمین، ڈی جے ایم ایم سی، ڈیلینی پور

4) مظاہرالعلوم جلالیہ، للی پور

5) نورالاسلام، جمعہ مسجد، ہڈو

6) منیرالاسلام، جمعہ مسجد، جنگلی گھاٹ

7) امدادالاسلام، ال اِبرار مسجد، کالی کٹ

8) ہدایت الاسلام، جمعہ مسجد، کوڈیا گھاٹ

9) بدریہ مدرسہ (1) بدریہ جمعہ مسجد، اُگرا براج

10) بدریہ مدرسہ (2) بدریہ جمعہ مسجد، اُگرابراج

11) سُبلسلام مسجد، ٹوشنا آباد

12) ہدایت الانعم، اکبریہ مسجد، ومبرلی گنج

13) رولت العلوم عربک کالج، ومبرلی گنج

14) صدیقیہ مسجد، پڈاک بغیچہ، منار گھاٹ

15) متنویر الاسلام محی الدین، جمعہ مسجد، منار گھار

16) نور الہدیٰ، رحمانیہ مسجد، رائٹ میو

17) رِفاہیہ مسجد، آزادنگر

18) مسجد ماہدانعلوم، قادریہ مسجد، اسٹیوارٹ گنج

19) دارالعلوم رحمانیہ مسجد، بمبو فلاٹ

20) ہدایت الصبیون، پانی گھاٹ

21) نور الہدیٰ جمعہ مسجد، ڈیگلی پور

22) القادریہ جامعہ مسجد، رَوِندرنگر، ہَٹ بے

(4) مسلم اسکول، تعداد 8

1) اُمت پبلک اسکول، مڈل پوائنٹ
2) اُمت پبلک اسکول، آسٹن آباد
3) مسلم ایجوکیشنل، سوسائٹی اسٹیوارٹ گنج
4) ایم ای ایس اسکول، اُگرا براج
5) ایم ای ایس اسکول شور پوائنٹ، فیرار گنج
6) اِقرا پبلک اسکول وِمبرلی گنج
7) کریسنٹ پبلک اسکول، ومبرلی گنج
8) شکیبہ اسکول، بمبو فلاٹ

(5) قبرستان : 27 - تحصیلات : 9

1) پورٹ بلیئر	5	2) فیرار گنج	5
3) ہٹ بے	1	4) رنگت	2
5) مایا بندر	2	6) ڈیگلی پور	1
7) کارنکوبار	4	8) نن کوڑی	2
9) کیمبل بے	5		

(کُل 27)

(6) درگاہیں : 4

1) پورٹ بلیئر	2
2) فیرار گنج	2

(کل 4)

(7) تبلیغی جماعتیں

مرکز: جامع مسجد ابرڈین

حلقے	حلقے
1) بازار حلقہ	2) ساؤتھ پوائنٹ حلقہ
3) جنگلی گھاٹ حلقہ	4) فنکس حلقہ
5) گاراچرمہ حلقہ	6) بمبو فلاٹ حلقہ
7) ٹوشنا آباد حلقہ	8) مایا بندر اور ڈیگلی پور حلقہ
9) رنگت حلقہ	10) نکوبار حلقہ

(8) وقف بورڈ

جزائر انڈمان و نکوبار میں وقف بورڈ 1972 میں حکومت نے قائم کیا۔ پہلا بورڈ ترتیب دیا گیا وقف ایکٹ 1954 کے سیکشن 10 کے تحت۔ عملاً بورڈ نے ستمبر 1988 سے کام کرنا شروع کیا۔ وقف بورڈ کا بہت بڑا دفتر ہے۔ پورے عملے کے ساتھ وقف بورڈ کے مال و اموال کچھ اس طرح ہیں :

1) زمین مڈل پوائنٹ میں	رقبہ 1250 اسکوائر کیلو میٹر
2) زمین ابرڈین میں	رقبہ 0300 اسکوائر کیلو میٹر
3) زمین نمبو تلا میں	رقبہ 0.020 ہیکٹیئر
4) زمین ساؤتھ پوائنٹ میں	رقبہ 0.08 ہیکٹیئر
5) فرزند علی مارکیٹ ڈیلینی پور	رقبہ 1128 اسکوائر کیلو میٹر
اور	رقبہ 0403 اسکوائر کیلو میٹر

وقف کے 265 اسکوائر میٹر اور 144 اسکوائر میٹر زمین پر سی ڈبلو ایس اور فائر بریگیڈ کا ناجائز قبضہ ہے۔

سماجی بہبودی کے کام

1) وقف بورڈ نے سب سے قدیم قبرستان (بھونگی چانگ کے قریب) میں 500 مربع میٹر زمین تامل مسلمانوں کو مسجد اور مدرسہ بنانے کے لئے دی۔
2) ملابار مسلم جماعت کو مدرسہ کے لئے 200 مربع میٹر زمین دی۔
3) لڑکیوں کے لئے یتیم خانہ بنانے کے لئے زمین اسی جگہ دی گئی۔

انڈمان ونکوبار حکومت سے انڈمان ونکوبار وقف بورڈ کو جو امداد دی گئی وہ اس طرح ہے:

1988-1989 (سے ہر سال دی جاتی ہے) رقم -/1,67,000 روپے
1999-2000 (سے ہر سال دی جاتی ہے) رقم -/1,71,667 روپے
2010-2011 (سے ہر سال دی جاتی ہے) رقم -/18,00,000 روپے
2014-2015 (سے ہر سال دی جاتی ہے) رقم -/30,00,000 روپے

(9) حج کمیٹی جزائر انڈمان ونکوبار

اب سے 100 سال قبل سے ہی انڈمان ونکوبار سے لوگ حج بیت اللہ کے لئے جاتے رہے ہیں۔

مُلّا بابو عبدالرزاق 1917 میں انڈمان سے حج ادا کرنے گئے تھے۔ 12 اکتوبر 1921 کو جزیرہ روس پولیس اسٹیشن سے صوبہ دار احمد دین کا خط مُلّا بابو عبدالرزاق کو ابرڈین بازار میں ان کے گھر پر ملا جس میں لکھا تھا کہ ایک بیمار شخص نے آب زم زم کی خواہش ظاہر کی ہے۔ کیونکہ آپ حج سے تشریف لائے ہیں اس لئے مہربانی کر کے آب زم زم اس شخص کو دے دیں جس کی حالت خراب ہے۔ بعد میں یہ معلوم ہوا کہ حاجی مُلّا بابو عبدالرزاق نے خود لے جاکر جزیرہ روس میں اس بیمار کو آب زم زم پہنچایا۔ عبدالرزاق کے اس ہمدردانہ عمل نے شاید اُسے نیکیوں سے مالا مال کر دیا۔

اگست 1946 میں 19 حضرات کو انڈمان و نکوبار سے حج کو جانے کی اجازت ملی۔ ان میں مرد، عورت اور بچے شامل تھے۔ اس کا فیصلہ دہلی سے ہوتا تھا۔ حکومتِ برطانیہ کے ماتحت۔

19 حاجی 8 اکتوبر 1946 کو بمبئی سے پانی کے جہاز ایس ایس علوی سے روانہ ہوئے۔ حج میں جانے والوں کو سرکار کی طرف سے کھانے کا سامان اور چینی دی جاتی تھی۔

1947 میں حاجیوں کو کھانے کا سامان ایک بالغ انسان کو 20 اونس ایک دن کے لئے دیا جاتا تھا۔ ساڑھے چار مہینے اُن حاجیوں کو جو رمضان مبارک سے قبل روانہ

ہوتے اور ڈھائی مہینے اُن حاجیوں کو جو رمضان کے بعد جاتے۔ اسی طرح چینی رمضان سے پہلے جانے والوں کو ساڑھے سات سیر، رمضان کے بعد جانے والوں کو چار سیر دی جاتی تھی۔ حاجیوں کو جہاز روانہ ہونے سے پہلے بندرگاہ میں رُکنے کے وقت **12** اونس کے حساب سے کھانے کا سامان دیا جاتا تھا۔

3 فروری 1947 کو 17 حاجی جن میں مرد عورت اور بچے بھی شامل تھے۔ کلکتہ کے راستے پانی کے جہاز سے پورٹ بلیئر پہنچے۔ اُن کے استقبال کے لئے 20 مرد اور 15 عورتوں کو پولیس سپرنٹنڈنٹ سے اجازت لینی پڑی۔ چاٹم بندرگاہ میں جانے کے لئے۔ اُن میں آنے والوں کے صرف رشتہ دار ہی شامل تھے۔

وقف بورڈ بننے کے کچھ دنوں بعد سرکار نے حج کمیٹی بنائی۔ حج کمیٹی کا اپنا دفتر اور عملہ ہے۔

حوالہ :

Report on performance
and function of Waqf Board
(2009 to 2015)

ساتواں حصہ

جزائر انڈمان ونکوبار (2001-2002)

مردم شناسی (1991)

محل وقوع:

جزائر انڈمان ونکوبار خلیج بنگال میں واقع ہیں۔ شمالی عرض البلد (Latitutde) 6 سے 14 ڈگری اور مشرقی طول البلد (Longitude) 92 سے 94 ڈگری کے درمیان واقع ہیں۔

کل جزیرے 572 کے قریب ہیں۔ ان میں 37 جزیرے ایسے ہیں جن میں آبادی ہے۔ زیادہ تر جزیرے غیر آباد ہیں۔ کچھ میں داخل ہونے کی ممانعت ہے۔ کچھ قبائلی آبادی اور غیر آبادی والے جزیرے بھی یں۔ شمال سے جنوب تک 800 کیلومیٹر تک پھیلا ہوا ہے۔

جزائر		رقبہ
جزائر انڈمان ونکوبار	:	8249 مربع کیلومیٹر
جزائر انڈمان	:	6408 مربع کیلومیٹر
جزائر نکوبار	:	1841 مربع کیلومیٹر

جنگلات	:	7170.69 مربع کیلومیٹر
محفوظ جنگلات	:	5612.43 مربع کیلومیٹر
جنگلات کی حفاظت	:	1558.26 مربع کیلومیٹر

جزائر انڈمان کی لمبائی اور چوڑائی :

کل لمبائی	:	467 کیلومیٹر
زیادہ سے زیادہ چوڑائی	:	52 کیلومیٹر
اوسط چوڑائی	:	24 کیلومیٹر

جزائر نکوبار کی لمبائی اور چوڑائی :

کل لمبائی	:	259 کیلومیٹر
زیادہ سے زیادہ چوڑائی	:	58 کیلومیٹر

انڈمان میں سب سے بڑا اور چھوٹا آبادی والا جزیرہ :

سب سے بڑا آبادی والا وسطی انڈمان 1536 مربع کیلومیٹر
سب سے چھوٹا آبادی والا جزیرہ کرفیو 0.03 مربع کیلومیٹر

نکوبار میں سب بڑا اور چھوٹا آبادی والا جزیرہ :

سب سے بڑا آبادی والا گریٹ نکوبار 1045 مربع کیلومیٹر

سب سے چھوٹا آبادی والا جزیرہ پیلومیلو 1.3 مربع کیلومیٹر

سب سے اونچی پہاڑی چوٹی سیڈل پیک (Saddle Peak) 732 میٹر ہے۔ یہ شمال انڈمان میں ہے۔

جزیرہ نارکنڈم (2001-2002)(Narcondum Island)

رقبہ	:	6.80 اسکوائر کیلومیٹر

محکمہ جنگلات کے ماتحت :

پولیس چوکی	:	17 افراد
خاص پیداوار	:	ناریل

مشرقی جزیرہ (2001-2002) (East island)

رقبہ : 6.10 مربع کیلومیٹر

محکمہ جنگلات کے ماتحت پولیس چوکی اور لائٹ ہاؤس :

نگراں پولیس کے	:	10 افراد
دیگر مزدور	:	23
خاص پیداوار	:	ناریل اور سپاری

NORTH ANDAMAN

شمالی انڈمان

رقبہ : 1376.00 مربع کیلومیٹر (2002)

آباد بستیاں : 63

آبادی : 31488 (1991) (مرد : 16953 - عورتیں : 14535)

1247.51 مربع کیلومیٹر محکمہ جنگلات کے ماتحت

آباد بستیاں :

1) کارین بستی (محکمہ جنگلات۔ ناجائز قبضہ)
2) شانتی نگر (محکمہ جنگلات۔ ناجائز قبضہ)
3) گنیش نگر (محکمہ جنگلات۔ ناجائز قبضہ)
4) گاندھی نگر (محکمہ جنگلات۔ ناجائز قبضہ)
5) گاندھی نگر (محکمہ جنگلات۔ بیٹ)
6) ہری داس کٹائی (محکمہ جنگلات۔ ناجائز قبضہ)
7) برما چھڑ (محکمہ جنگلات۔ ناجائز قبضہ)
8) شام نگر (محصول۔بستی)

نوٹ: (1) محکمہ جنگلات۔ ناجائز قبضہ۔ (2) محکمہ جنگلات۔ بیٹ۔ (3) محصول بستی۔ (4) اے پی ڈبلو ڈی کیمپ۔ (5) محکمہ جنگلات۔محصول بیٹ۔ (6) جنگلات کارپوریشن کیمپ۔ (7) جنگلی جانوروں اور پرندوں کی جائے پناہ۔ (8) محکمہ جنگلات کیمپ۔

9) رادھا نگر (محکمہ جنگلات۔ ناجائز قبضہ)

10) رادھا نگر (محصول۔ بستی اے پی ڈبلو ڈی)

11) سوراج گرام (محصول۔ بستی اے پی ڈبلو ڈی کیمپ)

12) مِلن گرام (محصول۔ بستی اے پی ڈبلو ڈی کیمپ۔ جنگلات محصول)

13) گاندھی نگر (1)

14) پچھم ساگر (3)-(4)

15) پچھی پور (3)

16) پچھی پور (1)

17) دیش بندھو گرام (1)-(3)

18) مدھو پور (3)-(5)

19) کرشنا پوری (3)

20) رابندرا پلّی (3)

21) سبھاش گرام (3)-(4)-(5)

22) سیتا نگر (3)-(4)-(5)

23) سیتا نگر (1)

24) کھودی رام پور (3)

25) کھودی رام پور (1)

26) ڈِگلی پور (3)

27) راما کرشنا گرام (3)-(4)

28) وِدیا ساگر پلّی (3)

29) کیرالہ پورم (3)

30) ایریَل بے (3)-(4)-(8)

31) درگا پور (3)-(4)

32) شِب پور	(5)-(3)
33) کالی پور	(3)
34) بندھن نالا	(1)
35) ہرن نالا	(1)
36) لیمیا بے	(1)
37) لیمیا بے کے قریب	(7)
38) تال بگان	(1)
39) کشوری نگر	(4)-(5)-(3)
40) پرنگرا	(3)
41) نبھا گرام کالرا	(4)-(1)-(3)
42) مدھیم گرام	(3)
43) نَس چنتا پور	(3)
44) پیلون نالا	(6)
45) نارائن ٹیکری	(1)
46) کالی گھاٹ	(7)-(5)-(3)
47) جگن ناتھ ڈیرا	(5)-(1)-(3)
48) رام نگر	(4)-(5)-(3)
49) بمبو نالہ	(1)
50) نرکل ڈانگا	(1)
51) پتھی لیول	(1)
52) پیانیا ڈیرا	(6)
53) آسٹین کریک	(6)
54) رابل	(6)

55) آسٹین IX	(8)
56) بورنگ	(6)-(3)
57) ہری بے	(1)
58) گناہ ڈبلا	(1)
59) بڑا ڈبلا	(1)
60) ہرا ٹیکوی	(1)
61) مومن پور	(3)
62) آسٹین۔II	(1)
63) شری نگر	(1)

غیر آباد بستیاں : 3

1) آسٹین IV	(8)
2) پتھر گم	(8)
3) آسٹین	(8)

جزیرۂ اسمتھ ۔ 2002

رقبہ : 24.70 مربع کیلومیٹر۔

آباد بستیاں : 3

1) ساگر دیپ : (محصول بستی)
2) اسمتھ : (محکمہ جنگلات کیمپ)
3) اسمتھ : (محکمہ جنگلات ناجائز قبضہ)

آبادی : 292۔ (مرد : 158 ۔ عورتیں : 134)
کاشکاری کے قابل زمین : 96
جنگلات : 20.50 مربع کیلومیٹر

سٹیورٹ جزیرہ ۔ 2002

رقبہ : 7.20 مربع کیلومیٹر۔ ایک آباد بستی : دو فرد (مرد)
خاص پیداوار : ناریل
محکمہ جنگلات کا کیمپ۔

جزیرۂ گر لیو۔ 2002

رقبہ: 0.03 مربع کیلومیٹر
ایک آباد بستی: دو فرد۔ (ایک مرد۔ ایک عورت)
محکمہ جنگلات کے ناریل کے باغ۔

جزیرۂ انٹرویو۔ 2002

رقبہ: 133.40 مربع کیلومیٹر

آباد بستیاں: 2

1) جزیرۂ انٹرویو۔ پولیس آؤٹ پوسٹ
2) جزیرۂ انٹرویو۔ جنگلی جانوروں اور پرندوں کی جائے پناہ۔

آبادی: 19 فرد۔ مرد: 10 (پولیس)
خاص پیداوار۔ ناریل اور سپاری

جزیرۂ ایوس۔ 2002

رقبہ : 0.20 مربع کیلو میٹر

آباد بستی : 1

آبادی : 3 مرد

محصول بستی۔

پیداوار : ناریل

MIDDLE ANDAMAN
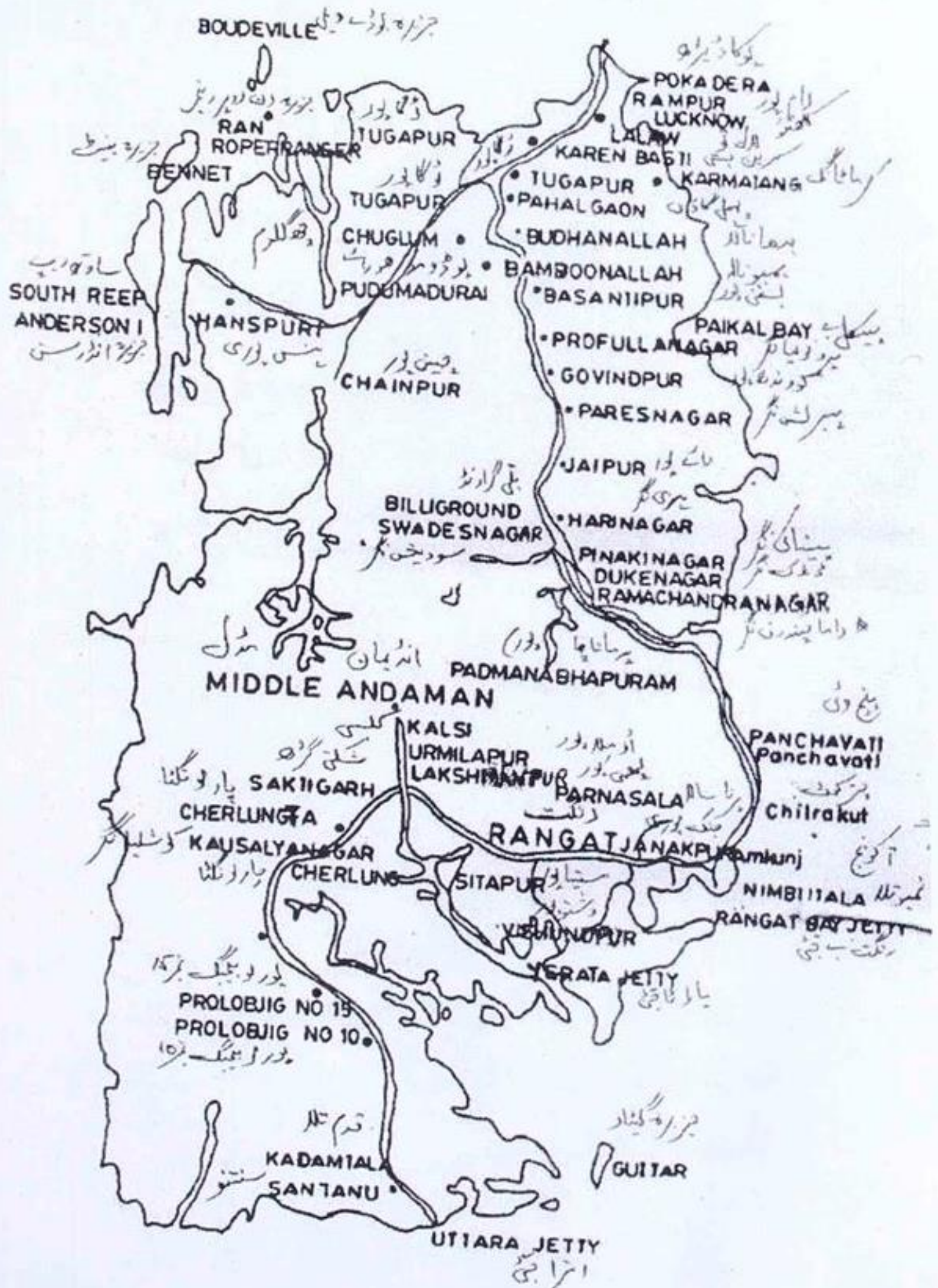
مڈل انڈمان۔ 2002

رقبہ: 50-1535 مربع کیلو میٹر

آباد بستیاں: 98

محکمہ جنگلات کے ماتحت: 1347.7 مربع کیلو میٹر

آبادی: 44901 ۔ (1991)۔ (مرد: 24254 ۔ عورتیں: 20647)

نوٹ : (1) محکمہ جنگلات : ناجائز قبضہ۔

(2) محکمہ جنگلات۔ بیٹ۔

(3) محصول بستی۔

(4) اے پی ڈبلو ڈی کیمپ۔

(5) محکمہ جنگلات محصول بیٹ۔

(6) جنگلی جانوروں اور پرندوں کی جائے پناہ۔

(7) محکمہ جنگلات۔ کیمپ۔

(8) بش پولیس۔ کیمپ۔

(9) جاروا

1) مایا بندر	(3)-(7)-(4)
2) پوکا ڈیرہ	(3)-(4)
3) داتا پور	(3)-(4)
4) لکھنؤ	(3)
5) لاتو	(3)
6) دیو پور	(3)
7) وہی	(3)-(5)
8) پہل گاؤں	(3)-(8)-(4)-(7)
9) بمبو نالہ	(1)
10) ٹوگا پور	(3)-(4)-(8)
11) چُھگلوم گم	(1)
12) بدھا نالہ	(1)
13) بمبو نالہ	(1)
14) کانچی نالہ	(1)
15) پتھر ٹکری	(7)
16) بَجوٹا	(7)
17) بَجوٹا	(1)
18) پوڈو مدوھورائی	(3)-(8)
19) بجوٹا	(8)
20) چین پور	(3)-(8)-(2)
21) چین پور	(1)
22) ہنس پوری	(3)-(8)
23) ہنس پوری	(6)

24) سیپی نکری (1)

25) رام پور (3)-(4)

26) کرما ٹانگ (3)-(7)

27) کرما ٹانگ (1)

28) کرما ٹانگ (1)

29) پیکٹ بے (1)

30) پروفولیا نگر (3)

31) بسنتی پور (3)-(4)-(8)

32) گووند پور (3)

33) پریش نگر (3)

34) برسا نگر (1)

35) جے پور (3)-(4)

36) کملا پور (3)

37) پیناکی نگر (3)

38) ہری نگر۔ بلّی گراؤنڈ (3)-(4)

39) لوکی نالہ (1)

40) ڈیوک نگر (3)

41) شانتی پور (3)

42) سودیش نگر (3)-(4)-(7

43) دھرم پور۔ سی الیف او نالہ (3)-(4)

44) تھیروون چیکولم (3)

45) راما چندرن نگر (3)

46) گٹ برٹ بے (1)

47) دھنّی نالہ (1)-(7)

48) سپلّی ٹیکری (1)

49) شیوا پورم۔ بیٹا پور (3)-(4)-(7)

50) پدما نابھا پورم (3)

51) پنچ وٹی (3)-(4)-(7)

52) آکونج (3)-(4)

53) نمبو تلا (3)-(7)

54) دشرت پور (3)

55) جانکی پور (3)

56) رنگت (3)

57) سیتا پور (3)

58) میتھیلا (3)

59) رام پور (3)-(7)

60) پرنا سالا (3)-(7)

61) پرنا سالا۔ II (7)

62) پرنا سالا۔ III (7)

63) کلسی نمبر۔3 (8)

64) کلسی نمبر۔4 (8)

65) کلسی نمبر۔6 (8)

66) کلسی (8)

67) ساگوان نالہ (7)

68) کلسی (3)

69) اُرملا پور (3)

70) پچھمن پور (3)

71) بگل تلا (4)-(7)-(3)

72) سباری (4)-(7)-(3)

73) بھرت پور (3)

74) وشنو پور (3)

75) شیام کنڈ (3)

76) شکتی گڑھ (3)

77) چارلونگلا (7)

78) کوشلیا نگر (8)-(3)

79) چارلونگلا۔II (7)

80) بروانیاں (7)-(4)

81) بین گاؤں (7)-(3)

82) پورلو بجگ (8)-(7)-(4)

83) پورلو بجگ (8)-(4)

84) پورلو بجگ (7)

85) یاراٹا بجگ (8)

86) یاراٹا بجگ (8)

87) یاراٹا بجگ (7)

88) فوسٹر ویلی (5)

89) میکارتھی ویلی (5)

90) پورلو بجنگ (8)

91) کدم تلا (7)-(3)

92) بمبو ٹکری (8)

93) سنتو (3)

94) اُترا (3)

95) گول پہاڑ (1)

96) چھوٹا لِگ بانگ (9)

97) فاؤل بے (9)

98) بارا ٹل جگ (8)

غیر آباد بستیاں :11

1) Tugapur-II (7)

2) Tugapur-V (7)

3) Luies-in-Lit-Bay (8)

4) Pitchar Nallah (7)

5) Thoraktang (7)

6) Japan Tikry (1)

7) Boroinyon 6 & 7 (7)

8) Kalsi No 5 (8)

9) Boreham Valley (7)

10) Jermy Valley (5)

11) Between Chhotalig Bay & Foul Bay (9)

پرولوب جزیرہ (Prolob Island) (2002)

رقبہ : 13.10 مربع کیلومیٹر

آبادی: 2 مرد

پیداوار: ناریل

لونگ آئلینڈ (Long Island) (2002)

رقبہ : 17.9 مربع کیلومیٹر

آبادی والے علاقے : 2

1) لالاجی بے : زراعتی کیمپ
2) لونگ آئلینڈ : محصول بستی اور محکمہ جنگلات کا کیمپ

پیداوار : ناریل، سپاری، کیلا، دھان

آبادی : 1917 (مرد : 1105۔ عورتیں : 812)

نارتھ پیسج جزیرہ : 2002

رقبہ : 22 مربع کیلومیٹر

آباد علاقے : 2

1) مارک بے : زراعتی کیمپ

2) ایلیفنٹ، اسٹون ہاربر۔محکمۂ جنگلات کا کیمپ

آبادی : 47 (مرد : 27۔عورتیں : 20)

پیداوار : ناریل، سپاری۔

اسٹریٹ جزیرہ (Strait Island) (2002)

رقبہ : 6.00 مربع کیلومیٹر

آباد بستی : 1

انڈمانی قبائلی بستی۔

آبادی : 33۔ (مرد : 22۔عورتیں : 11)

پیداوار : ناریل اور مقامی پھل۔

BARATANG

GANDHIGHAT JETTY
PAWAGIG
PAPITADERA
ADOJIG
BIJOY GARH
BARATANG I
VISHNUNALLAH
UDAY GARH
BOUICHA
MIDDLE STRAIT
SOUTH CRECK
SUNDERGARH
KANCHANGARH
NILAMBUR
ABYGARH
ROCLACHANG
LALTIKRY
NAYAGARH
WRAFTERCRECK
KATTAKHARI
ANDAMAN MIDDLE STRAIT

جزیرہ بارہ ٹانگ (Baratang Island) (2002)

رقبہ : 297.80 مربع کیلومیٹر

آبادی : 5560 (مرد : 3036 عورتیں : 2524)

پیداوار : ناریل، سپاری، دھان، مقامی پھل

نوٹ : 1) محکمہ جنگلات میں ناجائز قبضہ
2) محکمہ جنگلات کیمپ
3) بی ڈبلو ڈی کیمپ
4) محصول بستی
5) بش پولیس کیمپ

آباد بستیاں : 22

1) پاواجگ (Pawajig) (2)
2) پاواجگ (Pawajig) (2)
3) پپیتا ڈیرہ (Papita Dera) (2)
4) آڈوجگ (Adojig)
5) بیجوئے گڑھ (Bijoygarh) (4)
6) اُدے گڑھ (Udayagarh) (4)
7) شنکر نالہ (Shankar Nallah) (3)

8) وشنو نالہ (Vishnu Nallah) (3)

9) ساؤتھ کریک (South Creek) (2)-(3)

10) ساؤتھ کریک (South Creek) (1)

11) سندر گڑھ (4)

12) کنچن گڑھ (4)

13) نیلم بور (Nilambur) (4)

14) مڈل اسٹریٹ (Middle Strait) (2)-(5)

15) ابھایا گڑھ (Abhayagarh) (4)

16) رنگ لاچھنگ (Ranglachang) (4)

17) رنگ لاچھنگ (Ranglachang) (4)

18) نیا گڑھ (Nayagarh) (4)

19) رجت گڑھ (Rajatgarh) (4)

20) رافٹر کریک (Wrafter Creek) (4)

21) رافٹر کریک (Wrafter Creek) (1)

22) لوروجگ (Lorrojig) (2)

غیر آباد بستیاں :2

1) بولچا (Bolcha) (1)

2) نیلم بور (NIlambur) (1)

جزیرہ پیل (Peel Island)

رقبہ : 27.84 مربع کیلومیٹر

آبادی : 4 فرد۔ مرد

آباد بستی : 1

جزیرہ پیل۔ نمبر دو محکمہ جنگلات کیمپ

غیر آباد بستیاں : 3

1) جزیرہ پیل نمبر III ۔ محکمہ جنگلات کیمپ
2) جزیرہ پیل نمبر I ۔ محکمہ جنگلات کیمپ
3) جزیرہ پیل نمبر IV ۔ محکمہ جنگلات کیمپ

HAVELOCK

Lopaum harbour camp
Govind nagar
Vijay nagar
Yatrik
Syam nagar
Krishnanagar
Water supply point
Radhanagar
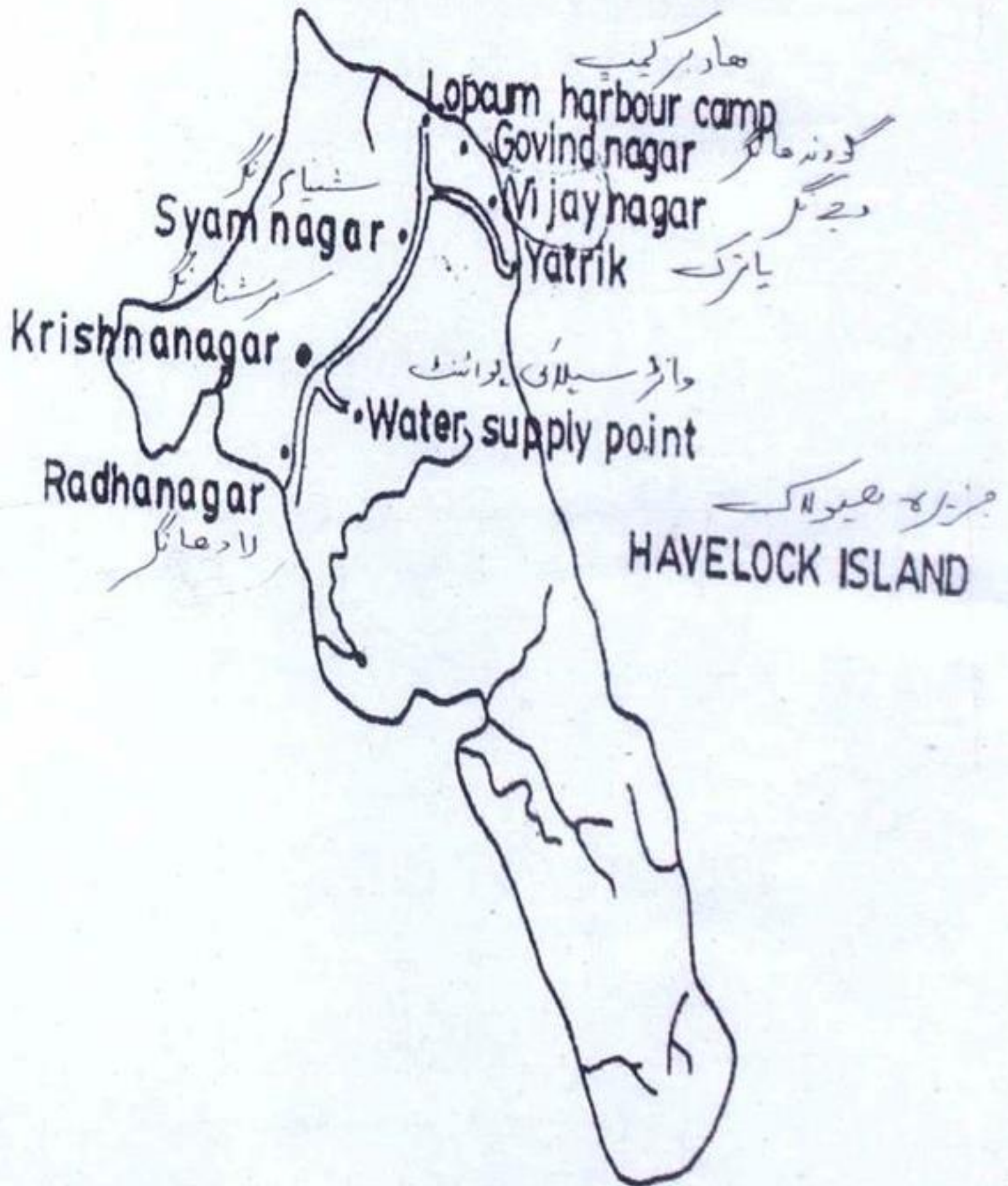
HAVELOCK ISLAND

ھیولاک جزیرہ (Havelock Island) (2002)

رقبہ : 113.90 مربع کیلو میٹر

آبادی : 3681 (مرد : 1955۔ عورتیں : 1726)

پیداوار : ناریل، سپاری، دھان، سبزیاں، مقامی پھل

جنگلات : 27.84 مربع کیلو میٹر

آباد بستیاں : 5

1) بیجوے نگر (محصول بستی)
2) گووندا نگر (محصول بستی)
3) شیام نگر (محصول بستی)
4) کرشنا نگر (محصول بستی)
5) رادھا نگر (محصول بستی)

جزیرہ جون لارینس (2002)

رقبہ : 41.98 اسکوئر کیلو میٹر

آبادی : 53 (مرد : 35۔ عورتیں : 18)

جنگلات : 41.98 مربع کیلو میٹر

آباد بستی : 1

1) جون لارینس : محکمہ جنگلات کا کیمپ

NEIL

جزیرہ نیل

بھرت پور
Bharatpur

لچھمن پور
Lakshmanpur

نیل کیندر
Neilkendra

ستیانگر
Sitanagar

رام نگر
Ramnagar

NEIL ISLAND

جزیرہ نیل

جزیرہ نیل (Neil Island) (2002)

رقبہ : 18.90 مربع کیلو میٹر

آبادی : 2463 (مرد : 1379۔ عورتیں : 1084)

پیداوار : ناریل، سپاری، دھان، سبزیاں، مقامی پھل۔

جنگلات : 6.94 مربع کیلو میٹر

آباد بستیاں : 5

1) سیتا پور (محصول بستی)
2) بھرت پور (محصول بستی)
3) نیل کیندر (محصول بستی)
4) لچھمن پور (محصول بستی)
5) رام نگر (محصول بستی)

پورٹ بلیر اور اطراف

PORT BLAIR AND ENVIRONS
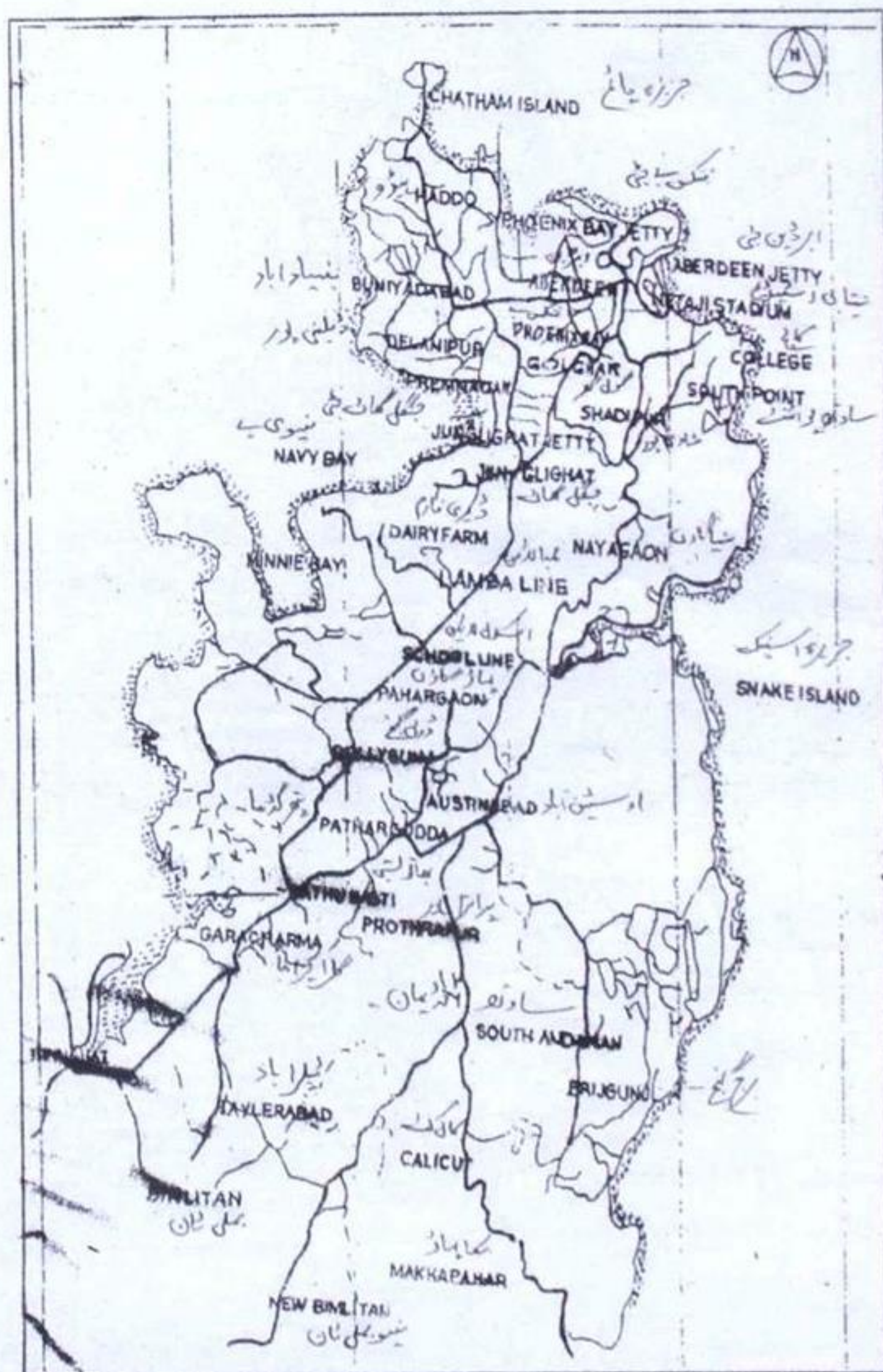
ساؤتھ انڈمان (2002)

رقبہ : 1347.97 مربع کیلومیٹر

آبادی : 29867 (مرد : 77003۔ عورتیں : 61093)

جنگلات : 883.40 مربع کیلومیٹر

آباد بستیاں : 96

نوٹ:1) محکمہ جنگلات ناجائز قبضہ

2) محصول بستی

3) محکمہ جنگلات کیمپ

4) بش پولیس کیمپ

5) محکمہ زراعت فارم

6) جانوروں اور پرندوں کی جائے پناہ

7) اے پی ڈبلو ڈی کیمپ

آباد بستیاں :

1) منی بے (2)

2) اسکول لائن (2)

3) ڈولی گنج (2)

4) پہاڑ گاؤں (2)

5) آسٹن آباد	(2)
6) بُرو کشاباد	(2)
7) برچ گنج	(2)
8) پروتھرا پور	(2)
9) گاراچرما	(3)-(2)
10) ٹیلر آباد	(2)
11) کالی کٹ	(2)
12) بیڈن آباد	(2)
13) رنگا چان۔ مکّا پہاڑ	(1)
14) رنگا چان	(2)
15) کوڈیا گھاٹ۔ برما نالہ	(1)
16) بمبلی ٹان	(2)
17) چھڑیا ٹاپو	(3)-(2)
18) بڑا نالہ بڑا بالو	(1)
19) مُنڈا پہاڑ	(1)
20) بڑا بالو	(3)
21) مڈل اسٹریٹ	(4)
22) شول بے (Shoal Bay) 19	(3)
23) شول بے۔17	(3)
24) شول بے۔10 (8 سے 12)	(7)-(2)-(3)
25) مرچی ڈیرہ پہاڑ	(1)
26) کالاٹانگ	(3)-(2)
27) رائٹ میو	(3)-(2)

28) مدھوبن (3)-(2)

29) ملا پورم (2)

30) منار گھاٹ (3)-(2)

31) وِمبرلی گنج (3)-(2)

32) اِسٹورٹ گنج (2)

33) ماؤنٹ ہیریٹ (3)-(2)

34) نارتھ بے (2)

35) ہوپ ٹاؤن (2)

36) شور پوائنٹ (Shore Point) (2)

37) بمبو فلاٹ (3)-(2)

38) گووندا پورم (2)

39) کنیا پورم (2)

40) کڈاکا چنگ (3)-(2)

41) علی پور (2)

42) متھرا (2)

43) بندرا بَن (2)

44) بیچ (Beach) ڈیرہ (1)

45) جھنگا نالہ (7)-(4)

46) مائیل تِلک (3)-(2)

47) مائیل تِلک (1)

48) مائیل تِلک (5)

49) مائیل تِلک (4)

50) کوفی پلوٹ (4)

51) جرکا ٹانگ (1)

52) جرکا ٹانگ۔ نمبر2 (2)-(4)

53) جرکا ٹانگ۔ نمبر7 (3)

54) پوٹا ٹانگ (3)

55) پورٹ میڈو (3)

56) فراد گنج (2)-(3)

57) آنی کیت (2)

58) نمونا گھر (2)-(3)

59) ڈنڈاس پوائنٹ (2)

60) میٹھا کھاڑی (2)

61) کیڈل گنج (2)

62) سونا نالہ (4)

63) ٹمپل میو (2)

64) تیرور۔ III (4)

65) تیرور۔ I (4)

66) انجلی نالہ (4)

67) تیرور (2)-(4)

68) ہربرٹ آباد (2)

69) تیرور۔ IV (4)

70) کولن پور (2)

71) مان پور (2)

72) ٹشنا باد (2)-(3)

73) اوگرا براج (2)

74) مسلم بستی (2)

75) ھابڑی پور (2)

76) موہوا ڈیڑا (2)

77) بالو گھاٹ (2)

78) پورٹ مونٹ (2)-(3)-(6)

79) بدمعاش پہاڑ (2)

80) کریک آباد (2)

81) چھولداری (2)

82) میمیو (2)

83) میمیو (1)

84) وَن ڈُور (1)-(3)

85) حشمت آباد (2)

86) حشمت آباد (1)

87) ہمفری گنج (2)

88) دھانی کھاڑی (2)

89) بپّی گھاٹ (2)

90) نیا شہر (2)-(3)

91) نیا شہر (1)

92) منگلو ٹان (2)-(3)

93) منگلو ٹان (1)

94) گپتا پاڑا (2)

95) منٹگمری لائن ڈیرہ (1)

96) منٹگمری (2)

غیر آباد بستیاں :

1) پانی گھاٹ	(1)
2) پونہ نالہ	(7)-(4)

جزیرہ رُٹ لینڈ۔ (Rutland Island) (2002)

رقبہ	: 137.20 مربع کیلومیٹر
آبادی	: 562 (مرد : 333۔ عورتیں : 229)
پیداوار	: ناریل، سپاری، دھان، سبزی، مسالے
جنگلات	: 136.17 مربع کیلومیٹر

آباد بستیاں : 5

1) رُٹ لینڈ آئلینڈ	(1)
2) بمبو نالہ	(2)
3) بڑا کھاڑی	(2)
4) انار کلی	(3)
5) ٹُرٹُری	(2)

نوٹ : (1) محصول بستی (1)

(2) محکمہ جنگلات کیمپ

نارتھ سینتھینل آئی لینڈ

(2002) (North Sentinal Island)

رقبہ : 59.67 مربع کیلو میٹر

آبادی : 26 (مرد : 14۔ عورتیں : 12)

آبادی بستی : 1

سینتھینل (Sentinelese)

نارتھ سینتھینل لینڈ

LITTLE ANDAMAN
جزیرہ لٹیل انڈیمان
BOMILA CREAK
PALANK
EQUBEIONG CREEK
مینگروف
MANGROVES
مینگروف
MANGROVES
TAMPE-E-W
TOKOBUC
DUGONG CREEK
(TRIBAL CAMP)
JACKSON CREEK
MANGROVE
DENSE MIXED JUNGLE
BEDEABDALU
لٹیل انڈیمان
LITTLE ANDAMAN
TOCKANGCAU
RABINDRA NAGAR
BEAWILIMIARA
ONGEGWABAONGE
FOREST CAMP
(F. P. D. C.)
JALANDE
ENDCAGETCOA
RAMAKRISHNAPURAM
FOREST CAMP
REDAIL FARM
CAMP
BUTLER BAY
TAIBRABC
NETAJI NAGAR
DENSE MIXED FOREST
M/S ASIA COMPANY CAMP
BUTLERBAY FOREST
CAMP
WEST BAY
BREAK WATER
HUT BAY
HARMINDER BAY
SOUTH BAY LIGHT
HOUSE CAMP
SOUTH BAY

لِٹل انڈمان (Little Andaman) (2002)

رقبہ : 731.60 مربع کیلومیٹر

آبادی : 12247 (مرد : **6703**۔ عورتیں : 5544)

پیداوار : ناریل، سپاری، دھان، کاجو، مسالے، پھل، سبزی، سرخ تیل پام

جنگلات : 706.49 مربع کیلومیٹر

نوٹ : (1) محصول بستی۔

(2) محکمہ جنگلات کارپوریشن۔

(3) اونگی بستی۔

(4) نیکوباری بستی۔

(5) ریڈ آئل پام نرسری۔

(6) ایشیا ٹمبر۔

(7) لائٹ ہاؤس کیمپ۔

آباد بستیاں : 19

1) ڈُگونگ کریک	(3)
2) وِویک آنندا پورم	(1)
3) رابندر نگر	(2)

4) فارسٹ کیمپ 19KM (2)

5) راما کرشنا پورم (1)

6) فارسٹ کیمپ 14KM-III (2)

7) فارسٹ کیمپ 14KM-II (2)

8) فارسٹ کیمپ 14KM-I (2)

9) بٹلر بے۔ فارسٹ کیمپ 4-III (2)

10) بٹلر بے۔ فارسٹ کیمپ 4-IV (2)

11) بٹلر بے۔ فارسٹ کیمپ 4-II (2)

12) بٹلر بے۔ فارسٹ کیمپ 4-I (2)

13) نیتا جی نگر (2)

14) ریڈ آئل پام نرسری کیمپ (5)

15) ایشیا اینڈ کمپنی (6)

16) ہَٹ بے۔ ایریا (1)

17) ہربندر بے (4)

18) ساؤتھ بے (7)

19) ساؤتھ بے (3)

جزیرہ فلیٹ بے (Flat Bay Island) (2002)

رقبہ : 0.14 مربع کیلومیٹر

آبادی : 2 (مرد : 1۔ عورت : 1)

پیداوار : ناریل، سپاری، سبزی، مسالہ

آباد بستی : 1

1) فلیٹ بے۔ محصول بستی۔

جزیرہ وائپر (Viper Island) (2002)

رقبہ : 0.50 مربع کیلومیٹر

آبادی : 7 (مرد : 7)

پیداوار : ناریل

آباد بستی : 1

1) جزیرہ وائپر : محصول بستی

CAR NIOCBAR

جزیرہ کار نیکوبار

KEATING PONT

کیاٹنگ پوائنٹ

KINMAI

کین مئی

اسمال لپاتی

MUS

موس

SMALL LAPATHY

بیگ لپاتی

BIG LAPATHY

TAPOIMING

تپوئے مِنگ

SAWAI

سوائی

TEETOP

ٹی ٹوپ

چکچکیا

CHUCKCUCHA

کینیوکا

KINYUKA

TAMALOO

تمالو

PERKA

پرکا

ہیڈ کوارٹر

HEAD QTR.

MALACCA

ملاکا

آئی اے ایف کیمپ

I.A.F. CAMP

ارونگ

ARONG

کاکانا

KAKANA

اوک چانگ

AUKCHANG

KIMOS

کیموس

پاول پوائنٹ

POUL POINT
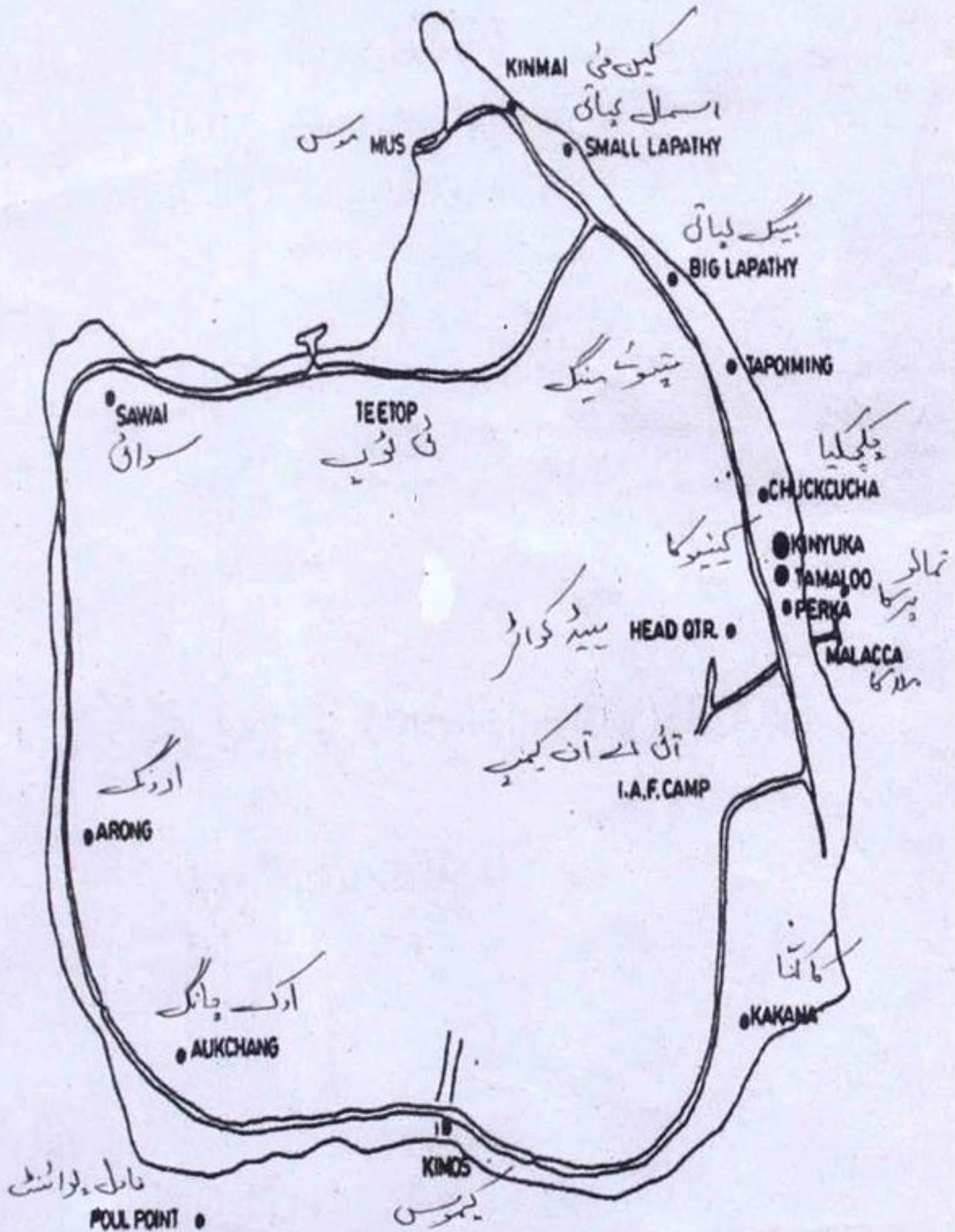
جزیرہ نِکوبار

جزیرہ کارنکوبار (Car Nicobar Island) (2002)

رقبہ : 126.90 مربع کیلومیٹر

آبادی : 19336 (مرد : 10164۔ عورتیں : 9172)

پیداوار : ناریل، سپاری

آباد بستیاں : 16

1) موس
2) بِکن مئی
3) اسمال لپاتی
4) بگ لپاتی۔ جینتی
5) تیٹوئی مینگ
6) چکچو چا
7) کینیوکا
8) تمالو
9) پرکا
10) ملاکا
11) ائی ایف کیمپ
12) کاکنا
13) کیموئس
14) اُرونگ
15) سَوائی
16) ٹی ٹوپ

جزیرہ چاورا (Chowra Island) (2002)

رقبہ : 8.20 مربع کیلومیٹر

آبادی : 1225 (مرد : 637۔ عورتیں : 588)

پیداوار : ناریل

آباد بستیاں : 5

1) تاہیلا (اے بی ڈبلو ڈی کیمپ)۔

2) چونگ کا مونگ۔ 3) ال ہیٹ

4) کویتاسک۔ 5) رائے ہیبیون

جزیرہ ترسّیا (Teressa Island) (2002)

رقبہ : 101.40 مربع کیلو میٹر

آبادی : 1779 (مرد : 971۔ عورتیں : 808)

پیداوار : ناریل، سپاری

جنگلات : 60.00 مربع کیلو میٹر

آباد بستیاں : 11

1) اِلورانگ
2) اَلورا
3) اِنَم
4) لُکسی
5) کلارا
6) چھک ماچھی
7) سفید بالو
8) مینیوک
9) کناکینوٹ
10) کالسی
11) بنگالی (اے پی ڈبلو ڈی کیمپ)

جزیرہ بم پوکا (Bampoka Island) (2002)

رقبہ : 13.30 مربع کیلومیٹر

آبادی : 51 (مرد : 23۔ عورتیں : 28)

پیداوار : ناریل

جنگلات : 10.00 مربع کیلومیٹر

آباد بستی : 1

1) جزیزہ بم پوکا

KATCHAL
NORTH BAY
WEST BAY KATCHAL
KAPANGA
JHOOLA
AUSAMA
NIRMANNAGAR
EAST BAY
HITLAT
SANAYA
REVELLO
CHANNEL
CHENGTAMILAN
KOSA
WEST BAY
HONTANA
KAMRIAK
HUTNYAK
SOUTH BAY
MAPAYALA
VIAYTAPU
KULATAPANGIA

جزیرہ کچال (Katchal Island) (2002)

رقبہ : 174.40 مربع کیلو میٹر

آبادی : 5072 (مرد : 2747۔ عورتیں : 2325)

پیداوار : ناریل، سپاری، کاجو، ربڑ۔

جنگلات : 120.00 مربع کیلو میٹر۔

آباد بستیاں : 34

1) جھولا (اے پی ڈبلو ڈی کیمپ)
2) جنسین (اے پی ڈبلو ڈی کیمپ)
3) ہٹلیٹ
4) مواتاپس / ماراتاپیا
5) چونگ ہیو
6) سنایا
7) الکی پو / الکری پو
8) اَلہی توت / اَلہی لوت
9) کتھاہووا
10) کومیکیا
11) کام راک
12) ہوٹ نیاک
13) اونگولونگ ھو
14) چون سیالا

15) ہونلونا

16) کولاتا پنکیا

17) ویباوتاپو

18) ہوئی پوہ

19) مایا یالا

20) چھنگ تاملَن

21) انکونا۔ الکون

22) تانی

23) ہاکون ہالا

24) ریکوم لونگ

25) سوتو ملکوا

26) تون رکن / تواکن

27) ہلنا تا / ھوانا تائی

28) التافل

29) کواتن پیو

30) الساما

31) کپنگا (محکمہ جنگلات کیمپ۔ اے پی ڈبلو ڈی کیمپ)

32) کوپنگا

33) مل ڈیڑہ

34) ویسٹ بے کچال / ہنڈرا

غیر آباد بستی :

1) کلمینی گن / کلمنکم

NANCOWRY

CHAMPIM
HINNUNGA
ALIHEAK
HINTONA
TARONG
Lopai
NANCOWRY
NEANG
PAYAK
HINDRA
MUS
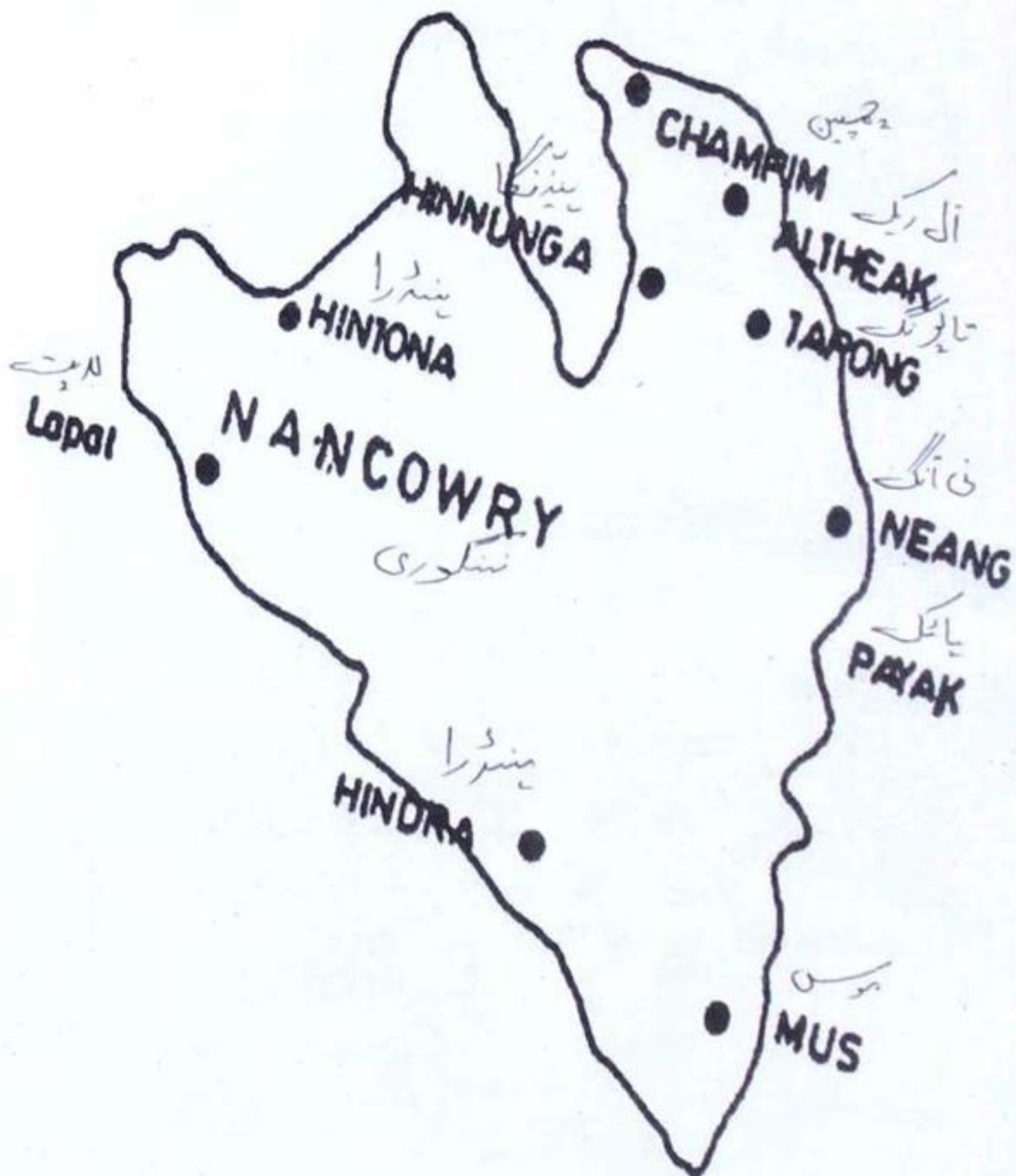
جزیرہ ننکوری (Nancowry Island) (2002)

رقبہ : 66.90 اسکوائر کیلو میٹر

آبادی : 1014 (مرد : 560۔ عورتیں : 454)

پیداوار : ناریل، سپاری

جنگلات : 40.00 مربع کیلو میٹر

آباد بستیاں : 16

1) لاپت
2) ہنڈرا
3) موس
4) پالک
5) نی آنگ
6) تاپونگ۔ کابیلا
7) لانوانگا
8) التیک
9) ال۔ہت۔ٹچ۔ بالوبستی
10) ملاکا
11) چمپن
12) ہٹنگا
13) تپانی۔ تپائینی
14) اتیوئی
15) آل رِیک
16) ہتونا

غیر آباد بستیاں :

1) اَلپ / آلپس
2) اِن راک / چھنیاک
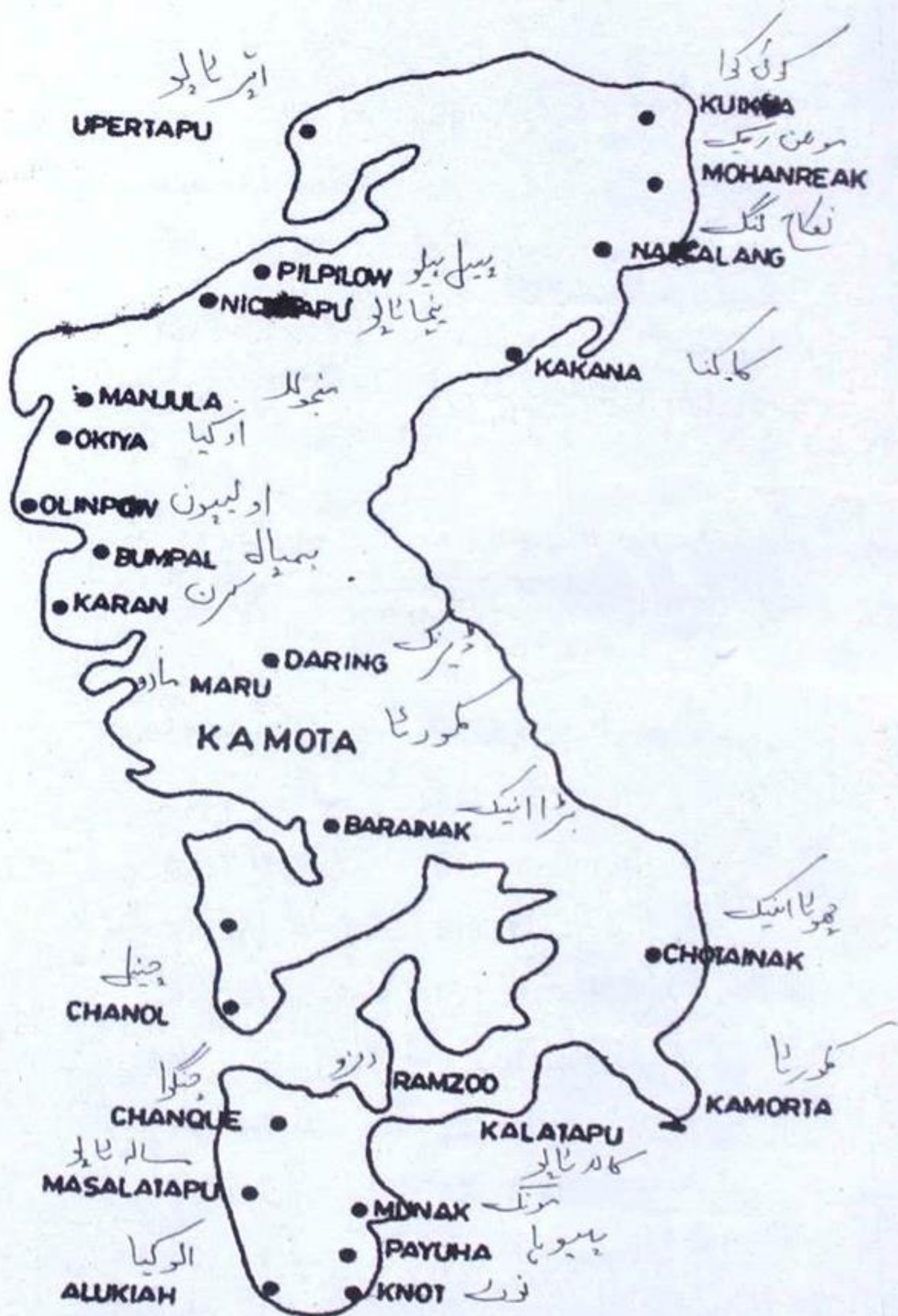
جزیرہ کمورٹا (Kamorta Island) (2002)

رقبہ : 188.20 مربع کیلومیٹر

آبادی : 2973 (مرد : 1693۔ عورتیں : 1280)

پیداوار : ناریل، کاجو

جنگلات : 140.00 مربع کیلومیٹر

آباد بستیاں : 27

1) اپر ٹاپو
2) پل پیلو۔ اے پی ڈبلو ڈی کیمپ
3) نیچا ٹاپو
4) منجولا
5) اوکیا / چیّا
6) اولیپون / ال ہپاون
7) بُمپال
8) ڈیرنگ (اے پی ڈبلو ڈی کیمپ)
9) مارو
10) چینل (چینول)
11) بندر کھاڑی۔ پولو
12) ال پینٹو۔ ال ہن ٹنگ
13) چنگوا۔ چنکپ
14) مسالہ ٹاپو
15) الوکیا۔ الوکچک
16) نوٹ (Knot)
17) پیُوہا
18) مونک
19) رمزو
20) کمورٹا۔ کالا ٹاپو (محکمہ جنگلات اور اے پی ڈبلو ڈی کیمپ)
21) چھوٹا اینک
22) بیڑا اینک۔ بڑا اینک
23) وِکاس نگر
24) کا کنا
25) نِیا کا لَنگ
26) موریک۔ کوریکپ
27) کوئی گوا

غیرآباد بستیاں : 5

1) کرن۔ کرو 2) تمائی
3) الواِن ٹنگ 4) توامی۔ انمی
5) اِنمیَ

جزیرہ ٹِرنکیٹ (Trinket Island) (2002)

رقبہ : 36.30 مربع کیلومیٹر
آبادی : 350 (مرد : 183۔ عورتیں : 167)
پیداوار : ناریل
جنگلات : 20.00 مربع کیلومیٹر

آباد بستیاں : 4

1) سفید بالو 2) ٹِرنکیٹ لاھوم
3) تاپیانگ (کہوئی ھوا) 4) کاپلا

غیر آباد بستی : 1

1) ھوکوک

جزیرہ پُلومیلو (Pulomilo Island) (2002)

رقبہ : 1.30 مربع کیلو میٹر

آبادی : 122 (مرد : 78۔ عورتیں : 44)

پیداوار : ناریل

آباد بستی : 1

1) پُلومیلو

جزیرہ لِٹل نکوبار (Little Nicobar Island) (2002)

رقبہ : 159.10 مربع کیلو میٹر

آبادی : 308 (مرد : 173۔ عورتیں : 135)

پیداوار : ناریل، سپاری

جنگلات : 155.00 مربع کیلو میٹر

آباد بستیاں : 20

1) اَنول/ اَنولا　　2) مکہاہو/ مکاچوا

3) اکوپا　　4) اِنلوک/ اِنفوک

5) پولوتالیو/ پولوتوہیو (پولو تیائی)　　6) پُلو بہا (پیہاتی فن)

7) بیُوئی (کووک)
8) کییا نگ
9) پولولو/ پولولو
10) ہوان/ اِکوئیا
11) پیا
12) پولو بھا/ پولو بہن
13) پاتیا
14) اولنج (بمبئی)
15) انلاک (پاتیا)
16) پیلو پنجا
17) الہی/ ایہویا
18) اِنود
19) پاہایو
20) باہُوا

غیر آباد بستیاں : 2

1) منلانا/منلن
2) ہوکیسیا نگ

کونڈول (Kondul) (2002)

رقبہ : 4.60 مربع کیلو میٹر

آبادی : 147 (مرد : 76 عورتیں : 71)

پیداوار : ناریل

آباد بستی : 1

1) کونڈول

جزیرہ گریٹ نیکوبار

GREAT NICOBAR
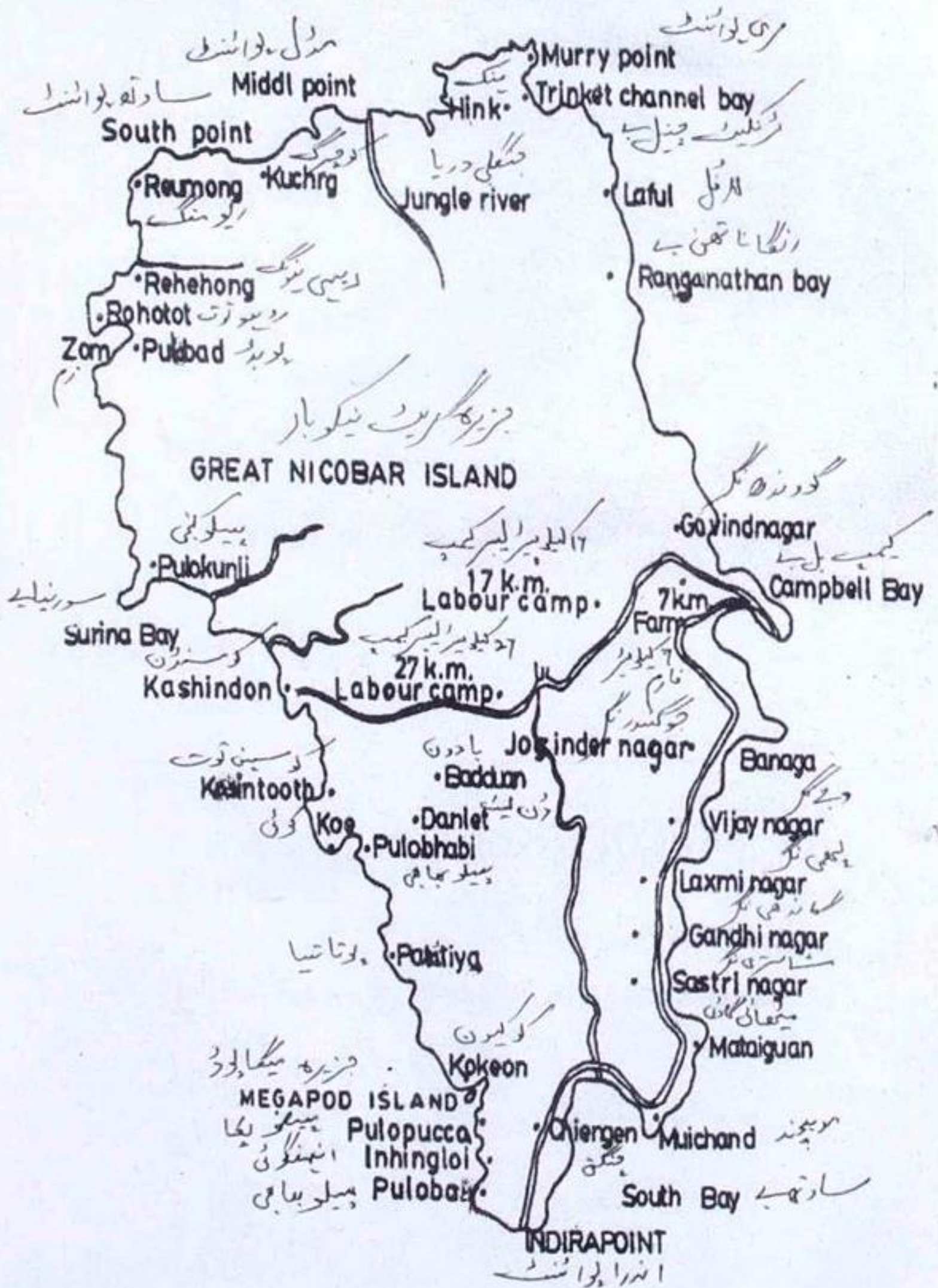
جزیرہ گریٹ نکوبار

(2002) (Great Nicobar Island)

رقبہ : 1045.10 مربع کیلو میٹر

آبادی : 6831 (مرد : 4006۔ عورتیں : 2825)

پیداوار : ناریل، سپاری، دھان، کاجو، پھل۔

جنگلات : 960.40 مربع کیلو میٹر

آباد بستیاں : 34

1) پیلو بیڈ
2) پیلو کنجی
3) دریائے الگزینڈر کے قریب ایک بستی
4) 27.9 کیلو میٹر پر ایک بستی
5) 27 کیلومیل پر لیبر (مزدور) کیمپ مشرق مغرب روڈ پر
6) کوپن ہیٹ (Kopen Heat)
7) کوسین توت
8) بادوان۔ ڈیگو کیمپ 26 کیلو میٹر پر
9) ڈن لیٹ
10) کوئی

11) ڈ کیون۔ 12) پُلو بھابی
(کوکیون کے قریب)

13) پوتا تیا 14) کوکیون

15) پُلو پکا 16) انہینگ لوئی

17) پُلو باہا 18) اندارا پوائنٹ
پگمیلین
(پگمیلین پوائنٹ)

19) چینگن 20) شاستری نگر

21) گاندھی نگر 22) پچھی نگر

23) وجے نگر

24) جوگندر نگر ناریل ٹکڑی۔
(محکمہ جنگلات کا کیمپ اور اے پی ڈبلو ڈی کا کیمپ)

25) 7 کیلو میٹر فارم 26) گووندہ نگر

27) کیمپ بل بے۔ (محکمہ جنگلات کا کیمپ اور دو کیمپ
اے پی ڈبلو ڈی کے جتی کے نزدیک)

28) ٹرنکیٹ چینل بے 29) پُلو بیڈ (لبالو)

30) راہا کیمپ 35.4 کیلو میٹر 31) کوچو کیمپ
کے قریب (ڈوگمار دریا کے قریب)

32) پُلو پکا کے قریب ایک بستی 33) کاوو کیمپ
(چینگن کے قریب)

34) ڈیوک کیمپ
(پُلو باہا کے قریب)

غیر آباد بستیاں : 10

1) دریائے ڈوگمار
2) دریائے الگو ینڈر
3) ایک نئی بستی
4) ریک مچھنگ
5) 8.5 کیلو میٹر کیمپ
6) رنگا تاتھن بے
7) ایک نئی بستی
8) ایک نئی بستی
9) لافل
10) شاہ بے

ماخذ :

—— Directorate of Economics and Statistics
Andaman and Nicobar Administrattion, Port Blair

آٹھواں حصہ

چند بھولی بسری ہستیاں

(1) نظیر محمد (1871-1923) پنڈت اجودھیا رائے

پنڈت اجودھیا رائے فرزند پنڈت جیون رائے۔ رہنے والے گاؤں کیوٹار، ضلع شاہجہاں پور، اودھ، کیوٹار میں دو گروپ کے درمیان زمین کے سلسلے میں تکرار کی بنا پر سبھوں کو حراست میں لیا گیا۔ اور بریلی جیل میں رکھا گیا۔ اسی دوران بریلی جیل میں انگریزوں کے خلاف سخت جھڑپ ہوئی۔ اور پھر فائرنگ ہوگئی۔

پنڈت اجودھیا رائے پر مقدمہ قائم ہوا۔ کالے پانی کی سزا سنائی گئی۔ انڈمان 3 جنوری 1871 کو انڈمان لائے گئے۔ جزیرہ روس میں رکھا گیا۔ یہ سنسکرت کے اسکالر تھے۔

مجاہدین آزادی اور دیگر مجرموں کی تعداد بڑھتی گئی۔ تب ان کے رہنے کے لئے کئی جگہ کیمپ بنائے گئے۔ لکڑی کے بیرک۔ ان میں سے ایک کیمپ موجودہ پولیس لائن میں بنایا گیا۔ جس میں 4 بیرک تھے جو آج بھی موجود ہیں۔ ان میں سے ایک بیرک میں پنڈت اجودھیا رائے کو رکھا گیا۔ ان کے گروپ کے ذمہ چکر گاؤں کے آس پاس جنگلات کو کاٹنا تھا۔ گھنے جنگلات۔ کئی طرح کے زہریلے کیڑے مکوڑے ہر کہیں موجود۔ بہت ہی دشوار کام تھا۔ مگر کرنا پڑتا۔

اس گھنے جنگل میں ایک جھونپڑی تھی۔ چھوٹا سا باغیچہ، بکریاں، مرغیاں وغیرہ۔

قدرتی پانی کا چشمہ بھی۔ اس جھونپڑی میں مہر علی شاہ (سجادہ نشین) سائیں رہا کرتے تھے۔ اپنی بیوی، بیٹی کے خدمت گاروں کے ساتھ۔ یہ ملتان کے رہنے والے تھے۔ محکمہ پولیس میں ان کے کئی مرید تھے۔ پولیس میں اس زمانے میں زیادہ تر لوگ شمال مغربی سرحدی صوبہ کے تھے۔ وہ لوگ اپنے پیر مہر علی شاہ کو برکت کے طور پر اپنے ساتھ لائے۔ اور انکی مرضی کے مطابق ان کی خدمت کرتے۔

پنڈت جی اور ان کے ساتھی جنگل کی کٹائی کرتے کرتے تھک جاتے۔ پیاسے ہوتے تب اس جھونپڑی میں جاتے پانی پینے کے لئے۔ مہر علی شاہ خوشی خوشی انکی خدمت کرنے لگتے۔ ثواب کی نیت سے۔ مٹی کے گھڑے میں رکھا ہوا ٹھنڈا پانی خوب سیر ہوکر پیتے۔ کچھ آرام کرتے۔ کچھ اور مل جاتا تو کھا لیتے۔ پنڈت جی مہر علی شاہ سے بہت مانوس تھے۔ جب وقت ملتا انکی خدمت میں حاضری کا سلسلہ بڑھتا چلا گیا۔ پنڈت جی شاہ جی کے قریب ہوتے گئے۔ ملاقات بڑھتی گئی۔ خدمت کا دائرہ بھی بڑھتا گیا۔

پنڈت اجودھیا رائے کی رہائی 1891 میں ہوئی۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ نام نظیر محمد رکھا۔ مہر علی شاہ کی بیٹی فتح بی بی سے نکاح ہوا۔ 1892 میں نکاح خود مہر علی شاہ نے پڑھایا۔ ان سے تین بیٹے ہوئے۔

(1) عبدالسلام (10.1.1893)۔ (2) عبدالسبحان (13.10.1894)۔ (3) عبدالرحمٰن I (20.9.1896)۔

پہلی بیوی کے انتقال کے بعد دوسرا نکاح 1899 میں ملابار کی چاند بی بی سے کیا۔ اس سے چھ بیٹے ہوئے۔

(1) عبدالجبار۔ (2) احمد عبدالرحمٰن II (21.2.1901)۔ (3) محمد (28.5.1902)۔ (4) عبد الخلیل (23.11.1904)۔ (5) عبد الجلیل (31.1.1909)۔ (6) عبدالغفور (1.3.1910)۔

یہ خاندان اتنا بڑھا، اتنا بڑھا کہ اسکا احاطہ کرنا مشکل ہوگیا۔

نظیر محمد کا انتقال 23 جون 1923 کو ہوا۔ فنکس بے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

(2) مولانا حافظ محمد علی

مولانا حافظ محمد علی، جامع مسجد ابرڈین کے سابق پیش امام تھے۔ ایم عبدالغفور کو یکم جون 1930 میں پرائمری اسکول ٹیچر کی ملازمت ملی۔ اور حکومت نے فوراً ٹیچر ٹریننگ کے لئے رنگون بھیج دیا۔ جب ٹیچر ٹریننگ مکمل کر کے 1931 کو گھر واپس لوٹ رہے تھے تب عبدالسبحان سابق سکریٹری جامع مسجد ابرڈین نے ان کو ذمہ دیا کہ رنگون سے مولانا حافظ محمد علی کو اپنے ساتھ لیتے آئیں۔ ان کی یہاں انڈمان کی جامع مسجد میں بطور پیش امام تقرری ہوگئی جسے ایم عبدالغفور نے باخوبی انجام دیا۔

مولانا محمد علی جون پور کے رہنے والے تھے۔ قریب 29 سال انہوں نے جامع مسجد ابرڈین میں پیش امام کی ذمہ داری بہت خوش اسلوبی سے انجام دی۔ 85 سال قبل مشکل سے دو یا تین سند یافتہ مولوی یہاں تھے۔ کتنا مان تھا۔ کتنی عزت تھی۔ بڑی شان سے اپنی زندگی یہاں گزاری۔

جمعہ کی نماز میں خطبہ اولیٰ اردو میں، خطبہ ثانی عربی میں ہوتا تھا۔ مسجد میں اور گھروں میں میلاد کے بعد سلام کھڑے ہوکر پڑھتے تھے۔ میلاد النبیؐ کے موقع پر جامع مسجد میں جلسے میں تقریروں میں غیر مسلم اسکالر بھی شامل ہوتے تھے۔ مسجد کے باہر پردے لگائے جاتے جہاں عورتیں بیان سننے، سلام پڑھنے اور دعا میں شامل ہونے آتیں تھیں۔ مدرسہ میں لڑکے اور لڑکیاں پڑھتے۔ قبرستان میں نماز جنازہ کے بعد میّت کو دفنانے کے بعد درود شریف پڑھی جاتی اور امام لمبی دعا کراتے اور بہت ساری باتیں ہیں۔ غرض وہ زمانہ بڑا آسان، بڑا اطمینان اور سکون والا تھا۔ بڑی سادگی تھی۔ بڑا اپنا پن تھا۔ آپس میں محبت میل ملاپ، بھائی چارہ تھا۔ کھلا ذہن کھلا دل تھا۔ نہ لالچ تھا۔ نہ خودغرضی تھی۔

مولانا حافظ محمد علی کو انکے کہنے پر نومبر 1960 کو وظیفہ دے کر بڑی عزت اور احترام کے ساتھ وطن واپس روانہ کیا گیا۔

5 دسمبر 1964 کو آپ کا انتقال اپنے گھر جون پور میں ہوا۔

(3) شیر علی، مرد مجاہد (مئی 1869 سے مارچ 1872)

شیر علی کے والد کا نام ولی تھا۔ ان کی پیدائش کابل کے ایک گاؤں میں ہوئی۔ شیر علی پنجاب پولیس کے گھوڑ سوار دستہ میں ملازمت کرتا تھا۔ کئی انگریز افسروں کے ماتحت کام کرچکا تھا۔ خاندانی رنجش اور نااتفاقی کی بنا پر کالے پانی کی سزا ہوئی۔ 22 اپریل 1867 کو کرنل بلاک، کمشنر پیشاور نے سزا سنائی۔

مئی 1869 کو انڈمان لایا گیا عمر قید کے لئے۔ اسکا قیدی نمبر 1557 تھا۔ قید کے دوران اچھے چال چلن کی بنا پر اُسے ٹکٹ چھٹی قیدی کا دیا گیا۔ اور 15 مئی 1871 کو ہوپ ٹاؤن اسٹیشن بھیج دیا گیا جہاں اُسے گھر سے خط ملا۔ معلوم ہوا کہ کلکتہ میں عبداللہ نامی ایک شخص نے چیف جسٹس نارمن کا قتل کر دیا ہے۔ شاید اسی خبر کو پڑھ کر اس کے ذہن میں بھی یہ گھر کر گیا کہ مجھے بھی کسی بڑے انگریز عہدے دار کو قتل کرنا ہے۔ لارڈ میو ہندوستان کے گورنر جنرل وائسرائے تھے۔

8 فروری 1872 کی صبح 8 بجے لارڈ میو، انڈمان پہنچے۔ ان کے ساتھ انکی فیملی، انکے دوست، انکے سکریٹریز کُل ملا کر 600 افراد تھے۔ دو بڑے جہاز ایچ۔ ایم۔ ایس۔ گلاس گو، اور ایس۔ ایس ڈھاکہ میں تھے۔ مقصد معائنہ تھا جس میں گھومنا اور پکنک کا ماحول تھا۔ جزیرہ روس کے تمام دفتروں کے معائنہ کے بعد لارڈ میو نے یہ خواہش ظاہر کی کہ مونٹ ہیریٹ پہاڑ سے شام کے وقت سورج کے غروب ہونے کے منظر کا نظارہ کرنا چاہتے ہیں۔ وائسرائے ہند کی خواہش پوری کرنے کی فوری تیاری کی گئی۔ پورا قافلہ مونٹ ہیریٹ (Mount Harriet) پہنچ گیا۔

غروب آفتاب کا لطف اٹھایا۔ سورج ڈوب چکا تھا۔ ہر طرف اندھیرے نے گھیر لیا۔ ہوپ ٹاؤن پہنچتے پہنچتے جہاں ساحل سمندر پر چھوٹی کشتی وائسرائے کا انتظار کر رہی تھی۔ مشعل اور ٹارچ روشن تھے کہ اچانک قریب کی جھاڑیوں سے ایک شخص چیتے کی رفتار

سے وائسرائے پر جھپٹا اور تیز دھار چھرے سے حملہ کر دیا۔ سب کچھ اتنی تیزی سے اچانک ہوا کہ کسی کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ پھر مشعل اور ٹارچ گل ہوگئے۔ ٹارچ دوبارہ جلایا گیا۔ لارڈ میو کو گھٹنے گھٹنے سمندر میں گرا ہوا پایا۔ اٹھایا گیا۔ کنارے لائے۔ وہاں کھڑے ایک مقامی ڈیلے گھاڑی میں لٹایا گیا۔ پیٹ سے خون بہہ رہا تھا۔ چھوٹی کشتی میں لے جایا گیا تاکہ جلد سے جلد قریب کھڑے بڑے جہاز گلاس گو میں پہنچایا جاسکے۔ جہاز میں اس کے کمرے میں لے جاکر جب لِٹایا گیا تب سبھوں نے محسوس کیا کہ وہ مر چکا ہے۔ پورا جہاز جہاں جشن کا ماحول تھا غم میں ڈوب گیا۔

کچھ دیر میں شیر علی کو بھی جہاز میں لایا گیا۔

خارجہ سکریٹری نے دریافت کیا یہ قتل تم نے کیوں کیا؟۔

شیر علی نے بلاخوف جواب دیا ''خدا نے حکم دیا''۔

دوسرا سوال پوچھا گیا، تمہارے ساتھ اور کون شامل تھا؟۔

جواب دیا ''میرا شریک کوئی آدمی نہیں۔ میرا شریک خدا ہے''۔

صبح پھر اس سے پوچھا گیا۔ شیر علی نے جواب دیا ''ہاں میں نے کیا''۔ شیر علی پٹھان تھا۔ دلیر تھا۔ بہادر تھا۔ دنیا اُسے ایک بڑے بہادر ہیرو کے طور پر یاد کرے گی۔

شیر علی پر مقدمہ چلا۔ قتل کے 30 دن بعد **11** مارچ 1872 کو جزیرہ وائپر میں پھانسی دی گئی۔

انڈمان بھیجنے کے لئے شیر علی پر الزام لگائے گئے تھے۔ پورا ثبوت نہ ہونے کی بنا پر عمر قید دے دی گئی تھی۔ یہاں قید کے دوران شیر علی کے اچھے برتاؤ کی بنا پر قیدی کو چھٹی کا ٹکٹ دے دیا گیا۔ اور ہوپ ٹاؤن میں رہنے کی اجازت بھی۔ مگر وطن واپس نہ جانے دیا گیا۔ اس نے جو کارنامہ کر دکھایا پوری تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ جس نے ہندوستان میں انگریزوں کے سب سے بڑے افسر ایک وائسرائے کا قتل کیا ہو۔ وہ قیدی تھا۔ مگر کام ایک ہیرو کا کر گیا۔ اسکا نام ہندوستان کی تاریخ آزادی میں سنہرے الفاظ میں لکھا جانا چاہئے۔ اسکی پھانسی شہادت کا درجہ رکھتی ہے۔

معروف اردو شاعر چندر بھان خیال 2010 میں ساہتیہ اکاڈمی کے ایک وفد میں پورٹ بلیئر تشریف لائے۔ وفد نے پورٹ بلیئر وغیرہ کی سیر کی۔ سیر کے دوران ف۔س۔اعجاز نے ایک چھوٹے سے چبوترے کو دیکھا جوشیر علی کی جرأت، دلیری، عزم اور ظالم سے انتقام کی یاد دلاتا ہے۔ وہ اتنا معمولی ہے کہ یہاں آنے والوں کی اس مقام پر مشکل سے ہی نگاہ پڑتی ہے۔ خیاؔل صاحب نے محسوس کیا کہ 1857 کی پہلی جنگ آزادی کی ناکامی اور بوکھلائی انگریز حکومت کے ہندوستانیوں پر جبر و تشدد کے بعد شیر علی کا یہ انتقام ناقابل فراموش ہے۔ تب خیاؔل صاحب نے ایک نظم کہی جو ماہنامہ انشاء کلکتہ کے ''سلور جبلی۔ ٹیگور نمبر'' کے صفحہ نمبر 127 پر اہتمام سے شائع ہوئی۔ وہ نظم یہاں پیش کی جا رہی ہے۔

مجھے نہ بھولو...... میں شیر علی ہوں

چندر بھان خیاؔل

غریب ماں کا دلیر بیٹا
اتار کر کالے پانیوں میں جوانی اپنی
ابھی بھی ماؤنٹ ہیریٹ کی بلندیوں پر
نظر جمائے نہارتا ہے
وطن کی عظمت کے گیت ہونٹوں پہ اور دل میں
وفاؤں کی مشعلیں جلائے

دہاڑتا ہے:
''میں شیر علی ہوں
نظر اٹھا کر اِدھر تو دیکھو
میں شیر علی ہوں
گناہ میرا یہ تھا کہ میں نے
گناہ گاروں کے آگے آئینہ رکھ دیا تھا

فریب کاروں کی بستیوں میں
صدائے حق کی سلگتی شمشیر پھینک دی تھی
غریب ماں کی مسرّتوں کو تلاش کرنے
پہنچ گیا تھا میں ظالموں کی عدالتوں میں
گناہ میرا یہ تھا کہ میں نے
شرافتوں کا سفید پرچم اٹھا لیا تھا
محبتوں اور عقیدتوں کے
حسین تر پیکروں سے رشتہ بنا لیا تھا
بنا لیا تھا جہانِ صبر و سکون میں نے
کہ جس میں رہنے کی خاطر آئے
غریب و پسماندہ لوگ سارے
غلام، مظلوم، دکھ کے مارے
مگر مرا یہ گناہِ بے پردہ مجھ کو لیکر
نشیبِ ماؤنٹ ہیریٹ میں اُتر گیا تھا
یہاں پہ میں نے سیاہ و ساکت سمندروں سے
گھری زمیں پر
قسم یہ دہرائی کاٹ دونگا
گلا میں اس سوچ کا کہ جس نے
زمین اور ماں کی مامتا کو جھپٹ لیا تھا

میں شیر علی ہوں
نظر اٹھا کر اِدھر تو دیکھو
اتار کر کالے پانیوں میں جوانی اپنی
جہادِ قوم و وطن کو میں نے بھی اک دِشا دی
شعور کی وہ شمع جلا دی

کہ جس نے آزادی اور انصاف کے راستوں کو
اُجالے دیکر
وطن کے ہر اک جوان دل میں

امیدیں پرواز کی جگا دیں
نشے میں مغرور سامراجی سپاہیوں کی
تنی ہوئی گردنیں جھکا دیں
فریب و ظلم و ستم کے مارے
تمام تر بے زبان و مجبور شہریوں کے
بجھے دلوں میں
جنون کی مشعلیں جلا دیں
یہ سہمے سہمے سے بے صدا سب جزیرے، اِن سے
صدائیں عزم و وفائی کی بے ساختہ اٹھا دیں
خدائے برتر کا یہ کرم ہے
کہ لارڈ میو
پڑا ہے قدموں میں میرے دیکھو
لباسِ شاہی و سامراجی اُتر گیا ہے
جو ایک قاتل تھا مر گیا ہے
نظر اٹھا کر اِدھر بھی دیکھو
غریب ماں کا میں ایک بیٹا
مجھے نہ بھولو
میں کوئی مجرم نہیں ہوں بھائی!
میں شیر علی ہوں
میں شیر علی ہوں''

(4) بنیاد حسین

بنیاد حسین محکمہ مال گزاری میں اسسٹنٹ ریونیو کمشنر تھے۔ ڈسٹرکٹ Census Commissioner بھی رہے۔ 21-1920 میں۔ ہیڈو کے ڈسٹرکٹ آفیسر بھی رہے۔ ایماندارانہ کارکردگی کی بنا پر بہت ہردلعزیز تھے۔ ان کے نام پر ایک گاؤں کا نام بنیاد آباد رکھا گیا۔ 1919 میں جامع مسجد ابرڈین کے صدر بنائے گئے۔

(5) چودھری کفیل احمد

چودھری کفیل احمد 1910 میں جزیرہ وائپر کے تحصیلدار تھے۔

(6) چودھری فضل احمد

چودھری فضل احمد 1916 میں Treasury Officer تھے۔ جامع مسجد کمیٹی ابرڈین کے صدر بھی رہے۔

(7) سجاد حیدر یلدرم

سجاد حیدر یلدرم۔ اردو کے مشہور افسانہ نگار سجاد حیدر یلدرم انگریزی دور حکومت میں Assistant Revenue Commissioner کے عہدے پر کافی عرصہ تک

فائز رہے۔ انکی صاحبزادی قرۃ العین حیدر کی ابتدائی تعلیم انڈمان کے ابرڈین اسکول میں ہوئی۔ اس بات کا ذکر ان کے افسانہ 'جہاں پھول کھلتے ہیں' میں ملتا ہے۔ کتاب 'سرخ آنچل' افسانہ نگار خواتین کے مجموعے میں جسے پرکاش پنڈت نے مرتب کیا تھا یہ حوالہ موجود ہے۔ انکا شمار بھی صف اوّل کے افسانہ نگاروں اور مترجموں میں کیا جاتا ہے۔ ان کی تحریریں علاّمہ نیاز فتحپوری کے رسالے ''نگار'' میں بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔

(8) اے۔ اے۔ رضوی

اے۔ اے۔ رضوی جزائر انڈمان و نکوبار میں ایک لمبے عرصے تک تحصیلدار کے عہدے پر فائز رہے۔ وہ 1946-47 کا زمانہ تھا۔

(9) ایس۔ بی۔ اے علی

ایس۔ بی۔ اے علی جزائر انڈمان و نکوبار میں Treasury Officer کے عہدے پر 1946-47 میں فائز تھے۔

(10) اسمٰعیل خان

اسمٰعیل خان۔ جاپانی دور حکومت میں 30 مارچ 1943 کو اسمٰعیل خان کو جزائر انڈمان و نکوبار کا پولیس سپرنٹنڈنٹ بنایا گیا۔

(11) خان صاحب ڈاکٹر نواب علی

خان صاحب ڈاکٹر نواب علی جانوروں کے معالج تھے۔ انگریز عہدے داروں سے بڑے اچھے تعلقات تھے۔ پورٹ بلیئر کے رئیسوں میں شمار ہوتا تھا۔ ایک باوقار ہستی تھی۔ 16 مارچ 1936 کو ان جزیروں میں اسکاؤٹ تحریک کی بنیاد ڈالی جو آگے چل کر اسکولوں میں خوب بڑی۔ جامع مسجد ابرڈین کے صدر بھی رہے۔

(12) سید غلام جیلانی

سیدؔ غلام جیلانی جزائر انڈمان ونکوبار کے پہلے گورنمنٹ ہائی اسکول ابرڈین کے پہلے ہیڈ ماسٹر 15 اگست 1912 کو بنائے گئے۔ چیف کمشنر ایچ۔اے۔ براوننگ نے 1914-15 میں ٹیچرس ٹریننگ کے لئے انہیں لاہور ڈیوٹی میں بھیجا۔ جاپانیوں کے قبضہ سے پہلے 1942 تک ہیڈ ماسٹر رہے۔ 30 سال کے لمبے عرصے تک۔ جامع مسجد ابرڈین کے صدر بھی بنائے گئے تھے۔ دوبارہ 1946 میں انگریزوں نے سید غلام جیلانی کو بلایا۔ بطور ہیڈ ماسٹر۔ مڈل پوائنٹ، گورنمنٹ ہائی اسکول کے لئے۔ بہت ہی نام کمایا۔ آج بھی لوگ انہیں یاد کرتے ہیں۔ مثال دیتے ہیں۔ 15 اگست 1947 کو اسکول میں انہوں نے ترنگا لہرایا۔ 1948 میں سبکدوش ہوئے۔ 8 اکتوبر 1964 کو انتقال ہوا اپنے وطن کے گاؤں میں۔

(13) ذوالفقار علی۔ سنی

24 مارچ 1942 کو جاپانی افواج کو موج و مستی کی چھوٹ دی گئی جسکا انہوں نے خوب فائدہ اٹھایا۔ اِسی دوران عورتوں کے ساتھ بدتمیزی کو برداشت نہ کرتے ہوئے ذوالفقار علی جو سنّی کے نام سے جانا جاتا تھا، عمر 20 سال تھی، نے فوجیوں پر گولی چلا دی۔ بس اس چنگاری نے پورے ابرڈین کو دہلا کر رکھ دیا۔

سنّی چھپ گیا۔ فوجیوں نے اسکی تلاش میں گھروں کو جلانا شروع کردیا۔ حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے اسے خودسپردگی کرنا پڑی۔

26 مارچ 1942 کو صبح 9 بج کر 45 منٹ پر تمام لوگوں کو براؤننگ کلب میدان میں جمع کیا گیا۔ سبھوں کی موجودگی میں سنّی کو اس بے دردی سے وحشیوں کی طرح، دل دہلانے والے طریقے سے مار ڈالا تاکہ دیکھنے اور سننے والوں کو یہ سمجھ آجائے کہ جاپانیوں کے سامنے کھڑے ہونے اور ان کی مخالفت کرنے پر انکے ساتھ کیا کچھ ہوسکتا ہے۔

سنّی نے جو ہمت، دلیری، بہادری دکھائی اس کی مثال پیش کرنا مشکل ہے۔ اسکا نام آج بھی عزت سے لیا جاتا ہے۔

(14) ایس عبدالرحمٰن

ایس عبدالرحمٰن سید غلام جیلانی کے ڈیوٹی میں ٹریننگ پر جانے سے چیف کمشنر ایم ڈبلو ڈگلس نے 15-1914 میں ایس عبدالرحمٰن کو ہیڈ ماسٹر بناکر ڈسٹرکٹ جالندھر ریاست کپورتھلا سے بلایا۔ جیلانی کی واپسی تک یہ ہیڈ ماسٹر رہے۔ انڈمان میں۔

(15) امام المجید

امام المجید، آئی۔سی ایس، پہلے ہندوستانی تھے جنہوں نے جزائر انڈمان ونکوبار کے چیف کمشنر کا عہدہ سنبھالا۔ 9 فروری 1947 کو این۔ کے۔ پیٹرسن سے چیف کمشنر کا چارج لیا۔ انہوں نے 15 اگست 1947 کو جم خانہ گراؤنڈ میں قومی ترنگا لہرایا۔ انجمنِ امدادِ باہمی تحریک کے جزائر انڈمان ونکوبار کے روح رواں کہلاتے ہیں۔

(16) خان صاحب فرزند علی

خان صاحب فرزند علی پنجاب کے تھے۔ ہر دور میں خان صاحب فرزند علی کا سرکار کے اعلیٰ حلقے میں ایک اہم مقام رہا ہے۔ جزائر انڈمان ونکوبار میں عوام کے فلاح و بہبود کی کاموں میں آپ کا نام سرفہرست رہتا تھا۔

انہوں نے اپنی جائیداد کا بہت بڑا حصہ حکومت کے ذمے کیا تاکہ اس کی آمدنی سے ضرورت مند لوگوں کی مدد ہوسکے۔ جامع مسجد، ابرڈین میں بھی اپنی جائیداد کا ایک بہت بڑا حصہ وقف کیا تاکہ مسجد کے اخراجات پورے کئے جاسکے۔ لمبے عرصے تک جامع مسجد ابرڈین کے صدر بھی رہے۔ جامع مسجد کی توسیع کا کام بھی انجام دیا۔ بچوں اور بڑوں کی دینی تعلیم کے لئے فکرمند رہتے تھے اس لئے 19 ستمبر 1941 کو مکتب اسلامیہ کی بنیاد رکھی۔

3 دسمبر 1969 کو وفات پائی۔

۷۸۶

سپاس نامہ بتقریب سنگِ بنیاد مکتب اسلامیہ پورٹ بلیر
بخدمت جناب ایچ خانصاحب فرزند علی صاحب آنریری مجسٹریٹ جنرل مرچنٹ و
رئیسِ اعظم پورٹ بلیر

السلام علیکم۔ جنابِ عالی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آج ہم ایک نہایت اہم اور ایسے کارِ ثواب کیلئے یہاں جمع ہوئے ہیں جس کا اجر انشاء اللہ تاقیامت جاری رہیگا۔ آج ہم ایک ایسا بیج بو رہے ہیں۔ جو خدا اور رسول کے فرمان کے عین مطابق ہے۔ اور ہمیں خدا سے امید ہے۔ کہ اگر کچھ عرصہ کے لئے اس کی اچھی طرح نگرانی کی گئی تو یہ ایک تناور درخت بن جاویگا۔ جس کا پھل اس نو آبادی کے نونہال تاحشر کھائینگے اور ثواب ہمارے سب کے نامۂ اعمال میں خدا کی عنایت سے درج ہوتا رہیگا۔ اسلام کی حفاظت کا خود اللہ تعالےٰ ذمہ وار ہے۔ اور ایسے ہی اسلام تعلیم گاہوں کے ذریعہ سے دلوں میں راسخ ہوتا ہے۔ مسجد تب ہی آباد ہو سکتی ہے۔ جب ہماری نئی پود زیورِ علم و ایمان سے مزین ہو۔ اور یہ بغیر مذہبی تعلیم و مکتب و مدرسے کے ناممکن ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے اس مکتب نے تو ضرور بننا ہی تھا۔ اگر ہم نہ بناتے تو دوسرے بناتے۔ غرضیکہ یہ کام ہو کر ہی رہتا۔ مگر شکر ہے اس پاک پروردگار کا کہ اس نے ہم لوگوں کو اس نیک کام کیلئے چُنا۔ اور مکتب کی بنیاد رکھنے کی توفیق بخشی۔ جن احباب نے اپنے جان و مال سے اس کارِ خیر میں حصّہ لیا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ان سب کو دارین میں بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین۔

اب میں حضورِ عالی کی خدمت میں با ادب ملتجی ہوں کہ آپ اپنے دستِ مبارک سے مکتب کا سنگِ بنیاد رکھیں۔ اور اس کے سرپرست و مربی بنیں۔ کون نہیں جانتا کہ جب کبھی اسلامی خدمت کا موقعہ ملا۔ آپ نے سب سے زیادہ بڑھ چڑھ کر مالی امداد کی اور ہمیشہ مسجد کی فلاح و ترقی میں جان و مال سے کوشش کی۔

خدا پاک آپ کو دونو جہان میں سرخرو کرے ÷

۱۹ ستمبر ۱۹۴۱ء

سیکریٹری خادم المسلمین
ممبران مسجد کمیٹی - ابرڈین
پورٹ بلیر ÷

(کتاب ختم شد)

چاٹم جزیرہ (Chatham Island)
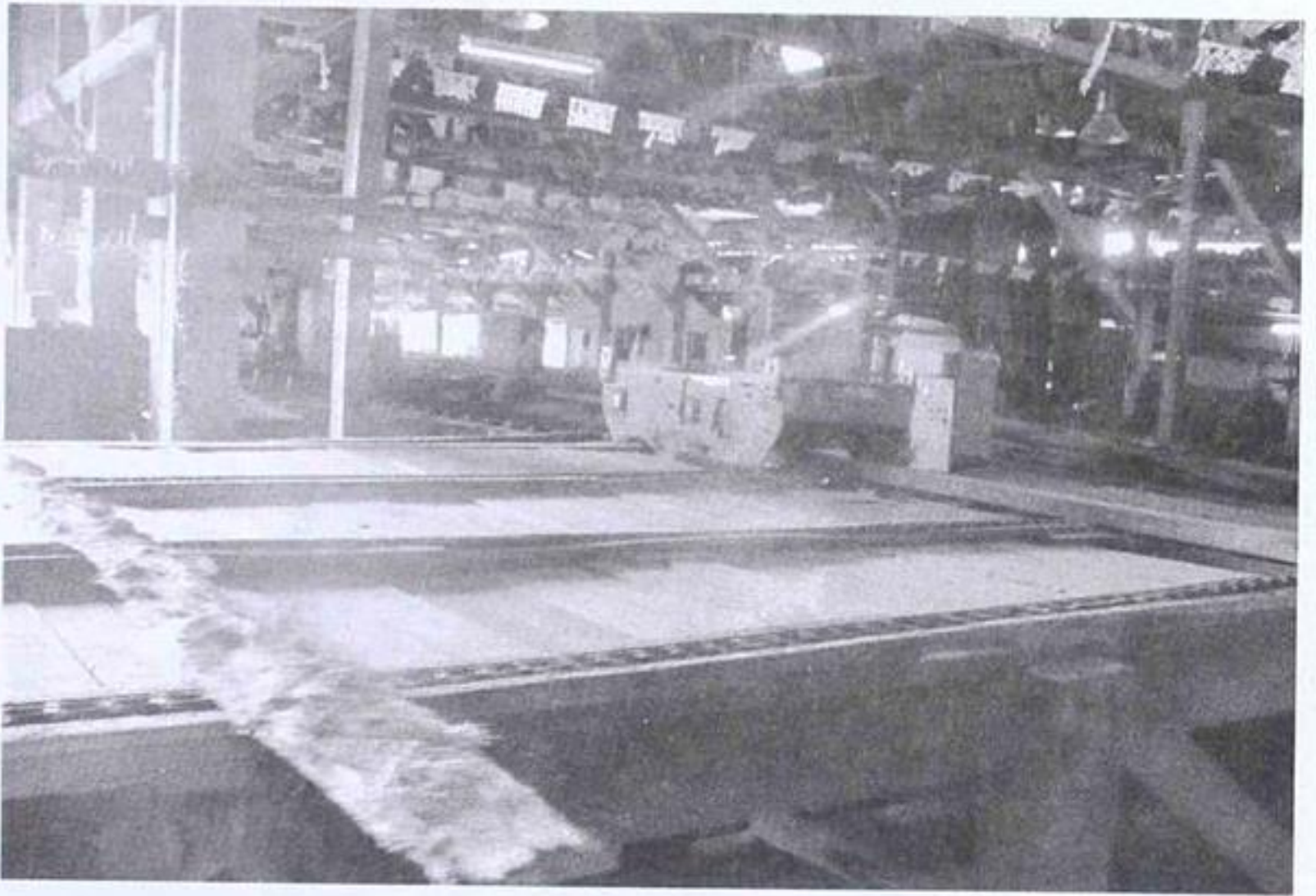
یہ چھوٹا سا جزیرہ پہلے مارک آئی لینڈ کہلاتا تھا۔ 1789 میں لیفٹننٹ آرچی بالڈ نے اسے ایک کالونی بنا دیا۔ کالونی کو جلد ہی شمالی انڈمان منتقل کر دیا گیا۔ 1857 کے بعد انگریزوں نے اسے تعزیراتی تصفیہ (Penal Settlement) کا مقام بنانے کا فیصلہ کر لیا۔ 10 مارچ 1858 کو پہلی جنگ آزادی کے دو سو مجاہدین کو یہاں لایا گیا۔ اس طرح مجاہدین آزادی کا انڈمان میں پہلا پڑاؤ یہی جزیرہ تھا۔ ان میں سے کئی نے فرار ہونے کی کوشش کی۔ بعض پکڑے گئے اور بعض کو یہاں پھانسی دیدی گئی۔ سپرنٹنڈنٹ جے پی والکر نے اس جزیرے کے ایک کونے میں 86 مفرور قیدیوں کو پکڑ کر ایک ہی دن میں مار ڈالا۔

بتدریج یہ کالونی پھیلنے لگی۔ یہاں ایک چھوٹا آرہ مل بنا جو بعد میں ایشیا کا سب سے بڑا Saw Mill ہُوا (مل کی حالیہ تصویر اوپر دیکھی جاسکتی ہے)۔ ایک وقت آیا جب یہاں آبی جہازوں کے لئے جیٹی بنا دی گئی۔

دوسری عالمی جنگ کے دوران جاپانیوں نے اس جزیرے پر قبضہ کر لیا۔ ریپڈ ایکشن فورس کے جہاز نے بمباری کر کے جزیرے کو تباہ کر ڈالا۔ دوبارہ قبضہ پانے کے بعد انگریزوں نے اسے ازسرنو تعمیر کرنا شروع کیا۔ وائسرائے لارڈ ویویل نے دسمبر 1945 میں نقصانات کا جائزہ لینے کے لئے دورہ کیا۔

جزیرۂ روس (Ross Island)

پورٹ بلیئر کے باب الداخلہ پر 160 سالہ تاریخ اپنے سینے میں لئے آج بھی یہ جزیرہ برقرار ہے۔ لیفٹننٹ آرچی بالڈ بلیئر نے مارچ 1789 میں اس جزیرہ کا جائزہ لیا اور آبی سرویئر سرڈینیئل روس کے نام پر اسے ایک کالونی میں تبدیل کر دیا۔ بعد میں کالونی ختم کر دی گئی۔ برطانویوں نے پہلی جنگ آزادی 1857 کے زیرِ اثر ہندوستانی مجاہدین آزادی کو انڈمان روانہ کرنا شروع کیا۔ 200 انقلابیوں کا پہلا جتھا مارچ 1858 میں انڈمان آیا جس میں سے کئی لوگ روس جزیرہ بھیج دیے گئے۔ بتدریج سرکاری عمال اور چیف

کمشنر وغیرہ کی سکونت یہاں قائم ہوگئی جسے ’’گورنمنٹ ہاؤز‘‘ سے تعبیر کر دیا گیا۔ یہ مقام انڈمان میں تعزیراتی تصفیہ کے لئے ایک قلعہ میں تبدیل ہوگیا۔

جزیرہ پر مسجد کی تعمیر کا احوال کتاب میں شامل ہے۔

1941 میں 26 جون کو زبردست زلزلہ آیا جس نے یہاں کی بہت سی تعمیرات کو منہدم کر دیا۔ اس کے بعد دوسری عالمی جنگ میں جاپانیوں کا غاصبانہ قبضہ ہوا۔ انہوں نے بچی کچھی عمارات کو مسمار کر دیا۔ 18 اپریل 1979 کو یہ جزیرہ ڈیفنس وزرات کو منتقل کر دیا گیا۔ اب ایام گذشتہ کی باقیات کی عظمت کا نظارہ کرنے سیاح یہاں آتے ہیں۔

وائپر جزیرہ (Viper Island)
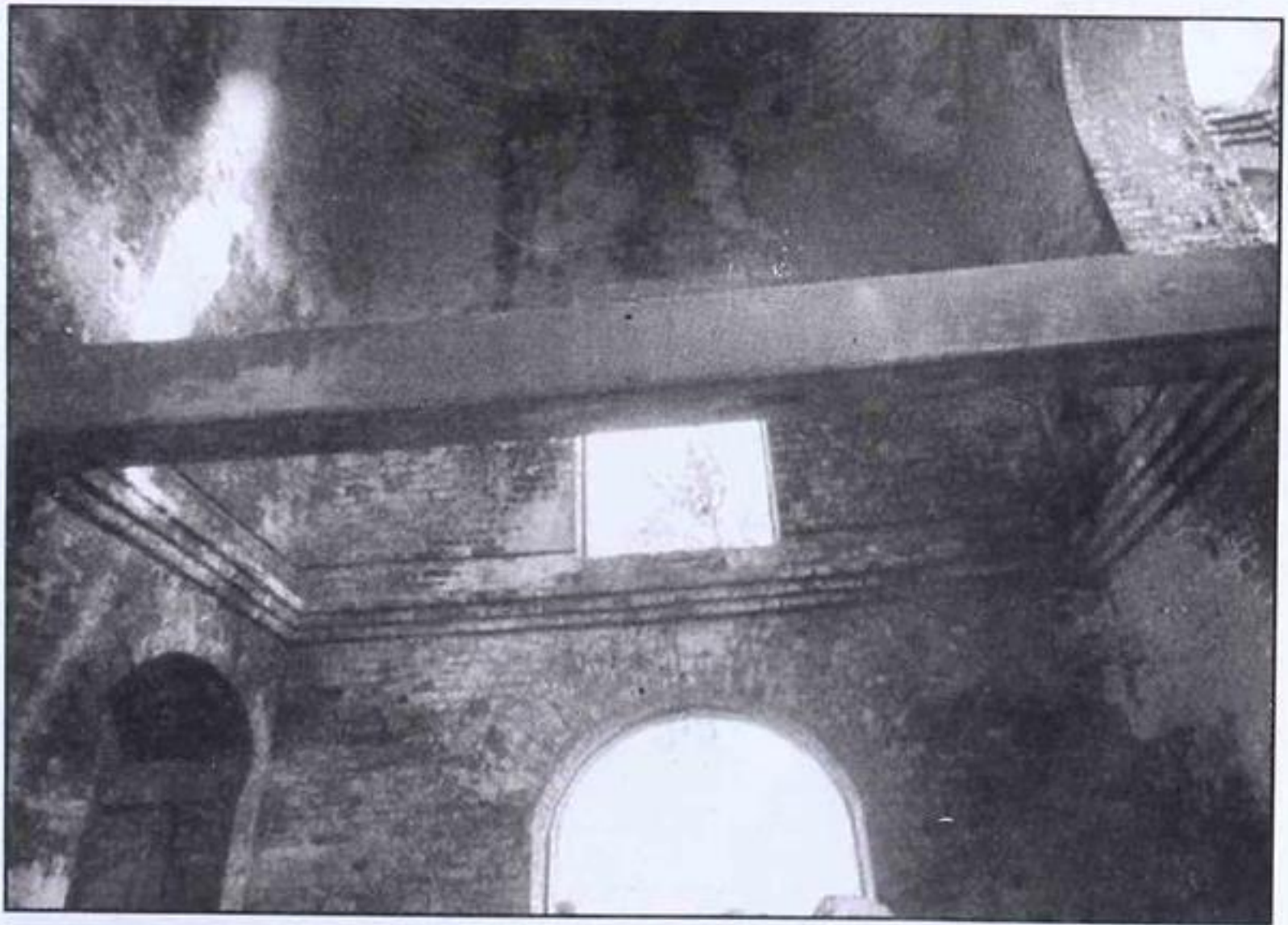
وائپر نامی آبی سروے جہاز سے موسوم یہ چھوٹا جزیرہ آج محکمۂ آرٹ و کلچر کے تحت نئی مرمت کے ذریعہ بحال ہوتا جا رہا ہے۔ اکتوبر 1858 میں سپرنٹنڈنٹ جے پی والکر

نے ہندوستانی مجاہدین آزادی کی مدد سے اس جنگل کو صاف کروا کے قابلِ رہائش بنایا۔ 1867 تک قیدیوں کی مدد سے ہی یہاں جیل اور پھانسی گھر تعمیر ہوتا رہا۔ یہ پختہ جیل تھا۔ یہاں قیدیوں کو زنجیروں سے باندھا جاتا اور جانوروں کی طرح جوت کر ان سے غلّہ پسائی اور گھانی سے تیل نکالنے کا کام لیا جاتا تھا۔ یہیں لارڈ میو کے قاتل شیر علی 11 مارچ 1872 کو پھانسی پر چڑھایا گیا۔ (پھانسی گھر کے اندر اور باہر کی تصویریں ملاحظہ کی جائیں) جب اٹلانٹا پوائنٹ میں سیلولر جیل تیار ہوگیا تو جیل کمیٹی کی رپورٹ پر وائپر جیل کو بند کر دیا گیا۔
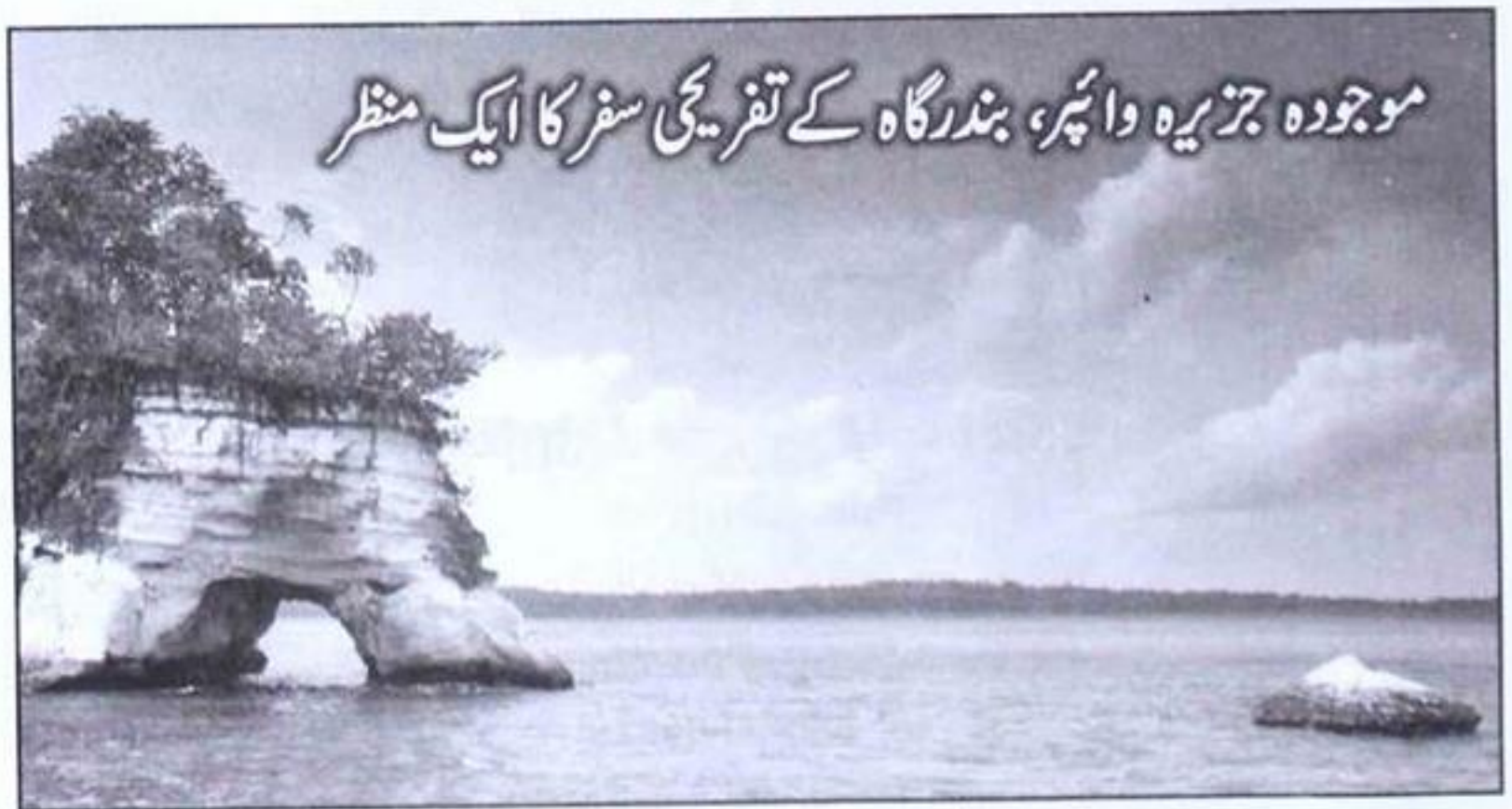
موجودہ جزیرہ وائپر، بندرگاہ کے تفریحی سفر کا ایک منظر

Other books by the same author:

- **The Silent Past of Andamans**
  (Few Freedom Fighters of 1857) Rs. 100/-

- **Jama Masjid, Aberdeen, Port Blair**
  (1885-2005) Rs. 60/-

- **Ekta Andaman Mein** Hindi Edition Rs. 50/-

- ایکتا انڈیمان میں اردو ایڈیشن Rs. 50/-

- **Veer Savarkar**
  A Revolutionary Political Prisoner and
  Cellular Jail, Andamans Rs. 100/-

- **Memories of Andaman & Nicobar Islands** Rs. 250/-

- **History of School Education** Rs. 120/-

Address: **M. Ahmad Mujtaba**
Principal (R'td)
Gafoor Manzil
Aberdeen Bazar, Port Blair-744104
M: 09531862919

جزیرہ وائپر میں پختہ جیل کا پھانسی گھر جہاں شیر علی کو بھی پھانسی دی گئی۔ اب یہ عمارت برباد اور سونی ہے۔

سیلولر جیل، پورٹ بلیئر۔ کالا پانی کے ملزمین کو اس تنگ کوٹھری میں پھانسی دی جاتی تھی، مردہ کوٹھری کے نیچے تہہ خانہ میں گر جاتا تھا۔

جنوری 2010۔ ساؤتھ پوائنٹ، پورٹ بلیئر میں علامہ فضل حق خیر آبادیؒ کے مزار پر دائیں سے وسیم بیگم، مسز نارنگ، جاوید قدوس، گوپی چند نارنگ، ف۔س۔اعجاز، سلیمان اطہر جاوید، چندر بھان خیال، پروین کمار اشک اور صادقہ نواب سحر